مطالب مقاصد کی غرض سے آیات الٰہی اور اُن کے معانی و مطالب مین دخل و فصل کرتے ہین۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِن کی شکایت خدائے پاک سے کرین گے۔ قولہ تعالیٰ۔

وقال الرسول یارب ان قومی	اور رسولؐ اُس وقت یہ فرمائین گے
اتخذوا ھذا القراٰن مھجورا۔	اے میرے پروردگار میری قوم نے اس قرآن کو
رپ - س ع	بالکل چھوڑ دیا۔

صحابہ قرآن سے لاعلم تھے۔

اور یہ بھی آپ پر روشن ہے کہ خود آپ کے اصحاب قرآن اور علم قرآن سے لاعلم تھے۔ اور یہی سبب تھا کہ اُنھون نے دوسرون سے اس کو جمع کرایا۔ جیسا کہ شمس العلماء شبلی نعمانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نسبت لکھتے ہین۔

صحابہ مین سے وحی کے لکھنے کا کام زید بن ثابت نے کیا تھا۔ چنانچہ وہ طلب کیے گیے اور اس خدمت پر مقرر ہوئے کہ جہان جہان سے قرآن کی سورتین ہاتھ آئین یک جا جمع کی جائین۔

حضرت عمر نے مجمع عام مین اعلان کیا کہ جس نے قرآن کا حصہ رسول اللہ سے سیکھا ہو تو میرے پاس لے کر آئے۔ اس بات کا التزام کیا کہ جو شخص کوئی آیت پیش کرتا تھا اس پر دو شخصون کی اور شہادت لی جاتی تھی کہ ہم نے اس کو آنحضرت صلعم کے عہد مین قلمبند دیکھا تھا۔

غرض اس طرح جب تمام سورتین جمع ہو گئین تو چند آدمی مامور ہوئے کہ اُن کی نگرانی مین پورا قرآن ایک مجموعہ مین لکھا جائے۔ الفاروق حصہ دوم صفحہ ۱۰۴

راسخون فی العلم جناب امیرالمومنین و دیگر آئمہ طاہرین علیہم السلام ہین

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی کتاب مجید اور فرقان حمید مین ارشاد فرماتا ہے۔

ھوالذی انزل علیک الکتب	وہ وہی تو ہے جس نے تم پر کتاب

منه ایٰت محکمٰت هن ام	نازل کی جس مین کچھ آیتین تو صاف صاف ہین
الکتٰب واُخر متشابهات فامّا	(اور وہی کتاب کی اصل ہین اور کچھ گول (گول)
الذین فی قلوبهم زیغ	ہین اب جن لوگون کے دلون مین کھوٹ ہے وہ
فیتبعون ما تشابه منه	فتنہ پھیلانیکی نیت سے اور اپنا مطلب نکالنے کی
ابتغاء الفتنة وابتغاء	غرض سے ان گول (گول) آیتون کی پیروی
تاویله وما یعلم تاویله	کرتے ہین حالانکہ ان کا اصلی مطلب سوائے خدا
الا الله والراسخون فی	اور اُن لوگون کے جو علم مین مضبوط ہین اور
العلم یقولون اٰمنا به	کوئی نہین جانتا وہ کہتے ہین کہ ہم اس پر ایمان
کل من عند ربنا وما یذکّر	لائے ہر ایک محکم (متشابہ) ہماری طرف سے
الا اولوا الالباب ؕ	اور سوائے صاحبان عقل کے۔ اور کوئی نصیحت
(پ۳۔ س اٰل عمران۔ ع)	نہین حاصل کرتا۔

چونکہ قرآن مجید خود اپنے مطلب کی توضیح و تصریح نہین کرسکتا کیونکہ اس مین رطب یابس ہے۔ مجمل ہے مفصل ہے۔ ناسخ ہے منسوخ ہے۔

لہذا۔ اس آیت مین خدائے پاک نے خبر دی ہے کہ قرآن مجید مین کچھ آیتین مُحکم ہین اور کچھ متشابہ ہین۔ مُحکم وہ ہین جس کے معنی واضح اور روشن ہون۔ جس کے الفاظ معانی مین کسی طرح کا احتمال و اشتباہ نہو۔ اور متشابہ وہ ہے کہ جس کے معنی و مطلب صاف طور سے واضح نہو جیسے لفظ تو ایک ہی ہو اور معنی اس کے متعدد ہون اسی کو خدا نے فرمایا ہے کہ وہ لوگ جن کے دل مین کجی ہے وہ اس کے معنی اپنے مطلب کے موافق گھڑ لیتے ہین۔ حالانکہ اس کی تاویل اور اصل معنی و مطلب کو کوئی اور شخص بجز خدا اور اُن لوگون کے جو راسخون فی العلم

ہین نہین جان سکتا۔ لہذا تنہا قرآن عام ہدایت کے لیے کافی نہین ہے۔ تا وقتیکہ خود رسولؐ اللہ یا اُن کے اہلبیت طاہرین موجود نہون اور نہ صحابہ اِس عقدہ کو حل کر سکتے ہین جب تک کہ وہ لوگ شریک نہ ہون جن کو رسولؐ اللہ نے اپنا قائم مقام اور جانشین کیا۔ اسی جہت سے اللہ جل شانہ نے فرمایا۔

فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون — اگر تم نہ جانتے ہو اہل ذکر سے پوچھ لو۔

اور اہل ذکر سے مراد اہلبیت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین اور امت اِس پر مامور کی گئی ہے کہ جو کچھ وہ نہ جانتے ہون۔ اہلبیت رسولؐ اللہ سے دریافت کرلین۔ چنانچہ کافی اور تفاسیر عیاشی مین معصومین علیہم السلام سے بہت سی حدیثین وارد ہوئی ہین۔ اور تفاسیر اہلبیت مین بتصریح وارد ہوا ہے کہ "راسخون فی العلم" سے مراد جناب امیر المومنین علیہ السلام اور باقی آئمہ طاہرین علیہم السلام ہین اس لیے کہ اِن کا علم خود جناب رسولؐ اللہ کے علم سے ماخوذ ہے اور جناب رسولؐ اللہ کا علم خداوند عالم کی طرف سے ہے۔ اور خدا فرماتا ہے۔ بل ھو ایات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم" بلکہ قرآن آیات واضحہ ہے اُن کے سینون مین جن کو علم دیا گیا ہے۔

جناب امام محمدؑ باقر علیہ السلام و جناب امام جعفر صادق علیہ السلام و جناب امام موسی کاظم علیہ السلام فرماتے ہین کہ "الذین اوتوا العلم" ہم لوگ ہین قرآن کے الفاظ معنی سب ہمارے سینون مین ہین۔ کتب اہلسنت مین ہے کہ۔

جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا خدا کی قسم کوئی آیت قرآن مین ایسی نہین ہے جو مین نہ جانتا ہون کہ کس بارہ مین نازل ہوئی۔ اور کہان نازل ہوئی۔ اور کس پر نازل ہوئی جو کچھ تم کو کتاب خدا مین پوچھنا ہو وہ مجھ سے پوچھ لو۔ مین جانتا ہون کہ وہ آیت

رات کو نازل ہوئی ہے یا دن مین - پہاڑ پر یا زمین ہموار پر - پھر فرمایا خدا کی قسم اگر میرے واسطے فرش بچھایا جائے اور مین اُس پر بیٹھون تو اہل توریت کے لیے ان کی توریت سے اور اہل زبور کے لیے اُن کی زبور سے - اور اہل انجیل کے لیے اُن کی انجیل سے اور اہل قرآن کے لیے اُن کے قرآن سے اس طرح فیصلہ کرون - کہ ہر کتاب خدا آواز بلند ندا کرکے کہے کہ بارالہا بیشک علیؑ نے وہی فیصلہ کیا ہے جو تیرا حکم مجھمین لکھا ہوا ہے "اللھم صل علی محمد و آل محمد" اسی لیے تمام اصحاب حضرت کی طرف رجوع کرتے تھے - جیساکہ عمر بن الخطاب نے چند موقع پر کہا "لولا علی لھلک عمر" اور رسول اللہ نے فرمایا اعلم امتی علی بن ابی طالبؑ ایک روایت مین ہے کہ حضرت نے فرمایا اگر مین چاہون تو فقط سورۂ حمد کو اس قدر بیان کرون کہ اگر لوگ لکھین تو ستر اونٹ کا بار تیار ہو - اسی سے جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ انا مدینۃ العلم وعلی بابھا مین علم کا شہر ہون اور علیؑ اُس کا دروازہ ہے"

اس سے بھی کسی کو انکار کا موقع نہین ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا

علی مع القرآن والقرآن مع علیؑ — یعنی علی قرآن کے ساتھ ہین اور قرآن علیؑ کے ساتھ

لا یتفرقان حتی یردا علی الحوض — اور یہ دونون جدا نہون گے جب تک کہ حوض کوثر پر وارد ہون -

(اخرجہ الطبرانی وابن مردویۃ والدیلمی)

علیؑ قرآن کے ساتھ اور قرآن علی کے ساتھ ہین -

اور یہ بھی ارشاد فرمایا ہے - اے علیؑ میرے بعد جس امر مین لوگون کو اختلاف پیدا ہو جائیگا تم ان کو بیان کروگے - اور قرآن کے معنی جو ان کو معلوم نہین ہین تم ان کو سمجھاؤ گے - اور قرآن کی تاویل پر لوگون سے لڑوگے جس طرح کہ مین قرآن کی تنزیل پر لڑا ہون - علمائے اہلسنت کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ جناب امیر علیہ السلام قرآن ناطق ہین چنانچہ ازالۃ الخفا مین ہے ص ۲۷۶

باز از واقعہ صفین خبر داد اخرج الشیخان عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتقوم الساعۃ حتی یقتتل فئتان عظیمتان تکون بینھما مقتلۃ عظیمۃ دعوتھما واحدۃ

و این کلمہ اشارت ست بانکہ اہل شام مصحف بر داشتند کہ در میان ما و شما این قرآن ست

و حضرت مرتضیٰؑ فرمود کہ این قرآن قرآن صامت ست و من قرآن ناطقم۔

صحابہ کا قرآن مرتبہ امیرالمومنینؑ کے قبول کرنے سے انکار

اور اس کے بھی سب قائل ہین کہ حضرت نے جو قرآن بحکم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بموجب تنزیل جمع کیا تھا اس کو صحابہ اور خلفا نے قبول نہ کیا۔ اور کہا کہ ہم کو اس کی حاجت نہین جس پر خود آپ کے والد ماجد کف افسوس ملتے ہین۔ جیسا کہ ازالۃ الخفا مین ہے۔

و نصیب او از احیاء علوم دینیہ است کہ جمع کرد قرآن را بحضور آنحضرت و ترتیب داد آن را

لیکن تقدیر مساعد شیوع آن نہ شد۔

پس قرآن و عترت رسول سے متمسک ہو کر فضیلت صحابہ اور خلافت راشدہ دونون مشکلات کو حل کیجیے۔ اور جو لوگ احکام خدا اور رسولؐ کی مخالفت کر کے آلِ رسولؐ کو چھوڑ بیٹھے اور خود امت کے پیشوا اور رہنما بن گیے اُن کو بقول خود

ہر کہ انکار این دو بزرگ نماید گمراہ و خارج از دین ست۔

اپنا ہادی نہ سمجھے۔

قصہ مختصر اگر اس قرآن مین اصحاب رسول کے بارہ مین منھم المومنون واکثرھم الفاسقون اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخالفت کرنے والون کی نسبت۔

ومن یشاقق الرسول من بعد	اور جو شخص بعد اِس کے کہ حق اس پر
ما تبین لہ الھدیٰ و یتبع غیر	کھلجائے رسولؐ کی مخالفت اختیار کریگا اور
سبیل المومنین نولہ	مومنون کے راستہ کے سوا اور کوئی راہ اختیار کریگا

ماتولی ونصلہ جہنم وساءت مصیراً (پ۵- س نساء- ع۷)

تو ہم بھی اُوسی راہ پر چلائین گے اور اُسے جہنم مین داخل کرین گے اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔

اور آعدائے رسول کے نسبت۔

ھم العدو فاحذرھم قاتلھم اللہ انی یوفکون۔

وہی تمھارے دشمن ہین اُن سے بچتے رہو۔ خدا اون کی گردن مارے کدھر بہک رہے ہین۔

اور ایذا دہندگان رسُول اور آل رسول کے حق مین۔

ان الذین یوذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعدلھم عذابًا مھینًا ۝ (پ۲۲- س احزاب)

بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اوسکے رسول کو ایذا دیتے ہین خدا نے اون پر لعنت کی اور اون کے لیے رسوا کرنیوالا عذاب مہیا کیا۔

ہو تو اپنا مذہب جس کے بطلان پر آپ یہ فتوی۔

مذہبیکہ مخالف این دو بزرگ باشد در اُمور شرعیہ عقیدتًا و عملاً باطل و نامعتبر ست۔

صادر فرما چکے ہین۔ چھوڑیئے اور راہ جنت اختیار کیجیے۔ اور اگر حدیث فیکم الثقلین مین بجائے عترتی اصحابی ہو اور بموجب تفاسیر آل محمدؐ کنتم خیر امۃ کا خطاب خاص انہین اصحاب سے فرمایا ہو۔ جن کی بدولت دین خدا اور آل رسُول خدا تباہ ہوئے تو ہم کو اپنے مذہب مین لیجیے اور تاریکی سے نکالیے معلوم نہین کہ حضرت شاہ صاحب زندہ ہوتے تو کیا جواب دیتے۔ اور خبر نہین کہ اُن کے جانشین کیا جواب دین گے۔

قال اللہ تبارک وتعالیٰ۔

ان الذین یکتمون ما

وہ لوگ جو اس کو چھپاتے ہین جو

انزل الله من الکتب و	خدا نے کتاب مین نازل کیا ہے۔ اور اسکو
یشترون به ثمنا قلیلا	تھوڑی قیمت پر بیچتے ہین۔ وہ اپنے
اولئك مایاکلون فی بطونهم	پیٹ مین انگارے بھرتے ہین اور خدا
الا النار ولا یکلمهم الله یوم	اِن سے قیامت کے دن نہ بات کرے گا
یوم القیمة ولا یزکیهم	اور نہ اِن کو پاکیزہ فرمائے گا اور ان کیلیے
ولهم عذاب الیم ٥	دردناک عذاب ہے۔
تحین کرتے ہین قائل یا خطا میری بتاتے ہین	ہمین بھی دیکھنی ہے منصفی انصاف والون کی
فالله یحکم بینهم یوم القیمة	پس خدا ان چیزون کا قیامت کے دن
فیما کانوا فیه یختلفون ٥	فیصلہ کرے گا جن مین اِن کو اختلاف ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

قال صحی

دوسری آیت

فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقَاتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ

قولہ آیہ کریمہ مہاجرین کی تعریف مین

اِس آیت مین اللہ جلشانہ مہاجرین کی تعریف کرتا ہے۔ اور اُنکے جنتی ہونے کی بشارت دیتا ہے۔ اور فرماتا ہے کہ جن لوگون نے میرے پیچھے اپنے وطن اور گھر اور کُنبہ قبیلہ کو چھوڑا اور جن کو میرے اُوپر ایمان لانے سے تکلیفین پہونچین اور جن کو میری راہ مین ایذائین دی گئین تو مین بھی اپنے ایسے سچے ایمان لانے والون اور پکے مسلمانون سے بڑی مہربانی سے پیش آؤن گا۔ اور اُن کی محنتون اور جانفشانیون کا اُن کو اچھا بدلا دون گا۔ ان کے گناہون سے درگذر کرون گا ان کی بھول چوک کو نہ دیکھون گا بلکہ ان کے گناہون کو نیکیون سے بدل دون گا اور بے پوچھے بتائے ان کو ایسی جنتون مین جگہ دون گا جن کے نیچے نہرین بہتی ہون گی۔ جہان ان کو نہ غم رہے گا نہ رنج نہ کوئی فکر ان کو رہے گی نہ کھٹکا۔ اور یہ ثواب اپنی طرف سے دونگا اور اپنے فضل و مہربانی سے اُن کے اعمال سے بہت بڑھ کر ان کو درجہ عطا کرون گا۔

اب اِن آیتون کو دیکھکر مہاجرین کی فضیلت اور بزرگی پر خیال کرنا چاہیے کہ کس محبت و پیار سے خدائے عزوجل اِن کا ذکر فرماتا ہے اور اُن کے مدارج و مراتب کا کس خوبی سے اظہار کرتا ہے اور اُن کے قطعی جنتی ہونے کا اقرار کرتا ہے۔ اور اُن کے گناہون اور سیات سے درگذر کرنے اور نیکیون سے بدل دینے کا وعدہ کرتا ہے۔ اور اُن کے اعمال کی جزا مین جو کچھ دیگا وہ ایک طرف اپنی طرف سے براہ تفضلات ثواب دینے کا کس مہربانی سے وعدہ فرماتا ہے۔

اقول

بلا شبہہ یہ آیت مہاجرین کی شان مین ہے مگر "کلہم اجمعین" پر صادق نہین آتی اس لیے کہ اون مین مومن و منافق دونون گروہ تھے۔ نیز ہجرت مین صدق ایمان و صدق نیت کی شرط ہے۔ جیسا کہ بخاری مین ہے کہ حضرت عمرؓ نے بالائے منبر فرمایا ہے۔

ہجرت مین نیت کی شرط ہے لہذا یہ آیت محض مومنین کی شان مین ہے

انما الاعمال بالنیات لکل	کل اعمال کا مدار نیت پر ہے اور ہر نفس کو
امرء ما نوی فمن کانت ھجرتہ	اس کی نیت کے مطابق ہجرت کا صلہ ملے گا۔
الی اللہ فھجرتہ الی اللہ و	لہذا جس نے محض خدا کے لیے ہجرت کی وہ
رسولہ ومن کانت ھجرتہ	خاص خدا اور رسولؐ کے لیے ہوئی اور جس نے
الی الدنیا یصیبھا او الی	دنیا کے لیے ہجرت کی اس کو دنیا ملے گی جس نے
امرأۃ ینکحھا فھجرتہ الی	عورت سے عقد کرنے کی غرض سے کی اس کی
ما ھاجر الیہ۔	ہجرت اوسی جانب ہوئی جس کے لیے اوس نے
(از آیات بینات جزو دوم ص۲۵)	ہجرت کی تھی۔

اور اس کو آپ بھی تسلیم کرتے ہین کہ۔

ہر عمل مین نیت شرط ہے اور تمام فرقے اسلام کے بلکہ سارے مذاہب اس امر پر متفق ہین کسی کا یہ عقیدہ نہین کہ کوئی عمل بغیر نیت کے قبول ہے۔ شرح مشکوٰۃ شیخ عبد الحق محدث دہلوی مین ہے کہ ایک شخص مدینہ مین ایک عورت کی طلب مین آیا تھا جس کا نام قیس تھا اس کے حق مین پیغمبر خدا نے یہ حدیث فرمائی۔ ملاحظہ ہو آیات بینات جزو دوم

پس جبکہ مہاجرین کی ہجرت کی یہ صورت ہو۔

jabir.abbas@yahoo.com

ولیکن نہ جملہ زراہ یقین یکے بہر دنیا یکے بہر دین

تو وہ کیونکر اس آیت کی فضیلت پا سکتے ہین۔

اگرچہ مہاجرین کی فضیلین بہت شد و مد سے بیان کی جاتی ہین لیکن خدائے پاک کے کلام سے منکشف ہوتا ہے کہ کُل مہاجرین کی ہجرت لوجہ اللہ نہ تھی۔ ان مین بہتیرے طالب دنیا تھے۔ چنانچہ جب وہ ہجرت کرکے مدینے آئے اور وہان مال و دولت پاکر غنی ہوگیے تو خدا کی عبادت سے جی چرانے لگے۔

ملاحظہ ہو آیہ کریمہ الم یان للذین امنوا الخ یہ حال تفصیل سے اسی جلد مین بعنوان شواہد نقلی ضبط تحریر مین آچکا ہے۔ اور شاہ ولی اللہ و امام فخر الدین رازی وغیرہ وغیرہ مفسرین نے اس آیت کا شان نزول مہاجرین اولین کے حق مین بتایا ہے اور صاف الفاظ مین انکی طمع و حرص کا حال یہ لکھا ہے کہ:-

"یہ آیت مخصوص مہاجرین اولین کے حق مین نازل ہوئی ہے کہ جب وہ وارد مدینہ ہوئے تو تعیش و راحت مین مشغول ہوکر اپنے اعمال مین کوتاہی کرنے لگے۔ لہذا اس آیت سے ان پر عتاب ہوا"

جس آیت کی یہ تفسیر ہے اس مین خدائے پاک نے ان مہاجرین مین سے بہتیرون کی نسبت فقست قلوبہم وکثیر منہم فاسقون فرمایا ہے یعنی اُنکے دل سخت ہوگئے اور بہتیرے ان مین فاسق ہین پس اگر جناب شاہ صاحب اس آیت کے معانی و مطالب پر غور فرماتے اور اپنی غرض کو دخل نہ دیتے تو ہرگز ہرگز آیہ شریفہ فالذین ھاجروا واخرجوا الخ کا شان نزول اپنے اصحاب کے فضیلت مین بیان نہ فرماتے۔

مہاجرین کو ترک وطن ہی پر یہ مرتبے عطا نہین ہوے

واضح ہو کہ خداوند متعال نے مہاجرین کو محض ترک وطن ہی کرنے پر یہ مرتبے اور درجے عطا نہین فرمائے بلکہ ہاجروا واخرجو کے ساتھ قاتلوا و قتلوا بھی ارشاد فرمایا ہے۔ یعنی بوقت جہاد مشرکین

وکفار کو قتل کیا ہو یا خود قتل ہوئے ہون۔ مگر آپ نے اس خوف سے کہ اصحاب ممدوحین اِن صفات سے کورے تھے "قاتلوا وقتلوا" پر پردہ ڈالا۔ حالانکہ مہاجرین کی ہجرت اور ایمان کا یہ حال تھا کہ جب مکہ سے مدینہ آئے اور اِن پر جہاد واجب کیا گیا تو ایسے بدحواس ہوئے گویا موت کے منہ مین جا رہے ہین جس پر آیہ کریمہ۔

آیہ کریمہ کہ مہاجرین حکم جہاد سنتے ہی بدحواس ہوگئے۔

الم ترا الی الذین قیل لھم	(اے رسولؐ) کیا تم نے ان لوگون کے حال)
کفوا ایدیکم واقیموا الصلوٰۃ واتوا	پر نظر نہین کی جن کو (جہاد کی آرزو تھی اور) اُن کو
الزکوٰۃ فلما کتب علیھم القتال	حکم دیا گیا تھا کہ (ابھی چندے) اپنے ہاتھ روکے رہو
اذا فریق منھم یخشون الناس	اور پابندی سے نماز پڑھو اور زکوٰۃ دیئے جاؤ
کخشیۃ اللہ او اشد خشیۃ وقالوا	(مگر جب جہاد اُن پر واجب کیا گیا) تو انمین سے کچھ
ربنا لم کتبت علینا القتال لولا اخرتنا	لوگ اِس طرح لوگون سے ڈرنے لگے جیسے کوئی خدا سے
الی اجل قریب	ڈرے بلکہ اُس سے کہین زیادہ اور (گھبرا کر) کہنے لگے
پ۵۔ سورۃ النساء	خدایا تو نے ہم پر جہاد کیون واجب کر دیا ہم کو
ع ۸	کچھ دنون کی اور مہلت کیون نہ دی۔

شاہد ہے

تفسیر حسینی

صاحب تفسیر حسینی نے اس آیت کی تفسیر مین تو یہ بھی لکھا ہے کہ مہاجرین سے کچھ لوگ نہ صرف نزول آیۂ جہاد سے خائف ہوئے بلکہ ایک گروہ مومنین کا منافق ہو گیا۔ اس کی نقل یہ ہے۔

آیا نظر نہ کردی بسوئے آنانکہ در مکہ مبالغت	عبدالرحمن بن عوف و سعد بن ابی
می کردند چون عبدالرحمن بن عوف و سعد بن	وقاص اور اُن کے مثال دیگر لوگ مکہ مین
ابی وقاص مثال ایشان کہ مارا دستوری دہ کہ	تو رسولؐ اللہ سے بہت مبالغہ کے ساتھ کہتے تھے کہ

با اہل شرک حرب کنیم کہ آزار و ایذائے ایشان
از حد گذشت پس آن ہنگام کہ بمدینہ آمدند
و نوشتہ شد یعنی واجب گشت بر ایشان
کارزار کردن با کافران۔ آنوقت گروہی
از ایشان می ترسید از جنگ مشرکان
چنان ترسیدنے کہ از خدا باید ترسید
بلکہ ترسی از ان سخت تر و این ترسیدن را
حمل بر ضعف بشریت باید کرد نہ بر کراہت
امر خدا یعنی بالطبع از خوف موت، ترسیدند
و گفتند اے آفریدگار ما برائے چہ چیز واجب
گردانیدی بر ما مقاتلہ کفار اگر این سوال
از منافقان صادر شدہ چندین عجب نیست
و اگر از مومنان یافتہ باشد از روئے خوف
و بدلی سخن گفتہ باشند و باز توبہ کردہ
و قولے آنست کہ قومے از مومنان بعد
از نزول آیت قتال منافق شدند و از
جہاد تخلف ورزیدند۔ این سخن
ایشان بود۔

اہل شرک کی ایذا رسانی و تکلیف حد سے
گذر گئی۔ اب ہم کو اُن سے جہاد کرنے کی
اجازت دیجیے لیکن جب مدینہ آئے اور
کفار سے جہاد کرنا ان پر واجب کر دیا گیا۔
اُس وقت ایک گروہ ان سے ایسا خوف
کرنے لگا جیسے خدا سے ڈرنا ہے بلکہ اس
زیادہ تر اس خوف کو ضعف بشر پر محمول
کرنا چاہیے نہ کہ جہاد کے حکم سے کہ
کہ بالطبع موت سے ڈرے۔
اور کہنے لگے اے ہمارے پروردگار کیلیے
کفار سے ہم پر جہاد واجب کیا گیا اگر
یہ سوال اصحاب منافقین کی طرف سے
ہوا تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے اور
اگر مومنین نے کیا ہو تو بسبب خوف اور
بد دلی کیا ہو اور پھر توبہ کی ہو اور ایک
قول یہ ہے کہ بعد نزول آیت کے ایک گروہ
مومنون کا منافق ہو گیا اور جہاد سے تخلف
کرنے لگا انہین لوگون نے یہ کہا تھا۔

جن مہاجرین کی نسبت مفسر ممدوح کا یہ بیان ہے کہ

"ہرگاہ بمدینہ آمدند واجب گشت برایشان کارزار کردن باکافران آن وقت گروہے
ازایشان می ترسید از جنگ چنان ترسیدنی کہ از خدا باید ترسید بلکہ ازان سخت تر"

یہ وہی عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص ہین جن کو حضرت عمرؓ نے مجلس شوریٰ کا صدر نشین اور رکن مجلس بنایا تھا اور حکم دیا تھا کہ جو کوئی عبدالرحمن بن عوف کی رائے سے مخالفت کرے وہ قتل کیا جاے۔ سبحان اللہ انھین کو آیہ کریمہ والذین ھاجروا واخرجوا سے خدا کے فضل وکرم کی بشارتین دی جائین اور عشرہ مبشرہ مین شمار ہون۔ فاعتبروا یااولی الابصار۔

پس آیہ شریفہ والذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم الخ سے وہی مخصوص نفوس مقدس مراد ہین جنھون نے خدا اور رسول پر ایمان لانے کی وجہ سے کفار ومشرکین کی ایذائین اور تکلیفین گوارا کین یہانتک کہ اپنے گھربار اور کنبہ قبیلہ کو بھی چھوڑا اور جہاد مین۔ قاتلوا وقتلوا کے فرایض بجالائے۔ انھین سے خدائے عزوجل نے یہ فرمایا ہے کہ "مین ایسے سچے ایمان والون اور پکے مہاجرین سے بڑی مہربانی سے پیش آؤن گا اور ان کو ایسی جنتون مین جگہ دون گا جن کے نیچے نہرین بہتی ہین" یہ وعدے ان مہاجرین سے نہین کیے جو ہجرت کے بعد بھی خفیہ دوستانہ پیغام وسلام مشرکین وکفار سے کیا کرتے تھے۔ قولہ تعالی۔

آیہ کریمہ کہ مہاجرین بعد ہجرت بھی خفیہ دوستانہ تعلقات مشرکین سے رکھتے تھے۔

یخرجون الرسول وایاکم ان تؤمنوا	وہ لوگ تم کو اور رسول کو اس بات پر
باللہ ربکم ان کنتم خرجتم جھادا	(گھر سے) نکالتے ہین کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان
فی سبیلی وابتغاء مرضاتی	لے آئے ہو (اور) تم ہو کہ اُن کے پاس
تسرون الیھم بالمودۃ	چھپ چھپ کر دوستی کا پیغام بھیجتے ہو حالانکہ
وانا اعلم بما اخفیتم	جو کچھ تم چھپا کر یا بالاعلان کرتے ہو مین اس سے

وما اعلنتم ومن یفعلہ منکم	خوب واقف ہون اور تم مین سے جو شخص
فقد ضل سواء السبیل	ایسا کرے گا وہ یقینًا سیدھے راہ سے
س الممتحنہ	بھٹک گیا۔

اصحاب ممدوحین اور کفار مشرکین کے باہمی اتحاد و خلوص کا ذکر اس سے پہلے ہو چکا ہے۔ پس جن مہاجرین کے نقص ایمان اور ہجرت کی یہ صورت ہو ان پر علماء و مفسرین کرام اہلسنت کا آیات فضیلت پر اطلاق کرنا خدائے پاک کے کلام مین تحریف معنوی کرنا ہے۔ حالانکہ خود سبحانہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے کلام پاک مین صاف فرما دیا ہے۔

"مہاجرین و مجاہدین یہ خیال نکرین کہ وہ صرف بحیثیت مجاہد و مہاجر ہونے کے ہماری خوشنودی اور بشارتون سے کامیاب ہو جائینگے۔

آیات الٰہی کہ مہاجرین کی ہجرت اور جہاد کا امتحان لیا جائیگا۔

بلکہ ہم پہلے ان کا امتحان لین گے کہ آیا انکی ہجرت ہمارے لیے تھی اور میدان حرب مین "قاتلوا و قتلوا" پر عمل کیا جو ہمارے امتحان مین پورے نکلین گے وہی ہماری نعمتون کے مستحق ہون گے"

چنانچہ جو آیتین اس بارہ مین نازل فرمائی ہین از انجملہ یہ ہین۔

پہلی	ثم ان ربك للذین ھاجروا من	بیشک تمہارا پروردگار ان لوگون کو
	بعد ما فتنوا ثم جاھدوا و صبروا	جنھون نے اپنے گھر چھوڑے اور جہاد کیے
	ان ربك من بعدھا لغفور	اور صبر کیا ان کی آزمائش کرنے کے بعد
	رحیم سورہ نحل	بخشنے والا اور مہربان ہے۔
دوسری	ام حسبتم ان تدخلوا	کیا تم نے یہ گمان کیا تھا کہ تم بہشت مین
	الجنۃ ولما یعلم اللہ الذین	چلے جاؤ گے حالانکہ اس وقت تک اللہ نے

	جاھدوا منکم ویعلم الصابرین (آل عمران)	بذریعۂ امتحان، نہ اُن لوگون کو جانا تھا جنھون نے تم مین سے جہاد کیا اور نہ اُن لوگون کو جو ثابت قدم رہے۔
تیسری	ام حسبتم ان تترکوا و لما یعلم اللہ الذین جاھدوا منکم ولم یتخذوا من دون اللہ ولا رسولہ ولا المومنین ولیجۃ واللہ خبیر بما تعملون پ ۱۰ س توبہ ع ۱۲	آیا تم نے یہ گمان کر لیا ہے کہ چھوڑ دیئے جاؤ گے حالانکہ اللہ نے ابھی ان لوگون کو جانچا نہین جنھون نے تم مین سے جہاد کیے اور سوائے اللہ اور اُس کے رسول اور مومنین کے اور کسی کو اپنا خفیہ دوست نہین بنایا اور اللہ تعالی تمھارے سب کامون سے واقف ہے۔
چوتھی	احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون (سورۂ عنکبوت)	کیا آدمیون نے گمان کر لیا ہے کہ وہ اتنا کہنے سے چھوٹ جائین گے کہ ہم ایمان لے آئے اور اُن کی آزمائش نہ کی جائے گی۔
پانچوین	ولنبلونکم حتی نعلم المجاھدین منکم والصابرین ونبلوا اخبارکم	اور ہم تم لوگون کو ضرور آزمائین گے تاکہ تم لوگون مین جو جہاد کرنے والے اور ثابت قدم رہنے والے ہین اُن کو دیکھ لین اور تمھارے حالات جانچ لین۔

پ ۲۶ س محمد ع ۴

پس ان آیتون مین تو اللہ جلّشانہ صاف مہاجرین کے نقص ایمان کی شہادت

دیتا ہے۔ اور خود ان سے مخاطب ہوکر ارشاد فرماتا ہے کہ یہ خیال نہ کرو کہ تم یون ہی چھوڑ دیئے جاؤگے اور صرف ترک وطن ہی پر بہشت مین چلے جاؤگے بلکہ تم آزمائے جاؤگے کہ تم مین سے سچے اسلام لانے والے اور پکے ایمان والے کون لوگ ہین۔ اور جہاد مین کون ثابت قدم رہے اور کون کون فرار ہوئے۔ اور کون مہاجرین ہین جنھون نے بجز اللہ اور اُس کے رسول اور مومنین کے خدا کے دشمنون کو اپنا دوست نہین بنایا۔ اور وہ کون ہین جو ان سے دوستی رکھتے ہین۔ اور چھپ چھپ کر دوستی کا پیغام بھیجتے ہین۔

اب اِن آیتون کو دیکھکر مہاجرین فی اللہ دنیا کی ہجرت اور ایمان پر خیال کرنا چاہیے کہ خدائے عزوجل ان کی ہجرت پر کیسے بے اعتباری ظاہر فرماتا ہے۔ اور کس عتاب سے ارشاد کرتا ہے کہ تم میری راہ مین جہاد کرنے اور میری خوشنودی کی تمنا مین تو گھر سے نکلے اور پھر میرے دشمنون کو دوست بھی رکھتے ہو۔ سبحان اللہ خدائے پاک توبا ین قیود و شرط وعدۂ مغفرت فرمائے۔ اور آپ فرمائین کہ۔

اللہ جلشانہ مہاجرین سے قطعی وعدہ مغفرت کرتا ہے۔ اور فرماتا ہے کہ بے پوچھے بتائے اِن کو

ایسی جنتون مین جگہ دون گا جس کے نیچے نہرین بہتی ہین ؎

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

الغرض جو مہاجرین خدا کے امتحان مین پورے نکلے وہی جناتٍ تجری من تحتہا الانہار ثوابًا من عند اللہ واللہ عندہ حسن الثواب کے مصداق ہین اور جو ناقص الایمان ثابت ہوئے وہ

فقد باء بغضب من اللہ ومأواہ جہنم وبئس المصیر

کے حکم مین داخل ہین۔

قل

قولہ کیا خدا کے وعدے سے ابوبکر عمر و عثمان مستثنیٰ کیے گئے

پس اِن آیتون کے دیکھنے والون سے ہم عرض کرتے ہین کہ جن مہاجرین کے نسبت خدا نے یہ وعدے کیے ہین اور جن کے بہشتی ہونے کا ذکر فرمایا ہے وہ کون تھے۔ کیا وہ لوگ مہاجرین نہ تھے جن کا نام ابوبکر عمر اور عثمان ہے اور کیا گھر بار چھوڑنے والون مین وہ اشخاص نہ تھے۔ جن کو شیعہ بُرا جانتے ہین۔

اور کیا یہ لوگ اس آیت سے مستثنیٰ کر دیئے گیے اور کیا یہ اشخاص لاکفرن عنھم سیاتھم کے وعدے سے خارج کر دیئے گیے ہین۔ اے بھائیو اِس آیت کو پڑھکر اب تم مہاجرین کے گناہون کے ڈھونڈنے مین اوقات ضایع نہ کرو اور اُن کی بُرائیون کی تلاش مین اپنی عمر نہ گنواؤ اگر دو چار عیب اُن کے تم نے ڈھونڈھ بھی لیے تو بھی جبتک تم مہاجرین مین ہونے سے انکار نہ کروگے اور جب تک تم اِن کی ہجرت کا اقرار کرتے رہوگے تمھاری عیب جوئی اور نکتہ چینی کچھ کام نہ آئے گی۔ اور اِس سے اُن کے یقینی جنتی اور قطعی بہشتی ہونے سے کچھ ضرر نہوگا اِس لیے کہ وہ خود فرما چکا ہے کہ لاکفرن عنھم سیاتھم مین اِن کے گناہون سے درگذر کرون گا اور ضرور اُن کو جنّت مین داخل کرون گا اس لیے کہ وہ میرے پیچھے گھرون سے نکالے گیے میری بدولت رنج اور مصیبت مین گرفتار ہوئے اور اپنے دوستون کو چھوڑ کر میرے دوست کے ساتھ ہوے، اپنے محبوبون سے جدا ہو کر میرے محبوب کے شریک ہوئے۔ پس اِن کا ہجرت ہی کرنا ایک ایسا عمل ہے کہ ہزارا عمال لاکھ عبادت اور کرور نیکیون سے بہتر ہے۔

اقول

یہ وعدے اُنھین مومنین مہاجرین سے ہین جن کے سردار شاہ لافتی کرار غیر فرار ہین جن کے ثبات قدم پر حق سبحانہ تعالیٰ یہ ارشاد فرماتا ہے۔

ان اللہ یحب الذین	بیشک اللہ تو انھین لوگون کو دوست رکھتا ہے
یقاتلون فی سبیلہ صفًّا	جو اسکی راہ مین اس طرح صف باندھکر لڑتے ہین
کانّھم بنیان مرصوص	گویا سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہے۔

یہ وعدے ان مہاجرین سے نہین ہین جنھون نے دنیا کے لیے ہجرت کی اور جہاد سے کراہت اور مفرور ہوتے رہے اور غنیمت لوٹنے مین سب سے آگے۔ طماع اور حریص ایسے تھے کہ بقول جناب شبلی صاحب

"ان کو مشرکین و کفار کے اسلام لانے پر افسوس ہوتا تھا۔ کہ انکا مال ہاتھ سے نکل گیا"

اور وہ لوگ جن کے اسمائے مبارک حضرت ابوبکر عمر اور عثمان ہین کہنے کو تو مہاجرین تھے مگر ان مہاجرین مین نہ تھے جن کے نسبت خدا نے یہ وعدے کیے ہین اور جن کے بہشتی ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔

یہ لوگ اس آیت سے مستثنیٰ اور لاکفرن عنھم سیاتھم کے یعنی اِن کی خطاؤن سے درگذر کرون گا" وعدے سے خارج کردیئے گیے اس لیے کہ مدینے مین مال و دولت پاکر عبادت خدا سے غافل ہوگیے تھے۔ اور اس سے ہمارے بھائی کسی طرح انکار کرہی نہین سکتے کیونکہ امام فخرالدین رازی نے آیہ کریمہ ان الذین اٰمنوا کی تفسیر مین خود حضرت ابوبکر کا قول نقل کردیا ہے۔

یہ حضرات بوجہ نقص ایمان آیات فضیلت سے مستثنیٰ ہین۔

عن ابی بکر ان ھذہ الایۃ	حضرت ابوبکر سے منقول ہے (کہ مجلس خلافت مین)
قرئت بین یدیہ وعندہ قوم	اہل یمامہ حاضر تھے جب یہ آیت پڑھی گئی تو وہ لوگ شدت
من اھل الیمامۃ فبکوا بکاءً	سے روئے آپ نے اِنکی طرف دیکھکر فرمایا ایسے ہی پہلے
شدیدًا فنظر الیھم فقال ھکذا	ہم بھی تھے (کہ ذکر خدا سے دل ہل جاتے تھے) مگر اب
کنا حتی قست القلوب	دل سخت ہوگیے۔

پس جبکہ خدائے عزوجل ان حضرات کی نسبت فقست قلوبھم فرمائے اور بقول جناب امام صاحب خود حضرت ابوبکر اپنے سخت دل ہونے کا اقبال کرین تو ایسی جلی شہادتون کے بعد بجز حضرت شاہ صاحب اور کون ہے جو حفظ قرآن کی نعمت سے ان کو فضیلت دے۔

حضرت ابوبکر کی ہجرت

نیز حضرت ابوبکرؓ کی ہجرت کرنے کا احوال بحوالہ روضۃ الاحباب۔ تحریر مین لایا گیا ہے۔

اثناء راہ مین ابن الدغنہ کافر ملا۔ اُس نے آپ سے پوچھا کدہر چلے۔ صدیق نے فرمایا کہ تیری قوم نے مجھے مکہ سے نکال دیا۔ اُس نے آپ کو تسلی و دلاسا دلاکر کہا میرے ساتھ مکہ واپس چلو مین تم کو اپنی حمایت مین لیتا ہون۔ کیا مجال جو کوئی تم سے کچھ تعرض کرے۔

حضرت صدیق فرمان روشاد ان اُس کے ہمراہ مکہ چلے آئے۔ ابن الدغنہ نے سرداران قریش سے کہا کہ ابوبکر سے تعرض نہ کرو۔ کیا اس جیسے شخص کو تم شہر سے نکالتے ہو اس پر کفار نے آپ کو ابن الدغنہ کی پناہ مین چھوڑ دیا۔

یہ وہ زمانہ تھا کہ مشرکین و کفار رسول اللہ صلعم کے دشمن جان ہو گیے تھے۔ اور طرح طرح کی ایذائین اور تکلیفین پہونچاتے تھے۔ آخر کار حضرت ابوطالبؑ آپ کو شعب ابوطالبؑ مین لے گیے تین سال تک حضرت صلعم اس مصیبت و تکلیف مین رہے۔ اور یہ حضرات اپنی قوم کے ساتھ امن و امان اور عیش و آرام سے تھے۔

اسی طرح حضرت عمرؓ کے حالات یعنی رسول اللہ صلعم سے مخالفت اور رسالت مین شبہہ کرنا۔ سورۂ فتح پر طعن کرنا وغیرہ وغیرہ امور اوپر تحریر ہو چکے ہین۔

پس۔ جن مہاجرین کے ایمان کا یہ رنگ ہو جو اپنے نقص ایمان کے خود ہی قائل ہون جنکی نسبت خداوند عالم۔

فقست قلوبھم وکثیر امنھم	(فرمایا ہے) یعنی اُن کے دل سخت ہو گیے اور
فاسقون ۵	بہتیرے ان مین سے فاسق ہین۔
اور :۔ اولئک الذین طبع اللہ علی قلوبھم	اور یہی لوگ ہین جن کے دلون پر خدا نے مہر
واتبعوا اھواءھم	لگا دی ہے۔ اور اپنی خواہشات کے پیرو ہو گئے ہین۔

فرمائے "

وہ لوگ نہ صرف اس ایک آیت سے بلکہ تمام آیات فضیلت سے مستثنیٰ کر دیئے گیے۔ چنانچہ تحفۂ اثنا عشریہ کے جو جوابات علماء امامیہ نے دیئے ہین۔ اُن مین جناب تقدس مآب مولوی دلدار علی صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ تحریر فرما چکے ہین کہ۔

"استثناء نتیجہ مسطورہ موقوف ست برین کہ بنا بر اصول شیعہ باثبات رسانی کہ اصحاب تو از اول امر مومن اند و این از جملہ ممتنعات و محالات ست چہ علماے شما بدلائل بسیار و اخبار بیشمار کفر و نفاق پیشوایان شما و در کتب خود باثبات رسانیدہ اند۔

حضرت ابوبکر و عمر کا مشرکین مکہ کے آنحضرت سے سفارش کرنا۔

اب فرمائیے کہ جن اصحاب کی نسبت حق سبحانہ تعالی یہ ارشاد فرماتا ہے۔

"آیا تم نے یہ گمان کر لیا ہے کہ یونہین چھوڑ دیئے جاؤ گے حالانکہ ابھی اللہ نے اُن لوگون کو نہین جانچا۔ جنھون نے تم مین سے جہاد کئے ہین اور سوائے اللہ کے اور اُس کے رسولؐ اور مومنین کے کسی اور کو اپنا خفیہ دوست نہین بنایا اور اللہ تمھارے سب کامون سے خوب واقف ہے"

وہ کون لوگ تھے۔ کیا وہ لوگ مہاجرین مین سے نہ تھے۔ جن کے نام حضرت ابو بکرؓ وعمرؓ اور عثمانؓ ہین۔ جن کے صدق ایمان کی نسبت شاہ ولی اللہ یہ حدیث روایت کرتے ہین

کچھ لوگ مشرکین سے رسولؐ خدا کے پاس آئے۔ اور عرض کیا کہ یا محمدؐ ہم آپ کے ہمسایہ اور حلیف ہین۔ ہمارے چند غلام آپ کے گروہ مین آ گئے ہین یعنی مسلمان ہو گیے اُن کو دین اور فقہ سے کچھ رغبت نہین ہے۔ بجز اس کے کہ وہ ہمارے مزرعہ اور مال چھوڑ کر بھاگ آئے ہین آپ اُن کو ہمارے حوالہ کر دین۔ آنحضرت صلعم نے حضرت ابو بکرؓ کی طرف دیکھکر فرمایا کہ تم اس معاملہ مین کیا کہتے ہو۔ وہ بولے۔ کہ قریش سچ کہتے ہین کہ آپ کے ہمسایہ اور حلیف ہین اُن کے غلامون کو اُن کے حوالے کر دیجیے۔ یہ بات سُنکر حضرت صلعم کا چہرۂ مبارک غُصہ سے متغیر ہو گیا۔ پھر حضرت عمرؓ سے پوچھا تو اُنھون نے کہا کہ ہان قریش سچتے ہین غلام اُن کے واپس کر دیجیے۔ یہ سنکر پھر حضرت کا چہرۂ مبارک بہ سبب غیظ و غضب سرخ ہو گیا۔ اور فرمایا۔ اے قوم قریش۔ بخدا تم پر خداوند تعالیٰ قریش مین سے ایک ایسے شخص کو مبعوث کرے گا کہ اُوس کے دل کا دربارۂ ایمان امتحان لے لیا گیا ہے وہ تم کو یا بعضون کو دین پر قتل کرے گا اور وہ علیؑ ہے۔

کیا یہ لوگ اُس گروہ مین داخل نہین ہین جو رسول اللہ صلعم کو دشمنونمین تنہا چھوڑ کر فرار ہو جاتے تھے۔ کیا یہ لوگ اُن آیتون سے جو مفرورین کے حق مین نازل ہوی ہین مستثنیٰ کر دیے گیے اے حضرات ان آیتون کو پڑھ کر اب تم اپنے مہاجرین و انصار کے فرضی وصاف ڈھونڈھنے مین اپنی اوقات ضایع نکرو۔ اور اُنکی فضیلتون کی تلاش مین اپنی عمر نہ گنواؤ۔ اگر دو چار باتین اُن کی عہد حکومت کی تم نے بتا بھی دین تب بھی جب تک تم اُنکا فرار بخاری شریف سے خارج اور اِن آیتون سے اِنکار نہ کروگے اور جب تک تم صحح الکتب بعد کتاب الباری صحیح بخاری سے اِن کا گستاخانہ رسول اللہ صلعم کو ھذا الرجل یھجر کہنے کا اقرار کرتے رہوگے

تمھاری یہ ثنا خوانی اور مدّاحی کچھ بھی کام نہ آئیگی کیونکہ وہ خود فرما چکا ہے کہ۔

"جو لوگ میرے پیچھے اپنے وطن اور گھر اور کُنبہ و قبیلے کو چھوڑین ان کو لازم ہے کہ جب میدان جنگ مین جائین تو کفار سے ڈر کر بھاگنا تو ایک طرف ان کی طرف اپنی پشت بھی نہ پھیرین۔ اگر کوئی اپنی پشت پھیرے گا تو مین بھی ایسے لوگون سے بڑے عذاب کے ساتھ پیش آؤن گا اور ان کو اچھی سزا دون گا۔ اِنھون نے ظاہرًا تو مجھے اور میرے رسولؐ اور مومنین کو محبوب کہا۔ لیکن باطنًا کفار و مشرکین کو اپنا محبوب سمجھا۔ اور مین اِن کے کامون سے اچھی طرح واقف ہون۔

پس۔ مہاجرین فی اللہ دنیا کا اپنے رسول کو نیزون اور تلوارون مین تنہا چھوڑ کر فرار ہو جانا۔ اور حکم رسولؐ کو ہذیان بتانا ایک ایسی معصیت ہے جو سب بدآعمالیون سے بدتر ہے اگرچہ اصحاب ممدوحین کا معرکۂ جہاد سے فرار ہونا اہلسنت سے مخفی نہین ہے۔ تاہم علماء کرام توجیہات و تلبیسات کرکے اُن کی پردہ پوشی کیا کرتے ہین۔

لہذا مین اس موقع پر غزوات بدر۔ اُحد خندق۔ خیبر۔ سریہ وادی الرمل۔ اور حُنین کا مختصر حال کتب حدیث و سیر اہلسنت سے لکھتا ہون۔ جن کے ملاحظہ سے روشن ہوگا کہ اِن لڑائیون مین اُن حضرات کے "قاتلوا و قتلوا" کا کیا رنگ تھا۔

غزوۂ بدر

غزوۂ بدر

مورخین نے جنگ بدر کا واقعہ یہ لکھا ہے کہ جب رسول اللہ صلعم نے مکۂ معظمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی تو قریش نے ہجرت کے ساتھ ہی مدینہ منورہ پر حملہ کی تیاریان شروع کردی تھین۔ اِن کی چھوٹی چھوٹی ٹکڑیان مدینہ کی طرف گشت لگاتی رہتی تھین۔ حملے کیلیے

سب سے بڑی ضروری چیز مصارف جنگ کا بندوبست تھا اس لیے اب کے موسم مین قریش کا جو کاروان تجارت شام کو روانہ ہوا۔ تو اس سروسامان سے روانہ ہوا کہ مکہ کی تمام آبادی نے جس کے پاس جو رقم تھی کُل کی کُل دیدی۔ اسی اثنا مین یہ غلط خبر مکۂ معظمہ مین پھیل گئی کہ مسلمان قافلہ کو لوٹنے کو آرہے ہین۔

قریش کے غیظ و غضب کا بادل بڑے زور و شور سے اُٹھا اور تمام عرب پر چھا گیا۔

سپاہ اسلام و لشکر قریش کا بمقام بدر ہونا

غرض بارہ رمضان سنہ ۲ھ کو آپ تقریباً تین سو جان نثارون کے ساتھ شہر سے نکلے اور بدر کی طرف جو مدینہ سے اہل مکہ کی آمد کی خبر تھی خبر رسان آگے روانہ کر دیئے گیے کہ قریش کے نقل و حرکت کی خبر لائین۔ خبر رسان نے خبر دی کہ قریش وادی کے دوسرے سرے تک آگئے ہین۔ آنحضرت صلعم یہین رُک گئے اور فوجین اُتر پڑین۔

مکۂ معظمہ سے قریش بڑے سروسامان سے نکلے تھے۔ ہزار آدمیون کی جمعیت تھی۔ سو سوارون کا رسالہ تھا۔ رؤسا قریش سب شریک تھے۔ قریش کو قریب بدر کے پہونچکر جب معلوم ہوا کہ ابوسفیان کا قافلہ خطرہ کی زد سے نکل گیا ہے تو سردارون نے کہا اب لڑنا ضرور نہین لیکن ابوجہل نے نہ مانا۔ زہرا اور عدی کے لوگ واپس چلے گئے باقی فوج آگے بڑھی۔ صحابہ نے میدان کے کنارے ایک چھپر کا سائبان تیار کیا کہ آپ اُس مین تشریف رکھین

اب دو صفین آمنے سامنے مقابل تھین۔ حق و باطل۔ نور و ظلمت۔ و کفر و اسلام! اقتباس از سیرۃ النبی مولفہ شمس العلما شبلی نعمانی جلد اول۔

لشکر اسلام سے ایک گروہ جنگ کا اور ایک قافلہ کاروان کا خواہشمند تھا

کتب حدیث و سیر کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے صحابہ سے مشورہ کیا کہ وہ قریش سے جنگ کرنا چاہتے ہین یا اُس قافلہ کو جو مال کثیر کے ساتھ شام سے آیا تھا۔ صحابہ مین سے بعض نے جنگ کا مشورہ دیا اور اکثر نے قافلہ کی رغبت دلائی۔

اقتباس عبارت
مدارج النبوۃ

اس حال کے متعلق مدارج النبوۃ سے خلاصہ بقدر ضرورت درج کیا جاتا ہے۔

قافلہ ایشان قافلہ عظیم بود کہ از شام
می آید و اموال قریش در آن بود و امیر
قافلہ ابوسفیان بود چون قریب بدر رسیدند
و خبر بہ رسول اللہ صلعم رسید حضرت گفت
باصحاب کہ قافلہ می آید کہ اموال کثیر با اوست
و عدد اعدا قلیل ست پس بیرون آید
بسوے آن شاید کہ سامان نبخشد شما را خدا تعالی
بہ آن پس جبریل آمد و آنحضرت را از برآمدن
قریش خبر کرد پس آنحضرت رو بے مشاورت
باصحاب آورد و گفت خداے تعالے
وعدہ کرد شما را یکے از دو طائفہ۔ یا
کاروان را یا قریش را و بود کاروان
محبوب تر نزد اصحاب۔ و گفتند بآن حضرت
چرا ذکر نہ کردی تو ما را قتال را تا آمادہ
می شدیم ما برائے آن و ساز میکردیم
آنرا گفت آنحضرت کاروان گذشت
بر ساحل بحر این ابوجہل است روئے
آوردہ بشما گفتند یا رسول اللہ بگیر کاروان

ایک عظیم الشان قافلہ قریش کا شام سے مال
لیکر آرہا تھا۔ جس کے سردار ابوسفیان تھے جب
قافلہ بدر کے قریب پہونچا۔
اور رسول اللہ صلعم کو یہ خبر معلوم ہوئی تو آپنے
اصحاب سے فرمایا کہ ایک قافلہ آرہا ہے
جسکے ساتھ مال کثیر اور جمعیت کم ہے اگر تم چل کر
اُسکو روکو تو کیا عجب ہے کہ وہ سامان تمہارے
ہاتھ آئے پس جبریل نازل ہوے اور قریش
کے بڑھ آنے کی خبر دی آنحضرت صلعم نے بطریق
مشورہ اصحاب کی طرف رخ کرکے ارشاد فرمایا کہ
خدا تم سے وعدہ فرماتا ہے دو گروہ میں سے ایک
تمہارے ہاتھ آئیگا قافلہ قریش یا کاروان
چونکہ اصحاب کی رغبت کاروان کی طرف تھی
اس لیے اُنھوں نے عرض کی یا حضرت آپنے
اُسوقت کیوں نفرمایا اگر ہم کو اسکی خبر معلوم
ہوتی تو ہم جنگ کے لیے مسلح ہوکر نکلتے آپنے
فرمایا کہ قافلہ کاروان تو دریا کے کنارے سے
نکل گیا اب ابوجہل تمہارے مقابلہ کو آرہا ہے۔

راد بگذار قتال را پس در غضب آمد

رسولخدا صلعم پس باستاد ابوبکر و گفت سخن

وخوب گفت پس باستاد عمر به گفت سخن

وخوب گفت پس خوش آمد آنحضرت را

سخنان ایشان و دعائے خیر کرد ایشان را۔

پس باستاد سعد بن عباده و گفت نظر کن و فکر کن

یارسولؐ اللہ در کار خود پس بخدا سوگند

اگر سیر می کنی تو تا عدن تخلف نمی کنند از

هیچ مردے از انصار پس دعائے خیر کرد

اور ارسولؐ خدا پس باستاد۔ مقداد

بن عمرو گفت ما با تو ایم یارسول اللہ

هر جا که بروے نمی گویند ترا چنانکه بنی اسرائیلؑ

باموسیٰؑ۔

اذهب انت وربك فقاتلا

انا ههنا قاعدون بلکه میگوییم

اذهب انت وربك فقاتل

انا معكم مقاتلون سوگند بخدائے که

فرستاده است ترا بحق میرویم و جلادت

می کنم با تو هر جا میروی اگرچه تا برگ عماد ی بری

اسپر اصحاب نے عرض کی یا حضرت جنگ تو ملتوی

رکھیے اور کاروان کا تعاقب کیجیے یہ سنتے ہی

جناب رسولخدا صلعم غضبناک ہوئے پس ابوبکر نے

کھڑے ہو کر عمدہ گفتگو کی اور ان کے بعد عمر نے

بھی گفتگو کی آنحضرت صلعم کو انکی گفتگو پسند آئی اور انکے

حق میں دعائے خیر کی۔ پھر سعد بن عبادہ کھڑے ہوئے اور

عرض کیا یارسولؐ اللہ آپ اپنا کام کریں قسم بخدا اگر

آپ عدن تک سفر فرماویں تو انصار میں سے کوئی شخص

آپ کی اعانت و ہمراہی سے منہ نہ موڑیگا

حضرت نے اُن کو بھی دعائے خیر دی پھر مقداد

بن عمرو نے عرض کی یارسولؐ اللہ ہر جگہ ہم

آپ کے ساتھ رہیں گے اور ہم آپ سے

وہ نہ کہیں گے جو بنی اسرائیل نے موسیٰؑ سے کہا تھا کہ

(تم۔ اور تمہارا خدا دونوں جائیں سے)

لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔ بلکہ یہ عرض کریں گے

کہ اگر آپ اور آپ کا خدا (کفار) سے لڑے

تو ہم آپ کے ساتھ اُن سے لڑیں گے۔

قسم بخدا جس نے آپ کو مبعوث بحق کیا

ہے ہم آپ کے ہمرکاب برگ عماد تک کہ

وآن شہریست از شہرہائے حبش پس تبسم کرد
آنحضرت ودعائے خیر کرد وایں گفت
سعد بن معاذ ما ایمان آوردہ ایم وتصدیق
کردیم ترا وشاہدیم برآن کہ ہرچہ آوردۂ تو
از نزد خدا حق ست وداديم ترا برین تصدیق
عہدہائے خود را ومواثیق خود را بر سمع و
طاعت وفرمان برداری پس برو یا رسول اللہ
ہرجا کہ می خواہی سوگند بآن خدا کہ
فرستادہ است ترا بحق اگر میروی
تو می در آری ما را در دریا می در آیم
ما در آن ما از صابرانیم وصادقانیم ببرما را
ہرجا کہ می خواہی پس مسرور شد آنحضرت
باین سخن سعد ودر نشاط در آورد او را
این سخن۔ (مدارج النبوۃ مطبع مظہر العجائب سنہ ۱۲۷۱ ہجری)

وہ شہر ہے (ملک حبش مین) چلنے اور
لڑنے مرنے کو حاضر ومستعد ہین۔ پس
آپ نے خوش ہو کر اُن کے حق مین
دعائے خیر کی۔ پھر سعد بن معاذ نے
عرض کی کہ یا حضرت ہم آپ پر ایمان
لائے ہین آپ بیشک پیغمبر برحق ہین۔
اور آپ کا جو ارشاد ہے وہی خدا کا
ہے ہم آپ سے یہ اقرار کرتے ہین کہ
آپ جہان چاہیے چلیے ہم آپ کے
مطیع اور فرمان بردار ہین خدا کی قسم
ہے اگر آپ از شادنر! ین گے تو ہم
سمندر مین کود پڑین گے۔ ہم اپنے قول
کے سچے اور مصیبت مین ثابت قدم ہین۔
آنحضرت اُن کی گفتگو سے مسرور ہوئے۔

خیالات اصحاب دربارۂ مشورہ

اس روایت کے ملاحظہ سے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ جناب شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی نے حضرت سعد بن عبادہ وحضرت مقداد رضی اللہ عنہم کے مشورے تو بتصریح وتوضیح بیان فرمائے۔ اور حضرت ابوبکر وعمر رضہ کے مشورے کے متعلق صرف اس نکتہ پر (گفت سخن و خوب گفت وخوش آمد آنحضرت را ودعائے خیر کرد ایشان را) کفایت کی۔ مگر یہ معما ہماری سمجھ مین نہ آیا کہ وہ سخنہا خوب کیا تھے۔ اگر خوب تھے تو کیون راز مین رکھے گیے اس سے

ظاہر ہوتا ہے کہ ؎

بیخودی بے سبب نہین غالب　　کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

ہم اس فکر مین تھے کہ یہ معما کس طرح حل ہو۔ آخر کار تفسیر دُرِ منثور اور بخاری و صحیح مسلم وغیرہ سے وہ راز فاش ہو گیا کہ اِن سخنہائے خوب کا یہ مطلب تھا کہ جنگ نہ ہو۔ اور اِن حضرات کے مشورون پر رسول اللہ صلعم خوش نہین ہوئے بلکہ غیظ و غضب سے دونون رخسار مبارک سرخ ہو گیے اور اِن کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ چنانچہ صحیح مسلم وغیرہ سے دو چار روایتین نقل کی جاتی ہین۔

(۱) حدثنا ابو بکر ابن ابی شیبہ ثنا عفان ثنا حماد بن سلمۃ عن ثابت عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شاور حین بلغہ اقبال ابی سفیان فقال فتکلم ابو بکر فاعرض عنہ ثم تکلم عمر فاعرض عنہ فقام سعد بن عبادہ فقال ایانا تریدیا رسول اللہ والذی نفسی بیدہ لو امرتنا ان نخیضہا البحر

یعنی انس کہتے ہین کہ جب رسول اللہ صلعم کو ابو سفیان کے بڑھ آنے کی خبر پہونچی تو آپ نے لوگون سے مشورہ کیا۔ پہلے ابو بکر نے گفتگو کی تو حضرت نے اُن کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ پھر حضرت عمر نے گفتگو کی تو حضرت نے اُن کی طرف سے بھی منہ پھیر لیا۔ پھر سعد بن عبادہ نے کھڑے ہو کر عرض کی یا حضرت کیا آپ ہم سے فرماتے ہین۔ قسم ہے اُس خدا کی جس کے قبضہ مین ہماری جان ہے اگر آپ حکم فرمائین تو ہم سمندر مین کود پڑین۔ آپ حکم دین

لانحضناها ولو امرتنا ان نضرب اکبادها الی برک الغماد لفعلنا

تو ہم برگ الغماد تک جانے کو صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۸۴ مطبوعہ مصر موجود ہین۔

(۲) ثم سار رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یلقاه خبر ولا یعلم بنفرة قریش فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم اشیروا علینا فی امرنا مسیرنا فقال ابوبکر یا رسول الله انا اعلم الناس بمسافز الارض۔

یعنی حضرت تشریف لیجا رہے تھے اور کوئی خبر آپکو نہ معلوم ہوئی کہ قریش آرہے ہین کہ نہین تب حضرت نے فرمایا ہمکو اس بارہ مین مشورہ دو ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ ہم کو تمام روئے زمین کی خبر ہے۔

اخبرنا عدی بن ابی الزغباء ان العیر کانت بوادی کذا وکذا فکانوا ایاهم فسارهان الی بدر ثم قال اشیروا علی فقال عمر بن الخطاب یا رسول الله انها قریش وعزها والله ما ذلت منذ عزت ولا امنت منذ کفرت والله لیقاتلك فتاهب لذلك اهبته واعدد له عدته فقال رسول الله اشیروا علی فقال

عدی بن الزغبا نے خبر دی ہے کہ وہ لشکر فلان وادی مین ہے تو ہم اور وہ بدر تک آگے پیچھے پہونچا چاہتے ہین پھر حضرت نے مشورہ چاہا تو عمر بن الخطاب نے کہا یا رسول اللہ یہ قریش ہین اور قسم خدا کی جب سے انھون نے عزت پائی کبھی ذلیل نہین ہوئے اور جب سے انھون نے کفر کیا کبھی ایمان نہین لائے قسم خدا کی وہ ضرور آپ سے مقابلہ کرین گے تو آپ پورے طور پر آمادہ اور مستعد ہوجائیے

المقداد بن عمرو انا لا نقول لك كما قال اصحاب موسیٰ اذهب انت وربك فقاتلا انا ههنا قاعدون ولكن اذهب انت وربك فقاتلا انا معكم متبعون

(درمنثور جلد سوم صفحہ ۱۶۵)

اور پورا سامان اُس کے لیے کر لیجیے۔ پھر آنحضرت نے فرمایا مشورہ دو مقداد نے کہا ہم تو وہ نہیں کہیں گے جو بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ سے کہا تھا کہ تم اور تمہارا خدا جا کر مقابلہ کرو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں بلکہ ہم یہ کہتے ہیں سب آپ کے اور آپ کے رب کے تابع ہیں۔

(۳) روی ابن مردویہ ایضا من حدیث محمد بن عمرو بن علقمہ بن وقاص اللیثی عن ابیہ عن جدہ قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی بدر حتی اذا کان بالروحاء خطب الناس فقال کیف ترون فقال ابو بکر یا رسول اللہ انهم بمكان كذا وكذا قال ثم خطب الناس فقال کیف ترون فقال عمر مثل قول ابی بکر ثم خطب الناس فقال کیف ترون فقال سعد بن معاذ یا رسول اللہ ایانا تریدون والذی

ابن مردویہ سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ بدر کی طرف روانہ ہوئے تو بمقام روحا پہونچکر لوگون سے اس باب مین گفتگو کی حضرت ابوبکر نے عرض کی یا رسول اللہ ہم کو خبر ملی ہے کہ مشرکین اس قدر ہین۔ اور اس قدر ہین حضرت نے پھر اس بارہ مین گفتگو کی کہ تمھاری کیا رائے ہے تو عمر نے وہی بات کہی جو ابوبکر نے کہی تھی۔ پھر آپ متوجہ ہو کر استفسار فرمانے لگے تو سعد بن معاذ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ ہم سے مخاطب ہین قسم اُس خدا کی

اکرمك واترل عليك الكتاب ما سلكها — جس نے آپ کو مبعوث بحق کیا ہے اور آپ پر

قط ولا لی بها علم ولئن سرت حتی — کتاب نازل کی ہے ہم کو اُس کا علم نہین ہے

تاتی برك الغماد من ذی یمن لنسیرن — لیکن اگر آپ برک الغماد تک جو یمن

معك ولا نکون کالذین قالوا — مین ہے تشریف لے چلین تو ہم آپ کے

لموسیٰ اذهب انت وربك فقاتلا — ساتھ ہین ہم اُن لوگون مین سے نہین

انا ها هنا قاعدون ولکن — ہین کہ جنھون نے حضرت موسیٰؑ سے کہا تھا

اذهب انت وربك فقاتلا — کہ تم اور تمھارا خدا جاکر لڑو ہم تو یہین

انا معکما مقاتلون — بیٹھے ہین بلکہ ہم کہین گے کہ اگر آپ اور

در تفسیر ابن کثیر برحاشیہ فتح المنان — آپ کا خدا جدال و قتال کرے تو ہم آپ کے

جلد چہارم صفحہ ۲۹۱ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۱۱ھ سورۂ انفال — ہمراہ جنگ کرنے والون مین سے ہین۔

(۴) عن طارق عن عبد الله بن — ابن مسعود کہتے ہین کہ مین نے مقداد کی

مسعود قال لقد شهدت من المقداد — ایک ایسی فضیلت دیکھی کہ اگر میرے لیے

مشهدا لان اکون انا صاحبه — ہوتی تو روئے زمین کی تمام دولت سے

احب الی مما فی الارض من شیء — بڑھکر تھی مقداد ایک مرد شہسوار تھے۔

کان رجلا فارسا وکان — اور رسول اللہ کو جب غصہ آجاتا تھا تو

رسول الله صلعم اذا غضب احمارت — دونون رخسارہ سُرخ ہوجاتے تھے ایسی

وجنتاه فاتاه المقداد علی — حالت مین مقداد حضرت کے پاس آئے

تلك الحال فقال ابشر یا رسول — اور عرض کی یا رسول اللہ آپ خوش

الله فوالله لا نقول لك کما قالت — فرمائیے واللہ ہم آپ سے وہ کلمہ نہ کہین گے

بنواسرائیل لموسیٰ اذهب انت و	جو بنی اسرائیلؑ نے موسیٰؑ سے کہا تھا کہ
ربك فقاتلا انا ها اهنا قاعدون	تم اور تمہارا خدا دونون جا کر کافرون سے
ولكن والذی بعثك بالحق	جہاد کرو "ہم تو یہان بیٹھے ہین"۔ بلکہ قسم ہے
لنكونن من بين يديك ومن	اُس خدا کی جس نے آپ کو پیغمبر برحق کیا ہے
خلفك وعن يمينك وعن شمالك	جب تک خدا آپ کی فتح نہ کرے گا ہم آپ کے
او يفتح الله لك	آگے آگے رہین گے۔ ہم آپ کے پس پشت
از تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۱ مطبوعہ جرمن سنہ ۱۸۸۱ء	رہین گے۔ آپ کے دہنے بائین رہین گے۔
(۵) فقال سعد بن معاذ لئن سرت	سعد بن معاذ نے عرض کی جہان
حتی تاتی برك الغماد من ذی يمن	جی چاہے چلیے جس سے جی چاہے میل کیجیے
لنسيرن ولا نكون كالذين قالوا	جس سے جی چاہے قطع تعلق کیجیے جس سے
لموسیٰ فاذهب انت وربك فقاتلا	جی چاہے صلح کیجیے جس سے جی چاہے
لامرفاحدث الله غيره فامض	جنگ کیجیے اور جس قدر جی چاہے ہمارے
لما شئت وصل من شئت واقطع	مال اور اسباب مین سے لیجیے۔
حال من شئت وسالم من شئت وعاد	(از فتح الباری جلد ہفتم صفحہ ۲۲۴ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۱ھ)
من شئت وخذ من اموالنا ما شئت	(باب قولہ تعالیٰ (اذ تستغیثون ربکم)
(۶) حدثنا ابو نعيم حدثنا اسرائيل	ابو نعیم نے طارق بن شہاب سے روایت کی
عن فخارق عن طارق بن شهاب	ہے کہ مین نے ابن مسعود سے سُنا ہے وہ کہتے
قال سمعت ابن مسعود يقول شهدت	ہین مقداد بن اسود کی ایک ایسی فضیلت
عن المقداد بن الاسود مشهدا	دیکھی اگر وہ بات مجھکو حاصل ہوتی تو

jabir.abbas@yahoo.com

لان اکون صاحبہ احب الیّ
مما عدل بہ اتی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم وھو یدعوا علی المشرکین
فقال لا نقول کما قال موسیٰ
اذھب انت وربک فقاتلا ولکنا
نقاتل عن یمینک وعن
شمالک وبین یدیک و
خلفک فرأیت النبی صلی اللہ
علیہ وسلم اشرق وجھہ وسرّہ
یعنی قولہ بخاری کتاب
المغازی
(باب قولہ تعالیٰ راذ تستغیثون)
غزوہ بدر
ترجمہ مولوی وحید الزمان صاحب

(۷) عن انس ان رسول اللہ صلعم
شاور حین بلغہ اقبال ابی سفیان
قال فتکلم ابوبکر فاعرض عنہ فتکلم عمر فاعرض
عنہ فقام سعد بن عبادۃ فقال ایانا
تریدیا رسول اللہ والذی نفسی

اُس کے مقابلہ مین کسی نیکی کو نہ سمجھتا سب سے
زیادہ وہ مجھے پسند ہوتی وہ یہ ہے کہ
آنحضرت صلعم مشرکون پر یہ دعا کر رہے تھے
اتنے مین مقداد آن پہونچے انھون نے
عرض کی یا رسول اللہ ہم وہ نہ کہین گے
جو حضرت موسیٰؑ کی قوم نے اُن سے کہا تھا
کہ تم اور تمھارا پروردگار دونون جاکر
جبارین سے لڑو" ہم تو آپ کے
داہنے طرف اور بائین طرف سامنے ہون گے
یا جہان آپ کا دشمن ہوگا اُس سے
لڑین گے۔ ابن مسعود کہتے ہین مین نے دیکھا
کہ مقداد کے اس کلام سے آنحضرت صلعم کا
چہرۂ مبارک چمکنے لگا اور آپ خوش
ہوگیے۔

انس سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو ابوسفیان کے آنے کی
خبر معلوم ہوئی تو آپ نے مشورہ طلب کیا
حضرت ابوبکر بولے تو آپ نے توجہ نفرمائی۔
پھر عمر بولے آپ نے اُن کی طرف بھی توجہ نہ کی

jabir.abbas@yahoo.com

بیدہ لو امرتنا ان نخیضہا البحر
لاخضناہا ولو امرتنا ان نضرب اکبادہا
الی برک الغماد لفعلنا فقال فندب
رسول اللہ صلعم الناس فانطلقوا
حتی نزلوا بدرا۔

از سیرۃ النبی
صفحہ ۲۵۶ جلد اول

پھر سعد بن عبادہ کھڑے ہوے اور کہا یا رسول اللہ
کیا آپ کا رُوے خطاب ہم انصار کی طرف ہے،
خدا کی قسم اگر آپ دریا مین سواری ڈالنے کا
حکم دین تو ہم ڈال دین گے۔
الخ کہتے ہین اسکے بعد آپ نے
شرکت جنگ کی دعوت دی لوگ چل پڑے
اور بدر پر آ اُترے۔

(یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونون مین ہے)

اللہ جلشانہ نے جنگ بدر کا ذکر قرآن مجید مین فرمایا ہے۔ چنانچہ قافلہ کاروان قریش کے حال مین یہ آیتین ہین۔

کما اخرجک ربک من بیتک بالحق وان فریقا من المؤمنین لکرہون ۵ یجادلونک فی الحق بعد ما تبین کانما یساقون الی الموت وہم ینظرون ۵ واذ یعدکم اللہ احدی الطائفتین انہا لکم وتودون ان غیر ذات الشوکۃ

تمہارے پروردگار نے بڑی حکمت کی اور تمکو گھر سے
نکلنے پر آمادہ کیا اور مسلمانون کا ایک گروہ (تمہارے
نکل کھڑے ہونے سے اُسوقت بھی) ناخوش تھا کہ وہ
لوگ حق ظاہر ہوے پیچھے تمہارے ساتھ حق بات
مین لگے جھگڑا کرنے (اور مارے ڈر کے پیچھے ہٹنے) گویا انکو
(زبردستی) موت کی طرف ڈھکیلا جاتا ہے اور وہ موت کو
(آنکھون کے آگے) دیکھ رہے ہین اور (مسلمانون یہ
وہ وقت تھا) جب خدا نے تمسے وعدہ فرمایا تھا کہ
(مشرکین مکہ کی ان) دو جماعتون مین سے کوئی (تمہی)

آیہ کریمہ مسلمانون کا ایک گروہ گھر سے نکلنے پر ڈرتا تھا گویا وہ موت کی طرف ڈھکیلے جا رہے ہین

تکون لکم ویرید اللہ ان	ایک تمھارے ہاتھ آجائے گی۔ اور تم چاہتے تھے کہ جس میں
یحق الحق بکلمتہ ویقطع	(لڑنے کا) پوتہ نہیں ہے وہ (یعنی قافلہ کاروان) تمھارے
دابر الکفرین لیحق الحق	ہاتھ آجائے اور اللہ کی مرضی یہ تھی کہ اپنے حکم سے (دین) حق کو
ویبطل الباطل ولو کرہ المجرمون ۵	قائم کرے اور کافروں کی جڑ بنیاد کاٹ ڈالے تاکہ حق کو حق اور
سورۂ انفال	ناحق کو ناحق کر دکھائے گو کافروں کو برا ہی (کیوں) نہ لگے۔

ان آیات پاک کی تفسیر صاحب تفسیر حسینی یہ تحریر فرماتے ہیں۔

تفسیر آیات متذکرۂ بالا۔

آوردہ اند کہ کاروان قریش با متاع	مذکور ہے کہ ایک قافلہ قریش جسکا قافلہ سالار
بسیار از شام بازگشتہ بودند و ابو سفیان یا	ابو سفیان تھا یا بعض دوسرے شجاعان عرب سے بہت سا
بعضے از صنادید عرب سرداری آن قافلہ می نمود جبرئیل	مال و متاع لیکر شام سے واپس آرہا تھا۔ جبرئیل نے
بیامد حضرت را خبر داد و آنحضرت صورت حال بمومنان	آنحضرت کو اور آپ نے مسلمانون کو مطلع فرمایا وہ
بازگفت و ایشان را بسیاری مال و اندک رجال	بوجہ کثرت مال و قلت مردمان اُس قافلہ کی طرف
مائل شدند باآنکہ سر راہ بر کاروان گیرند پس بدین	مائل ہوئے کہ سر راہ اُس قافلہ کو روکیں پس اس قصد سے
قصد از مدینہ بیرون آمدند و ابو سفیان	مدینہ سے نکلے اِدھر ابو سفیان نے خبر پاکر ضمضم غفاری
خبر یافتہ ضمضم غفاری را بجہت استمداد	کو قریش سے مدد طلب کرنے کو مکہ بھیجا۔ اور
از قریش بمکہ فرستاد و خود کاروان از	خود قافلے کرتے راہ سے مکہ کو چلا ضمضم
بیراہ رو بمکہ نہاد و ابو جہل بعد از رسیدن	غفاری کے پہونچنے پر ابو جہل بہت جمعیت
ضمضم با بسیارے از مردم از مکہ بمدد	کے ساتھ قافلہ کی مدد کے لیے مکہ سے
کاروان بیرون آمدے متوجہ بدر شدند	چلا اور بدر پہونچا۔ آنحضرتؐ صحرائے
وحضرت پیغمبر در وادیٔ ذفران بود	ذفران میں تھے۔

که جبرئیل بیامد و از آمدن لشکر کفار خبر داد
آنحضرت صحابہ را فرمود شما ملاقات
کاروان را دوست میدارید یا مقابلہ
کاروان را۔ بعضے گفتند کہ ما حرب را
آمادہ نیستیم اگر کاروان بدست افتد
مناسب تر است حضرت پیغمبر ازین
سخن متغیر شد و کبار مہاجرین و انصار
حرب را اختیار کردند پس حق سبحانہ تعالے
پیغمبر خدا را می فرماید کہ ترا خدائے بموضع
بدر کہ مصارع کفار ست خواہد برد۔
چنانکہ بیرون آوردہ ترا پروردگار
تو از خانۂ تو کہ مدینہ است برائے جنگ
با کفار براستی و ثواب و بدرستیکہ گروہے
من المومنین از گردیدگان ہر آئینہ کارہ
اند رفتن بدر را گو یا رانده میشوند
بسوے مرگ و یاد کنید آنرا کہ وعدہ داد
شما را خدائے یکے از دو گروہ یا کاروان
یا لشکر کافران کہ آن طائفہ شما را ست
و شما دوست میدارید آنکہ غیر خداوند

کہ جبرئیلؑ آئے اور لشکر کفار کی آمد سے
خبر دی آنحضرت نے صحابہ سے پوچھا
کہ تم لوگ قافلہ کے خواہشمند ہو یا کفار
سے لڑائی کو پسند کرتے ہو بعض نے کہا
کہ ہم جنگ کے لیئے تو تیار نہین ہین
اگر قافلہ ہاتھ لگے تو اچھا ہے یہ سنکر حضرت
غضبناک ہوئے مگر سر برآوردہ مہاجرین
و انصار نے جدال و قتال کو پسند کیا۔ اسپر
حق سبحانہ تعالی اپنے حبیب کو یون مطمئن
فرماتا ہے کہ اے پیغمبر ہمارے تم کو تمھارا
پروردگار اسی طرح مقام بدر پر جو راہ گذر
کفار ہے پہنچا دے گا جس راستے اور ثواب
کے ساتھ تم کو جنگ کفار کے لیئے تمھارے
گھر سے جو مدینہ مین ہے نکالا ہے اور یہ تحقیق ہے
کہ ایک گروہ مسلمانون سے اہل بدر جانے سے
ضرور جان چھپاتا ہے اور اسوقت کو بھی یاد
کرو کہ جب خدا نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ دو
قافلون مین سے ایک قافلہ تمھارے ہاتھ
لگے گا یا قافلہ کاروان کا یا قافلہ قریش کہ وہ

شوکت وسلاح یعنی کاروان با شد۔ پس شما آسان تر را می خواهید۔ و می خواند خدا آنکہ ثابت گرداند حق را بہ آیاتے کہ در باب محاربہ ذات شوکت فرستادہ یا بوعدہ ہائے فتح وظفر کہ پیغمبر خود را دادہ یا بہ کلماتے ازلی کہ در قتل واثر ایشان در لوح محفوظ نوشتے ببرد و برکند بنیاد کافران را و مستاصل سازد و معاندان را تا ظاہر کند دین اسلام را بقتل ایشان یا نصرت دہد پیغمبر خود را و زائل گرداند کفر را یا ضعیف سازد امر مشرکان را و اگرچہ نخواہند و کارہ باشند آنرا کافران۔

(در تفسیر حسینی صـ ۴۳۳ مطبوعہ نولکشور)

شان شوکت سے ہے اور تم اُس قافلہ کو جس مین تھوڑے لوگ ہین اور جو آلات حرب وضرب سے آراستہ نہ تھا چاہتے تھے اور خدا چاہتا تھا کہ اپنے اُن آیات کی تم کو تصدیق کرادے جو اُس شاندار جنگ کے متعلق نازل فرمائین تھین یا وہ وعدے نصرت کے جو اپنے پیغمبر سے کیئے تھے یا وہ کلمات ازلی جو لوح محفوظ مین تحریر ہین اور حق کو حق اور باطل کو باطل ثابت کردے اور کافرین و معاندین کو قتل کراکے اُن کی بیخ و بنیاد اکھاڑ دے اور اپنے پیغمبر کو نصرت دے اور دین و اسلام کو ظاہر کرائے اور کفر کو زائل اور مشرکین اور کافرین کی تدابیر کو پست کردے اگرچہ اُن کو ناگوار ہی کیون نہو۔

تقابل اصحاب دربارۂ ایمان

اِن روایتون اور تفسیرون اور خدا کی آیتون سے مہاجرین کی صحت ہجرت کا حال بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ جب حضرت جبرئیل نے جناب رسول اللہ صلعم کو خبر دی کہ۔

ابوسفیان کا قافلہ جس مین مال تھا وہ تو آگے نکل گیا ابوجہل ایک لشکر کثیر قریش کا لے کر بڑے ساز سامان سے مسلح ہوکر آپ سے لڑنے کو آرہا ہے۔ اِس پر آنحضرت صلعم نے صحابہ سے

مشورہ کیا کہ تم اس قافلہ کو جس مین مال ہے لینا چاہتے ہو یا کفار سے جہاد کرنا تو ان مہاجرین اور انصار سے اکثر لوگ یہ فرماتے ہین (یا رسول اللہ بگیر کاروان و بگذار قتال را)

اور حضرت افضل الصحابہ اور حضرت عمر نے وہ مشورہ دیئے جو باعث ناراضی خدا و رسول ہوئے۔

اس موقع پر حضرت عمر کے اس شورے کے جانب بھی توجہ مبذول کرائی جاتی ہے جو انھون نے اسلام لاتے ہی رسول اللہ صلعم کو دیا تھا جیسا کہ آیات بینات مین ہے کہ

حضرت عمر نے اسلام لاتے ہی پیغمبر خدا سے کہا کہ بتون کی عبادت تو علانیہ ہو اور خدا کی عبادت در پردہ۔ یہ مناسب نہین ہے۔ آیئے خانہ کعبہ کو چلیے اور بالاعلان نماز ادا کیجیے۔

اب غور فرمائین کہ وہان تو زبان سے باین شد و مد اپنا ایمان جتاتے ہین اور جب انہین مشرکین سے پالا پڑا تو اسوقت یہ مشورہ دیتے ہین۔

یا رسول اللہ یہ قریش ہین قسم خدا کی جب سے انھون نے عزت پائی کبھی ذلیل نہین ہوئے اور جب سے انھون نے کفر کیا کبھی ایمان نہین لائے وہ ضرور آپ سے مقابلہ کرین گے۔

غرض حضرت مقداد۔ سعد بن عبادہ۔ اور سعد بن معاذ۔ نے جو مشورہ دیا۔ جناب سولخدا صلعم اس سے خوش ہوئے۔ بخلاف اس کے حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کے مشورہ پر آنحضرت صلعم کو اس قدر غیظ آیا کہ چہرۂ مبارک سرخ ہو گیا اور بکراہت اُن کی طرف سے روئے مبارک پھیر لیا۔

اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ دونون گروہ مین کس کا مشورہ دلیل ایمان ہے۔ اور کن حضرات کا خدا اور رسولؐ کی مرضی کے خلاف۔ مہاجرین سے کس کی نیت لوجہ اللہ تھی اور کس کی مال و دولت کے لیئے۔ اور خدائے عزوجل کے اس ارشاد سے۔

واذ یعدکم اللہ احدی — جب خدا تم سے وعدہ فرماتا تھا کہ

الطائفتین انها لکم	(مشرکین کی ان) دو جماعتون مین سے کوئی
وتودون ان غیر ذات	(سی) ایک تمھارے ہاتھ آئیگی اور تم چاہتے تھے
الشوکۃ تکون لکم	کہ جس مین (لڑنے کی) قوت نہین ہے (یعنی قافلہ
ویرید اللہ ان یحق الحق	کاروان) وہ تمھارے ہاتھ آجائے اور اللہ یہ چاہتا
بکلمتہ ویقطع دابر	تھا کہ اپنے حکم سے حق کو قایم کرے (یعنی دین)
الکفرین۔	اور کافرون کی جڑ بنیاد کاٹ ڈالے۔

کون مہاجرین مراد ہین۔

اَحوالِ جنگ

اقتباس روضۃ الصفا

اب جنگ کا حال سنئے جس کا اقتباس تاریخ روضۃ الصفا سے کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے :-

اوّل این غزوہ بود کہ انصار بدان	یہ پہلی لڑائی تھی کہ رسول اللہ صلعم کے ہمراہ
فائز گشتند و بسیارے از صحابہ عظام بہ تصور	انصار اس مین شریک ہوے لیکن بہت سے
آنکہ مرتب برین عزیمت مجرد اخذ غنیمت است	اصحاب کبار اس جنگ مین اس خیال سے
نہ محاربہ با دائے ملت ازین سفر تخلف نمودہ	کہ اس سفر مین جنگ نہو گی ہمراہ نہو ئے
در مدینہ توقف فرمودند منجملہ آن ہشت نفر کہ	اور مدینہ مین رہ گئے۔ ان مین سے آٹھ
باشارت حضرت بنابر سرانجام مہام و بعد از مرض	اشخاص ضرورتون کی وجہ سے بایں آنحضرت
تخلف نمودہ در جنگ گاہ حاضر نہ گشتند از جملہ	صلعم حاضر نہین ہوئے۔ جن مین
ہشت نفر یکے عثمان بن عفان بود کہ برائے	عثمان بن عفان بھی تھے جو اپنی

تیارداری زوجۂ خویش دختر پیغمبر بفرموده

زوجہ کی تیار داری کے لیئے

حضرت در مدینہ توقف نمود مجموع سپاہ

مدینہ مین رہے۔ سپاہ کی تعداد

سہ صد و ہفتدہ تن بودند۔ حضرت مقدس

تین سو سترہ (۳۱۷) اشخاص تھی آنحضرت

نبوی بر سر چاہ آخرین بدر کہ جنگ در آنجا

صلعم نے بدر کے آخری چاہ پر جہان

واقع شد نزول فرمودہ۔

لڑائی واقع ہوئی تھی نزول فرمایا۔

نقل است کہ چون آنحضرت بہ عریش

نقل کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے

در آمد روئے نیاز بہ بارگاہ کارساز

عریش پر رونق افروز ہوکر بارگاہ

آوردہ دست مبارک بدعا برداشت

ایزدی مین عرض کیا بار خدایا تونے

وسئہ نوبت گفت الٰہی اگر مشرکان را برین

جو وعدہ کیا ہے وہ پورا کر اور اہل اسلام

گروہ غالب خواہی گردانید دین تو قائم

کو فتح دے اگر گروہ مشرکین کو اسلام پر

نخواہد ماند اے خداوند سزاے پرستش

غالب کردے گا تو تیرا دین قائم

بہ آنچہ وعدہ دادی وفا نمائی۔ گویند کہ حضرت

نہ رہے گا۔

ختم الانبیاء چندان مبالغہ در تضرع و دعا

حضرت صلعم مناجات مین اس درجہ

فرمود کہ ردائے اطہر از دوش آنحضرت

محو ہوئے کہ چادر دوش مبارک سے

بافتاد و ابوبکر صدیق ردائے اطہر را

گر گئی۔ حضرت ابوبکر نے اُس چادر کو

برداشتہ بر دوش مقدس انداخت

اٹھا کر دوش مبارک پر

و بازوہائے حضرت در بغل گرفتہ گفت

ڈال دیا اور حضرت صلعم کا

کافی است آنچہ از خدائے خویش

بازو تھام کر کہا کہ جو کچھ

مسئلت نمودی۔ زود باشد کہ

آپنے خدا سے التجا کی ہے

خداوند عزوجل وعدہ خویش باتو بہست گرداند — خدا اپنا وعدہ پورا کرے گا۔

(۲) روایت است کہ حضرت حق لا نیام — حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت صلعم پر

خواب سبک در عریش بہ حبیب خویش — خواب کی سی حالت طاری کردی تھی۔

گماشت ابو بکر آنحضرت را بیدار — حضرت ابو بکر نے آپکو بیدار کردیا۔

ساخت۔ گفت یا رسول اللہ مشرکان — اور کہا یا رسول اللہ مشرکین ہمارے

بما نزدیک رسیدند حضرت از خواب — قریب آپہونچے۔ رسول اللہ صلعم نے

در آمد فرمود کہ یا ابا بکر نصرت خدا — فرمایا اے ابو بکر خدا کی مدد بھی آگئی

رسید آنگاہ از عریش بیرون آمد — پھر حضرت صلعم عریش سے باہر تشریف

و اہل اسلام را بر حرب عبدۃ اصنام — لائے اور لشکر اسلام کو جنگ کرنے کی

تحریص نمودہ فرمود کہ ہر کس مشرکے را — ترغیب و تحریص کی اور فرمایا کہ جو کوئی

بکشد سلیب القتل از ان او باشد — جس مشرک کو قتل کرے گا اُس کا مال

گفت بدان خدائیکہ نفس محمد بید — اُسی کو دیا جائے گا۔ بخدا جس کے

قدرت اوست کہ ہیچ مرد با ایشان — ید قدرت مین میری جان ہے جو شخص

جنگ نکند کہ چون او را بکشند — صرف خوشنودی اور رضائے آلہی کی

در حالتیکہ طالب ثواب و رضائے — نیت سے لڑے اور قتل کرے اور

حق تعالیٰ بودہ باشد در روے — فرار نہ وہ ہمیشہ جنت مین رہے گا

بگریز نیاورده باشد مگر آنکہ بہشت — جب دونون لشکر مقابل ہوئے

جاودان او را باشد گوئید چون — جناب رسول اللہ صلعم

تلافی فریقین دست داد خواجۂ کائنات حمزہ — نے حضرت حمزہ

وعلیؓ و عبیدہ بن الحارث بہ محاربہ
مشرکان نام زد فرمود علیؓ بہ زخم تیغ
نیز ولید را از پائے در آوردہ حمزہؓ
بہ شمشیر خونریز عتبہ را بدوزخ فرستاد
وعبیدہ در وادی صفرا بہ ریاض
رضوان خرامید و ہم در آنجا مدفون
گشت از مرتضیٰ علیؓ روایت ست
کہ گفت سہ نوبت از معرکہ بیرون آمدہ
بعریش در رفتم کہ از رسول خبرے
گیرم و در ہر بار آنحضرت را در سجود
یافتم کہ می گفت یا حی یا قیوم برحمتک
استغیث باری تعالیٰ فتح و نصرت
از زانی داشت و نیز از حضرت
امیر المومنین علیؓ منقول ست کہ گفت
در روز بدر بادِ صعب در وزیدن
درآمد کہ ہرگز بہ صعوبت آن مشاہدہ
نہ کردہ بودم و بعد از ان بادے دیگر
مانند آن پیدا شد در عقب آن
دیگرے مثل باد سابق اوّل جبرئیل بود

اور عبیدہ کو اور حضرت علیؓ کو
مشرکین سے مقابل ہونے کا حکم
دیا۔ حضرت علیؓ نے ولید کو اور
حضرت حمزہؓ نے عتبہ کو واصل جہنم
کیا اور عبیدہ شہید ہو گئے اور
اسی جگہ دفن ہوے۔
حضرت علیؓ فرماتے ہین کہ مین حالت
جنگ مین تین مرتبہ رسول اللہ صلعم
کی خیریت لینے کو عریش پر آیا دیکھا
کہ حضرت صلعم سر بسجود ہین اور
فتح و نصرت کی دعا فرما رہے ہین۔
اور یہ بھی فرمایا کہ بدر کے دن ایسی
تیز ہوا چلی کہ مین نے اس سے پہلے
کبھی نہ دیکھی تھی۔ اس کے بعد
پھر دوسری ہوا اور اس کے بعد
اور ایک ہوا چلی۔ ان مین
ہزار ہزار فرشتون کے
ساتھ پہلے حضرت جبرئیلؑ
اور دوسرے میکائیلؑ

به ہزار فرشتہ۔ دوّم میکائیلؑ بہ ہزار — اور تیسرے اسرافیلؑ تھے۔ نوفل

فرشتہ سوّم اسرافیلؑ بود بہ ہزار فرشتہ — بن خویلد نعرہ مارتا تھا کہ اے

نوفل بن خویلد در روز بدر نعرہ می زد کہ اے — قریش آج رفعت اور مرتبت

معشر قریش امروز روز رفعت و علامت — حاصل کرنے کا دن ہے جب اُس نے

وچون دید کہ قوم بہ ہزیمت رفتند — دیکھا کہ اُس کے گروہ نے ہزیمت پائی

فریاد برآورد کہ اے آل انصار — تو یہ فریاد کی اے آل انصار ہم کو قتل

شمارا از کشتن ما چہ فائدہ ما را اسیر — کرنے سے کیا فائدہ قیدی بنا کر خون

گُنید و خون بہا بستانید درین عرصہ — بہائے لو۔ اتنے مین اُس نے حیدرؑ

حیدر کرار پیش آمد چون نوفل دید — کرار کو دیکھا کہ اُس کی طرف آرہے

کہ علیؑ متوجہ او ست با جبار گفت — ہین۔ اور جبار سے کہا اے بھائی

کہ اے برادر انصاری بہ لات و عزّے — لات و عزّے کی قسم ہے کہ مین اُس

کہ مردی را می بینم کہ قصد من دارد — مرد کو دیکھتا ہون جو میرے قتل کو آرہا ہے

بگو این کیست جبار گفت کہ این علیؑ — بتاؤ یہ کون شخص ہے کہا کہ یہ علی بن

بن ابیطالبؑ ست نوفل گفت — ابیطالبؑ ہین۔ نوفل نے کہا کہ واللہ

کہ واللہ در کشتن قوم خویش ہیچ کس را — مین نے اپنی قوم کا قاتل اُس شخص

شریف تر ازین شخص ندیدم و مرتضیٰ — سے بڑھکر کسی اور کو نہین دیکھا حضرت

علیؑ رسیدہ شمشیر بجانب نوفل — علیؑ نے نوفل کے سر پر اس زور کی تلوار

انداخت و شمشیر در سر نوفل محکم شد۔ — لگائی کہ تلوار اُس کے سر مین در آئی۔

آنگاہ علی مرتضیٰ تیغ خود را از سر او — آپ نے اُس کے سر سے

جُدا ساختہ بر ساتھائے اوزد چنانکہ
قلم شد و بر ضرب دیگر مہم اور اتمام
ساخت و چون بہ مجلس حضرت نبوی رسید
ازان حضرت شنید کہ می فرمود کہ ہیچ کس از
حال نوفل بن خویلد۔ خبری دارد مرتضیٰ علیؑ
جواب داد کہ من اورا کشتم حضرت رسولؐ
تکبیر گفت فرمود الحمد للہ الذی اجاب
دعوتی گویند کہ از مخالفان ہفتاد نفر
کشتہ شدند و ہفتاد نفر دیگر اسیر گشتند از
آنجملہ سی و شش کس را مرتضیٰ علیؑ کشت
زمعہ بن الاسود و حارث بن زمعہ و
عمر بن عثمان بن کعب و مالک کہ ہر دو
برادران طلحہ بودند از زمرہ قتیلان حضرت
امیر المومنین ہستند۔

تلوار جُدا کی اور اُس کی پنڈلیون پر
ماری کہ وہ کٹ گئین اور دوسرے وار سے
اِس کا کام تمام کیا جب حضرت علیؑ رسولخدا
صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئے تو آپ کو
فرماتے سُنا۔ کیا کوئی نوفل بن خویلد کے
حال سے بھی آگاہ ہے۔ حضرت علیؑ نے
کہا مین نے اس کو قتل کر ڈالا۔ رسول اللہ
صلعم نے تکبیر کہی اور فرمایا شکر ہے کہ میری دعا قبول
ہوئی منقول ہے کہ لشکر مخالف کے ستر آدمی قتل کیے گئے۔
اور ستر اسیری مین آئے مقتولین مین سے چھتیس (۳۶)
اشخاص حضرت علیؑ کے ہاتھ سے قتل ہوے اِن مین
زمعہ بن الاسود۔ حارث بن زمعہ عمر بن
عثمان بن کعب اور مالک ہر دو برادران
طلحہ قتیلان حضرت علیؑ سے ہین۔

اصحاب مین باہم مال غنیمت پر تکرار

اِسی تاریخ مین یہ بھی لکھا ہے کہ گروہ اصحاب تین جگہ منقسم تھا ایک گروہ حوالی عرش کی طرف۔ اور ایک مشرکین و کفار کا مال و اسلحہ جمع کرتا تھا اور تیسرا مصروف جہاد۔ جب قریش نے شکست پائی تو مال غنیمت کے لیے باہم حجت و تکرار ہونے لگی۔ ہر ایک گروہ استحقاق مال کا مُدعی تھا۔

مسلمانان روز بدر متفرق سہ فرقہ
بدر کے دن مسلمانون کے تین گروہ تھے

بودند زمرۂ با عدائے دین مقاتلہ ومحاربہ — ایک دشمنان دین سے جنگ وپیکار کرتا تھا

می کردند وگروہے با خذا سیران وضبط — ایک گروہ قیدیون کا مال اور اسلحۂ کفار

اموال واسلحہ کفار می پرداختند وفرقہ — جمع کرتا تھا۔ ایک فرقہ رسول اللہ صلعم

برائے حراست رسول اللہ علیہ التحیۃ والثنا — کی حفاظت کے لیے عریش کے

درحوالی عریش مقام می نمودند چون قریش — ارد گرد تھا۔ جب قریش فرار ہوئے تو

منہزم شدند ہر یک ازین سہ فرقہ را — تینون گروہ کو غنیمت کی خواہش ہوئی

داعیہ آن شد کہ غنیمت الیشان انقسام — لڑنے والون نے کہا کہ اے رسول اللہ

یابد ارباب قتال گفتند یا رسول اللہ — اگر ہم نہ لڑتے تو مال غنیمت کا

اگر جنگ نمی کردیم حصول مال امکان نداشت — دستیاب ہونا غیر ممکن تھا۔

لاجرم مایان بہ تصرف آن حق داریم — لہذا اس مال کا حق ہمین ہے۔

محافظین بہ رسول اللہ گفتند یا رسول اللہ — محافظین رسول اللہ نے کہا ہم نے

ازجہت بزدلی رغبتے از ثواب آخرت ست — بہ سبب بزدلی کے ثواب آخرت حاصل

از جنگ باز نداشتیم بلکہ ترسیدیم کہ — کرنیکے لیے لڑنے سے منہ نہین موڑا بلکہ

ناگاہ جمعے از مخالفان قصد تو کنند — اس کا خوف تھا کہ دفعۃً دشمن آپ پر

بدین وجہ در میدان معرکہ نتافتند گروہے — حملہ کرین اس لیے ہم میدان جنگ مین

کہ غنیمت را جمع کردہ بودند خیال — نہین گئے جس گروہ نے مال غنیمت جمع

بستند کہ دیگران را در آن دخل — کیا تھا۔ اُس کا خیال تھا کہ دوسرون کو

نخواہد بود۔ — اس مین کچھ دخل نہوگا۔

صحابہ کے اِس جھگڑے پر یہ آیت نازل ہوئی۔

یسئلونك عن الانفال قل	(اے رسول) مال غنیمت کو تم سے پوچھتے ہین تم
الانفال لله والرسول فاتقوا الله	کہو کہ مال غنیمت اللہ کا ہے اور اُسکے رسول کا۔
واصلحوا ذات بینکم واطیعوا الله	پس ڈرو اللہ سے اور آپس مین صلح کرو اور اگر
ان کنتم مؤمنین	ایمان رکھتے ہو تو اللہ اور اُسکے رسول کے حکم پر چلو۔

اِس آیت کی تفسیر یہ ہے۔

جنگ مین بعضے آگے بڑھے بعض پشت پر رہے۔ جب غنیمت جمع ہوئی تو لڑنے والون نے کہا یہ حق ہمارا ہے کہ فتح ہم نے کی ہے۔ اور پشتی والون نے کہا کہ تم۔ ہماری قوت سے لڑے۔ حق تعالیٰ نے دونون کو خاموش کیا۔ کہ فتح اللہ کی طرف سے ہے اپنی قوت سے نہ سمجھو اللہ مال کا مالک ہے اور اُس کا رسولؐ۔

تفسیر شمس العلماء مولوی نذیر احمدؒ صاحب۔ صفحہ قرآن مجید ۱۹۷)

دوسری۔ اہل بدر در غنائم اختلاف کردند جوانان را ادعا آنکہ ما کہ خدمت کردیم غنیمت ازانِ ماست پیران گفتند ما نیز مددگار و معاون شما بودیم۔ مہاجر و انصار داعیہ غنیمت داشتند۔ تفسیر حسینی صـ (۲۳۲)۔

حضرت عثمان و دیگر اصحاب جنگ بدر مین غیر حاضر تھے

صاحب روضۃ الصفا کی تحریر سے منکشف ہوتا ہے کہ بہت سے اصحاب کبار جنگ بدر مین نہین آئے جن مین حضرت عثمان بھی تھے۔ ان لوگون کے نہ آنے کا سبب یہ لکھا ہے کہ وہ سمجھتے تھے کہ جنگ نہوگی۔ بلکہ یہ سفر قافلہ کے لوٹنے کی غرض سے ہے اِس لیے جس کا جی چاہا نہ آیا۔ لیکن محققین و محدثین کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ کا یہ سفر خاص مشرکین و کفار سے جنگ کرنے کا تھا۔ چنانچہ مولوی نذیر احمد صاحب اپنے ترجمہ قرآن مجید مین تحریر فرماتے ہین۔

ابو جہل مقام بدر تک چڑہا چلا آیا تو مسلمانون مین اختلاف ہوا۔ بعض نے کہا ہم قافلہ پر حملہ کرنے کی غرض سے آئے تھے انھین کا تعاقب کرنا چاہیے۔ پیغمبر صاحب کو یہ منظور رہوا کہ دشمن چھاتی پر چڑہا چلا آرہا ہے اُس کا روکنا ضرور ہے۔ آخر پیغمبر صاحب کے سمجھانے بجھانے سے ابوجہل کے ساتھ لڑائی ٹھن گئی اور باوجودیکہ مسلمان تھوڑے اور بے سامان تھے۔ خدا نے اُنکو کافرون پر فتح بھی دی۔ اب الفاظ قرآن مجید کے بعض باتون کی طرف اشارہ کرنا ضرور ہے۔ اول (بعد ما تبین) کے یہ معنی ہین کہ جب لوگون کو معلوم ہوگیا تھا کہ پیغمبر صاحب سچ سچ خدا کے رسول ہین۔ اور جیسا کہ فرماتے ہین اسلام کو کفر پر غلبہ ہوتا ہے تو اُن کو خلاف رائے پیغمبر صاحب منہ پھیرنا نامناسب تھا۔

شمس العلما نے بپاس خاطر اصحاب جنگ سے منہ پھیرنا لکھا ہے حالانکہ خدائے عزوجل فرماتا ہے گویا وہ موت کے منہ مین ہنکائے جارہے ہین۔

كما اخرجك ربك من بيتك	تمھارے پروردگار نے بڑی حکمت کی اور تمکو گھر سے
بالحق وان فريقًا من المومنين	نکلنے پر آمادہ کیا اور مسلمانون کا ایک گروہ تمھارے
لكرهون يجادلونك	نکل کھڑے ہونے سے اُس وقت بھی (وہ لوگ
فى الحق بعد ما تبين	حق ظاہر ہونے پر تمھارے ساتھ حق بات
كانما يساقون الى الموت	مین جھگڑا کرنے لگے (اور ہارے ڈر کے پیچھے ہٹنے لگے)
وهم ينظرون ط	گویا انکو زبردستی) موت کی طرف ڈھکیلا جاتا ہے اور
سورہ انفال	وہ موت کو (آنکھون کے آگے) دیکھ رہے ہین۔

جناب شمس العلما شبلی نعمانی سیرۃ النبی کے صفحہ (۲۶۰) جلد اول مین تحریر فرماتے ہین۔

تمام ارباب سیر بلکہ احادیث کی کتابون مین یہی منقول ہے کہ غزوۂ بدر مین جب آنحضرت

صلعم نے لوگون کو جنگ کی ترغیب دی تو بہت سے لوگ آمادہ نہ ہوئے اور جس کی وجہ یہی
کہ وہ جانتے تھے کہ جہاد یا غزوہ نہین ہے صرف قافلہ کا مال لوٹنا ہے اس لیے یہ اپنی
مرضی پر موقوف ہے جس کا جی چاہے جائے جس کا نہ چاہے نہ جائے۔ لیکن واقعات
صریح آیات قرآن کے خلاف ہین قرآن مجید مین یہ تصریح موجود ہے کہ جو لوگ
مدینہ سے نکلے ہوئے کسمساتے تھے وہ عدم ضرورت کی وجہ سے نہین بلکہ اس وجہ سے
کہ ان کو یہ نظر آتا تھا کہ موت کے منہ مین جا رہے ہین۔

وان فریقاً من المؤمنین	اور مسلمانون کا ایک فریق (تمھارے
لکرھون ط یجادلونك	نکل کھڑے ہونے سے اسوقت بھی) ناراض تھا
فی الحق بعد ما تبین	کہ وہ لوگ حق ظاہر ہونے پر تمھارے ساتھ حق بات
کانما یساقون الی	مین لگے جھگڑا کرنے لاور مارے ڈر کے پیچھے ہٹنے)
الموت ط	گویا انکو (زبردستی) موت کی طرف ڈھکیلا
سورۂ انفال	جاتا ہے۔

اب غور فرمائیے کہ ان اصحاب نے رسول اللہ صلعم کی نصرت کی یا اس سے کنارہ کیا۔
انھون نے خدا و رسول کے لیے اپنے زن و اطفال کو چھوڑا یا۔ درحقیقت ان کی محبت کے
سامنے خدا و رسولؐ کو۔ اگر یہ مہاجرین و انصار دل سے ایمان لائے ہوتے اور ہجرت مین
ان کی نیت ثواب پر ہوتی تو وہ کبھی گھر چھوڑنے پر حیلے حوالے نہ کرتے۔ اس لیے کہ یہ پہلا
جہاد تھا جو مشرکین اور کفار کے مقابلہ مین ہوا تھا اور یہ لوگ بھی اسلام لاکر اپنے دین کو چھوڑکر
خدا کے دین مین داخل ہوئے تھے۔

پس۔ اگر خدا کے لیے صدق دل سے ایمان لائے تھے تو اسی کی راہ مین اپنی جانین نثار کرتے

کیا سچے جان نثار اور سچے وفادار ایسے ہی ہوتے ہین کہ مُنہ سے تو سب کچھ اپنی شدت وصلابت اور وفاداری وجان نثاری جتائین اور جب اُس کا وقت آئے تو گھرون مین چھپ رہین۔ اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہانہ کرین جیسا کہ اللہ جلشانہ اپنے حبیب کو آگاہ فرماتا ہے۔

یعتذرون الیکم اذا رجعتم	اے رسول جب تم اِن لوگون کی طرف پھر کر
الیھم قل لا تعتذروا لن نؤمن	جاؤگے تو وہ بہانہ لائین گے تم کہو کہ بہانہ مت کرو ہم
لکم قد نبانا اللہ من اخبارکم	تمہارا عُذر قبول نکرین گے ہم کو اللہ تمہارے حالات
وسیری اللہ عملکم ورسولہ ثم ترددون	بتا چکا ہے اور ابھی دیکھے گا اللہ اور اُسکا رسول
الی عالم الغیب والشھادۃ فینبئکم بما	تمہارے کام اور تمہارے بازگشت اُسکی طرف ہے جو
کنتم تعملون	ہر شئی کا کھلی ہو یا پوشیدہ اُسکا جاننے والا ہے اور
پ ۱۱ س توبہ ع۱۳	وہ تم کو بتائیگا جو تم کر رہے ہو۔

جنگ کرنے والون مین حضرت ابوبکر وعمر شامل نہ تھے۔

اگرچہ حضرت ابوبکر وعمر کا آنحضرت صلعم کے ہمراہ آنا معلوم ہوتا ہے لیکن اِن کے جہاد کرنے کا حال کچھ نہ کھُلا حضرت ابوبکر کی نسبت صرف اتنا لکھا ہے کہ (وہ عریش پر رسول اللہ صلعم کے پاس تھے) پس جبکہ وہ جہاد سے الگ رہے تو وہ خدائے پاک کے وعدہائے مغفرت اور بشارت مین داخل نہین ہو سکتے کیونکہ اُس نے تو انہین مہاجرین سے جنھون نے "قاتلوا وقتلوا" کا ثبوت دیا یہ وعدے فرمائے ہین۔ بلکہ حضرت ابوبکر کے اِس فعل پر (صدیق آن سرور را بیدار ساخت وعرض کرد یا رسول اللہ مشرکان بانزدیک رسیدند) اکثر عارفون نے اعتراض کیے ہین کہ کسی مُرید کو زیبا نہین ہے کہ وہ مناجات پر اپنے پیر ومرشد کو حالت مراقبہ مین چونکائے۔

پس۔ اقتضاء ایمان تو یہ تھا کہ حضرت ابوبکر رسولؐ خدا صلعم کو بیدار کرنے کے بجائے عرش سے اُتر کر دشمنون پر اپنی شدت وصلابت ظاہر کرکے قتل کرتے۔ اِن حضرات کے انہین حالات وحرکات پر نظر کرکے جناب مولوی دلدار علی صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ نے ان کی ہجرت کی نسبت یہ فرمایا ہے (ما دامیکہ ما را علم بہ صحت نیت ابوبکر بہ ثبوت نرسد دخول او در مدلول این آیہ از تیقن نہ میشود و تا تیقن نشود احتجاج باین آیہ بر علو مرتبہ او نمی تواند شد) پس اہلسنت انکی فضیلت مین جو چاہین فرماوین مگر وہ آیہ شریفہ " فالذین ھاجروا واخرجوا " سے خارج ہین اِس لیے کہ خود سبحانہ تعالی فرما چکا ہے۔

لایستوی القاعدون من	یعنی برابر نہین مومنین سے وہ لوگ جو
المومنین غیر اولی الضرر والمجاھدون	گھرون مین بیٹھے رہے بغیر نقصان گوارا کرنے
فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم	کے اور جنھون نے جہاد کیا خدا کی راہ مین اپنے
فضل اللہ المجاھدین باموالھم	مال سے اور جانون سے انہین مجاہدین
وانفسھم علی القاعدین درجۃ	کو اللہ نے فضیلت دی ہے بیٹھنے والون پر

آیہ کریمہ۔ رہنے والے اور بیٹھ رہنے والے برابر نہین ہین۔

اے حضرات اس آیت کو پڑھو اور اپنے اصحاب ممدوحین کے حالات سے ملاؤ جو اِس لڑائی سے جی چرا کر اور مقابلہ کفار سے ڈر کر گھرون مین بیٹھ رہے۔ اور غور فرماؤ کہ خداوند متعال اِن کے بیٹھ رہنے پر ان کی نسبت کیا فرماتا ہے۔ پھر حضرت شاہ صاحب کے کلام پر بھی نظر فرماؤ جو حفظ قرآن کی برکت سے حضرت عثمان کے حق مین اس آیت سے یہ معنی لیتے ہین۔

این قسم حاضر نشدن بہتر از حاضر شدن ست۔ حالانکہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ صلا ۵۷۷ مین تحریر کرتے ہین بخاری از ابن عباس روایت کردہ است کہ گفت لایستوی القاعدون من المومنین عن بدر والخارجون الی بدر یعنی برابر نہین وہ لوگ جنھون نے جنگ بدر سے تخلف کیا

اور وہ لوگ جو بدر مین حاضر ہوئے۔

حضرت حمزہ عبیدہ و جناب امیر کا مشرکین سے مقابلہ ہونا

غرض جب لڑائی کی صفین آراستہ ہوگئین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حمزہ عبیدہ بن حارث۔ اور جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ علیہ السلام کو مشرکون سے لڑنے کا حکم دیا اور یہ جان نثار دشمنون کے مقابل ہوئے۔ اُس وقت جناب رسول اللہ صلعم پر سخت خضوع کی حالت طاری تھی محویت اور بیخودی کے عالم مین چادر مبارک دوش سے گر جاتی تھی اور آپ کو خبر بھی نہ ہوتی تھی بیتاب و بیقرار ہو کر سجدہ مین گر جاتے تھے۔ اور بارگاہ کبریا مین دونون ہاتھ پھیلا کر یہ دعا فرماتے تھے۔

پس آورد رو سوے یزدان پاک　　بنالید و مالید رو را بخاک

بگفت اے نمایندۂ عدل و داد　　فرستندۂ انبیاء بر عباد

تو دانی کہ من رہنمائے قریش　　بحکم تو بودم نہ بر رائے خویش

کشیدم بر ایشان بحکم تو تیغ　　مکن نصرت خویش از من دریغ

الٰہی گر این چند تن از عباد　　کہ کردند امر ترا انقیاد

بحکم تو بستند ہر کس میان　　ندیدند بیش و کم دشمنان

بمانند از فتح کوتاہ دست　　بیابند از دست دشمن شکست

بروئے زمین تا قیامت دگر　　نہ گردد پرستندہ اے دادگر

باین زاری و عجز رنجیدہ بود　　کہ خواہش بفرمان حق در ربود

آیات الٰہی خدا نے فرشتون سے مجاہدین کی امداد کی

خدائے پاک نے اپنے حبیب کی دعا قبول فرمائی۔ اور اِن چند انصار کی جو جہاد مین مصروف تھے امداد فرمائی یعنی ملائکہ کو بھیجا چنانچہ اپنی امداد اور احسانات کا ذکر امتنانًا اس طرح فرماتا ہے۔

اذ تستغیثون ربکم	یہ وہ وقت تھا کہ تم (مسلمان) اپنے
فاستجاب لکم انی ممدکم	پروردگار کے آگے فریاد کرتے تھے تو اُس نے
بالف من الملئکۃ مردفین	تمھاری سن لی (اور فرمایا) کہ ہم لگاتار
وما جعلہ اللہ الا بشری	ہزار فرشتون سے تمھاری مدد کرین گے۔
ولتطمئن بہ قلوبکم	اور یہ فرشتون کی امداد جو خدا نے کی تو
وما النصر الا من عند اللہ	صرف (تمھارے) خوش کرنے کو (کی) اور
ان اللہ عزیز حکیم ۵	تاکہ تمھارے دل اُس کی وجہ سے مطمئن
اذ یغشیکم النعاس امنۃ	ہو جائین۔ ورنہ فتح تو اللہ ہی کی طرف
منہ وینزل علیکم	سے ہے بیشک اللہ غالب (اور) حکمت
من السماء ماء لیطھرکم	والا ہے اور یہ وہ وقت تھا کہ خدا اپنی طرف
بہ ویذھب عنکم	سے (تم مسلمانون کی) تسکین (خاطر) کے لیے
رجز الشیطان ولیربط	اونگ کو تم پر طاری کر رہا تھا اور آسمان سے
علی قلوبکم ویثبت بہ	تم پر پانی برسا رہا تھا تاکہ اُس کے ذریعہ سے
الاقدام ۱ اذ یوحی ربک	تم کو پاک کرے اور شیطانی گندگی کو تم سے
الی الملئکۃ انی معکم	دُور کرے اور تاکہ تمھارے دلون کی ڈھارس
فثبتوا الذین اٰمنوا	بندھائے اور اُسی (پانی) کے ذریعہ سے (میدان
سالقی فی قلوب الذین کفروا	جنگ مین) تمھارے پاؤن جمائے رکھے۔ (اے پیغمبر)
الرعب فاضربوا فوق	یہ وہ وقت تھا کہ تمھارا پروردگار فرشتون کو حکم
الاعناق واضربوا منھم	دیرہا تھا کہ ہم تمھارے ساتھ ہین تو تم مسلمانونکو

كل بنان ذلك بانهم
شاقوا الله ورسوله۔ ومن يشاق
الله ورسوله فان الله شديد
العقاب فلم تقتلوهم
ولكن الله قتلهم وما
رميت اذ رميت ولكن الله
رمى وليبلى المومنين منه
بلاءً حسنًا ان الله سميعٌ
عليم ذلكم وان الله
موهن كيد الكافرين ۝
ان تستفتحوا فقد جاءكم
الفتح وان تنتهوا فهو
خيرٌ لكم وان تعودوا
نعد ولن تغنى عنكم
فئتكم شيئًا ولو كثرت
وان الله مع المومنين
اذ يريكهم الله فى منامك
قليلا ولو اراكهم
كثيرا لفشلتم ولتنازعتم

جائے رکھو ہم عن قریب کافرون کے دلون مین
دہشت ڈالدین گے۔ (اچھا) تو گے (ان کافرونکی)
گردنون پر اور لگے انکی پور پور پر یہ اس بات کی
سزا ہے کہ اُنھون نے اللہ اور اُسکے رسُول کی مخالفت
کی اور جو اللہ اور اُسکے رسُول کی مخالفت کرے گا
تو (اُسکو ایسی ہی سزا ملے گی کیونکہ) اللہ کی مار
بڑی سخت ہے۔ تو (مسلمانون) کافرونکو تم نے قتل
نہین کیا بلکہ اُن کو اللہ نے قتل کیا اور (اے پیغمبر)
جب تم نے تیر چلائے تو تم نے تیر نہین چلائے بلکہ اللہ نے
تیر چلائے (تاکہ کفر کی بنیاد کو ڈگمگا دے) اور تاکہ مسلمانو
اپنی سرکار سے اچھا انعام (یعنی فتح) عنایت فرمائے
بیشک اللہ (سبکی) سُنتا (اور سب کچھ) جانتا ہے یہ بات
(اچھی طرح سُن رکھو) اور (جان لو کہ) خدا کو کافرونکی
تدبیرون کا پُورا کرنا منظور ہے (اے اہل مکہ) تم جو
فتح مانگتے تھے (کہ برسرحق ہے اُسکی فتح ہو) تو (لو) فتح
(بھی) تمھارے سامنے آموجود ہوئے اگر (آئندہ کیلیے اسلام
کی مخالفت سے) باز رہو گے تو یہ تمھارے حق مین
بہتر ہوگا اگر تم پھر (اسلام کی مخالفت) کروگے تو
ہم بھی پھر (اہل اسلام کی مدد) کرین گے اور

فی الامر ولکن اللہ سلّمہ انہ علیم بذات الصدور واذ یریکموھم اذ التقیتم فی اعینکم قلیلا ویقللکم فی اعینھم لیقضی اللہ امرا کان مفعولا والی اللہ ترجع الامور یاایھا الذین امنوا اذا لقیتم فئۃ فاثبتوا واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون واطیعوا اللہ ورسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم واصبروا ان اللہ مع الصابرین ۝ ولا تکونوا کالذین خرجوا من دیارھم بطرا ورئاء الناس ویصدون عن سبیل

تمہارا جتھا کتنا ہی بہت ہو اور یہ (بھی جانے رہو)
(اے پیغمبر اُسی وقت کا واقعہ یہ بھی ہے) جبکہ خدا نے
تم کو خواب مین کافر تھوڑے (دکھائے اور اگر انھین
تمکو بہت کر دکھاتا تو تم (مسلمان) ضرور ہمت ہار دیتے
اور لڑائی کے بارے مین بھی ضرور آپس مین جھگڑنے لگتے۔
(کہ لڑین یا نہ لڑین) مگر خدا نے تم کو نامردی کی رسوائی سے
بچایا بیشک وہ (لوگون کے) دلی خیالات تک سے واقف
ہے اور (اسی لڑائی مین) جب تم (دونون فریق) ایک
دوسرے سے بھڑ پڑے کافرون کو تم مسلمانون کی
آنکھون مین تھوڑا کر دکھایا اور کافرونکی آنکھون مین
مسلمانون کو تھوڑا کر دکھایا تاکہ خدا کو جو کچھ کرنا منظور تھا
(اُس کو) پورا کر دکھائے اور آخر کار سب کاموں کا مدار
اللہ ہی پر جا کر ٹھہرتا ہے۔ مسلمانو جب (کافرونکی کسی
فوج سے) تمھاری مُٹھ بھیڑ ہو جایا کرے تو ثابت قدم رہو
اور کثرت سے اللہ کو یاد کرو تاکہ (آخر کار) تم فلاح پاؤ
اور اللہ اور اُسکے رسُول کا حکم مانو اور آپس مین جھگڑا نہ کرو
(آپس مین جھگڑا کرنے سے تم ہمت ہار دوگے اور تمھاری
ہوا اُکھڑ جائیگی اور (لڑائی کی) تکلیفون پر صبر کرو بیشک اللہ
صبر کرنیوالون کا ساتھی ہے اور (اون منافقون جیسے نبون

الله والله بما یعملون	جو مال شیخی کے اور لوگون کے دکھانے کیلیے اپنے گھرون سے نکل کر آئے
محیط ۔	ہوئے اور خدا کی راہ سے روکتے ہین ۔ اور جو کچھ بھی یہ لوگ کرتے ہین اللہ
(سورۂ انفال)	کے احاطۂ (علم) مین ہے ۔ (در سورۂ انفال)

المختصر اس طرح اللہ جلّ شانہ نے اپنے رسول اور اصحاب مومنین کی امداد فرمائی اور دشمنون کے لشکر کثیر پر فتح دی ۔ مورّخین نے اصحاب مومنین کی شدت وصلابت کے بارہ مین لکھا ہے کہ

علیؑ بزخم تیغ ولید را از پای در آورد ۔ وحمزہ بہ شمشیر خونریز عتبہ را بدوزخ فرستاد ۔
وعبیدہ در وادی صفرا بریاض رضوان خرامید وہم در آنجا مدفون شد ۔

اور شرح تجرید علامہ قوشجی کے صفحہ ۳۸۷ مین ہے ۔

جناب امیرؑ نے سرداروں اور نصف مشرکین کو قتل کیا ۔

غزوة بدر وهی اول حرب	جنگ بدر پہلی لڑائی ہے جس مین
امتحن بها المومنون فقتلتهم	بہ سبب قلت مومنین اور کثرت
وکثرة المشرکین فقتل علیؑ	مشرکین امتحان ہوا ۔ پس علیؑ نے
ولید بن عقبة ثم ربیعة ثم شیبة	ولید بن عقبہ ۔ ربیعہ ۔ شیبہ عاص
ثم العاص ابن سعد بن العاص ثم	بن سعد ۔ حنظلہ بن ابی سفیان ۔
حنظلة بن ابی سفیان ثم علقمة	علقمہ بن عدی اور نوفل بن
بن عدی ثم نوفل بن خویلد ولم یزل	خویلد کو قتل کیا اور برابر لڑتے
یقاتل حتی قتل النصف من المشرکین	رہے یہانتک کہ نصف مشرکین
والباقی من المسلمین وثلاثة الاف	کو قتل کیا اور باقی دیگر مسلمانون
من الملئکة المسومین قتل النصف	نے اور تین ہزار ملائکہ نشان دار
الاخر ومع ذلك کانت الرایة	نے قتل کیے با این ہمہ علم رسالت

jabir.abbas@yahoo.com

فی یدعلی۔ حضرت علیؑ کے ہاتھ مین

تھا۔

علامہ زمخشری نے روایت کی ہے کہ:۔

جنگ بدر مین جب حضرت علیؑ اور حضرت حمزہؓ و عبیدہؓ۔ جہاد مین عتبہ اور شیبہ اور ولید سے مقابلہ کے لیے آئے اور تینون کو واصل جہنم کر کے واپس آئے اُسوقت یہ آیت نازل ہوئی۔

کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی ان اللہ قوی عزیز۔ یعنی خدا نے حکم قطعی دیدیا ہے کہ مین اور میرے پیغمبرؐ ضرور غالب ہین گے بلاشبہ خدا زبردست اور غالب ہے (تفسیر کشاف جلد ۳ صفحہ ۱۵۲ مطبوعہ مصر)

مؤرخین نے دست یداللہ سے چالیس کفار کا قتل ہونا لکھا ہے ان مین سے بعض وہ اعدائے خدا اور رسولؐ تھے کہ اِن کے قتل ہونے پر حضرت صلعم نے سجدۂ شکر ادا کیا جیساکہ مورخ لکھتا ہے۔

چون علیؑ بہ مجلس نبوی رسید آنحضرت فرمود کہ ہیچکس از احوال نوفل بن خویلد خبرے دارد۔ مرتضیٰ جواب داد۔ کہ من اورا کشتم۔ حضرت رسول خدا تکبیر گفت۔ فرمود الحمد للہ الذی اجاب دعوتی (شکر خدا کہ میری دُعا قبول ہوئی)

حضرت سواد بن غزیہ کی شہادت

القصہ منجملہ اصحاب بدر چند ہی مقدس نفوس نکلے جنھون نے مشرکین و کفار کو قتل کیا اور بعض ان مین سے اپنی جانین بھی نثار کر گئے۔ از آنجملہ سواد بن غزیہ تھے جن کا حال یہ لکھا ہے کہ جب میدان بدر مین فریقین نے اپنے لشکر کی صف بندی کی تو لشکر اسلام کی صف بندی جناب رسول اللہ صلعم نے بہ نفس نفیس کی آپ کے دست مبارک مین ایک تیر تھا حضرتؐ نے

سوادبن غزیہؓ کے سینہ پر جو صف سے آگے ہوئے تھے تیر سے اشارہ کرکے فرمایا کہ صف کے برابر ہو
انھون نے عرض کی یارسول اللہ آپ نے مجھے سخت صدمہ پہونچایا اُس کا قصاص آپ سے
چاہتا ہون حضرت نے سینۂ مبارک کھول دیا اور فرمایا کہ قصاص لو۔ اِس پر سوادنے دوڑکر
سینہ مبارک کو بوسہ دیا۔ آپ نے فرمایا یہ کیا۔ اُنھون نے عرض کی کہ یارسول اللہ مجھے ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ میری موت کا وقت اب آگیا ہے۔

مین لڑائی مین ضرور مارا جاؤن گا اس لیے مین نے چاہا کہ آپ کے سینۂ مبارک کو بوسہ دیکے
داخل جنت ہون حضرت نے اُن کے حق مین دعائے خیر فرمائی آخر کار ایسا ہی ہوا کہ وہ درجۂ
شہادت پر فائز ہوئے ۵

بناکردند خوش رسمے بخون خاک غلطیدن خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

یہ ہین مہاجرین جنھون نے خدا و رسول کے عشق مین اپنے وطن اور کُنبے قبیلے کو چھوڑا۔ انھین
سچے ایمان والون سے ارشاد فرمایا ہے کہ۔

رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ	اللہ اُن سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے
اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ	راضی ہوئے وہ لوگ اللہ کے گروہ ہین اور آگاہ
ھم المفلحون	ہو جو لوگ خدا کے گروہ سے ہین وہی فائز المرام ہین۔

اب غور فرمائیے کہ جن اصحاب کے جنگ سے ڈرنے پر آیات قرآنی اس وضاحت سے
(گویا موت کی طرف ڈھکیلے جا رہے ہین۔ اور موت کو آنکھون سے دیکھ رہے ہین) شہادت دین
جن کے بارہ مین خدائے پاک "ان فریقاً من المومنین لکارھون" فرمائے جو قاتلوا وقتلوا سے
آپکو بچائین۔ جن کی طمع و حرص کا یہ عالم ہو کہ رسول اللہ کو مشورہ دین (یارسول اللہ بگیر کاروان را
وبگذار قتال را) اور جو جان نثار ایسے مشورے دین۔ کہ۔ رسول اللہ صلعم اِن کی طرف سے

منہ پھیر لین اور رخسار مبارک غصہ سے سرخ ہو جائے جن کے حق مین خدائے پاک یہ ارشاد فرمائے۔

ولا تکونوا کالذین	اور ان منافقون جیسے نہ ہو جو ہمارے شیخی کے
خرجوا من دیارھم بطرا و ریاء	اور لوگون کو دکھانے کے لیے اپنے گھرون سے نکل کھڑے
الناس ویصدون عن سبیل اللہ	ہوئے اور خدا کی راہ سے روکتے ہین اور جو کچھ بھی
واللہ بما یعملون محیط ۵	یہ لوگ کرتے ہین وہ اللہ کے احاطۂ علم مین ہے۔

شاہد ہو محبان صحابہ آیۂ کریمہ" فالذین ھاجروا واخرجوا الخ ان کے حق مین تبائین اور خدا کی طرف سے اُن کو اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم کا نغمہ دین یعنی جو چاہو کرو خدا تم کو بخش چکا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار ۵

غزوۂ اُحد ۶ھ

رسول اللہ صلعم کا ابوسفیان کی چڑھائی کی خبر سنکر مدینہ سے نکلنا اور اصحاب مین سے تین سو اشخاص کا اثنائے راہ سے پلٹ جانا اور اُنکے بارے مین آیۂ کریمہ نازل ہونا۔

کتب سیر و تواریخ مین ہے کہ جب جناب سرور خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دیگئی کہ ابوسفیان تین ہزار سوار اور دو ہزار پیادے اور عورات کے ساتھ مدینہ سے باہر دو کوس کے فاصلہ پر دامن کوہ اُحد مین خیمہ زن ہے۔ تو آپ نے اصحاب سے جنگ کے بارہ مین مشورہ کیا۔ اُنھون نے رائے دی کہ شہر مدینہ ہی مین لڑنا چاہیے۔

مگر۔ حسب رائے سعد بن معاذ بیرون شہر جنگ قرار پائی۔ جناب سرور خدا صلعم ایک ہزار صحابہ کے ساتھ مدینہ سے نکلے لیکن۔ اثنائے راہ سے تین سو اصحاب مدینہ پلٹ آئے۔ اور رسول اللہ کے ساتھ صرف سات سو صحابہ رہگئے بلکہ ان اصحاب نے انصار عرب کے دو مشہور قبائل بنو سلمہ اور بنو حارثہ کو بھی بہکا کر اپنے ساتھ واپس لانا چاہا تھا۔ اور یہی ان کے

بھکانے پر آمادہ ہو چلے تھے مگر توفیق الٰہی شامل حال ہوئی۔ لہذا واپس نہوئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۂ انفال مین جنگ اُحد کا مفصل ذکر فرمایا ہے اس مین ان قبائل کے بارہ مین یہ فرمایا ہے۔

اذھمّت طائفتٰن منکم	(یہ اُسی وقت کا واقعہ ہے) جبکہ تمہین
ان تفشلا والله ولیّھما	سے دو گروہون نے ہمت ہار دینی چاہی مگر
وعلی الله فلیتوکل	(سنبھل گئے کیونکہ) اللہ اُنکی مدد پر تھا اور مسلمانونکو
المومنون ۵	چاہیے کہ خدا ہی پر بھروسہ رکھین۔

بغرض انکشاف حالات تاریخ روضۃ الصفا سے جنگ اُحد کا اقتباس درج ذیل ہے۔

اقتباس تاریخ روضۃ الصفا۔

حضرت مقدس نبوی عزم کرد کہ از مدینہ بیرون	جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ مدینہ سے
آمدہ با کافران و مشرکان قتال نماید آنگاہ	باہر مشرکین سے جدال و قتال کرین علم فوج
سہ تیر طلب داشتہ لوائے مہاجر را کہ	مہاجرین جو مخصوص آنحضرت کے لیے تھا
با آنحضرت اختصاص داشت بعلی ابن	حضرت علی کو دیا۔ جسوقت مشرکین نے
ابیطالبؑ تفویض فرمود ہرگاہ کہ مشرکان	لشکر اسلام پر تیرون کی بوچھار کی طلحہ جو
لشکر اسلام را تیر باران کردند۔ طلحہ بن طلحہ	لشکر کا علمدار تھا بڑی شوکت سے میدان
کہ علمدار کفار بود پائے جلادت در میدان	جنگ مین آیا اور لشکر اسلام سے لڑنیوالا
مبارزت نہادہ از مسلمانان مبارز خواست	طلب کیا یہ سنکر شیر بیشۂ ہیجا علی مرتضیٰؑ
شیر بیشۂ ہیجا علی مرتضیٰؑ کہ از بیم تیغ خون	نے جن کی تیغ خون ریز کی دہشت سے
زیرش شیر فلک بیک جا آرام و قرار	شیر فلک کو صبر و قرار نہ تھا۔
نداشتے و این بیت فردوسی وصف حال اوست	

به تن زنده پیل و بجان جبرئیل — بکف ابر بهمن بدل رود نیل

مثل سیل بہارے کہ از فراز عزم نشیب کند — مثل اُس سیل کے جو ایک بلندی سے نشیب کی طرف

روئے بدو نہاد و بیک ضرب کہ بر سرش زد طلحہ — گرتا ہے طلحہ کی طرف رُخ کیا اور ایک ہاتھ تلوار کا

از پائے در آمد و علی مرتضی بازگشتہ در صف خویش — اُسکے سر پر ایسا لگایا کہ طلحہ زمین پر گر کر ہلاک

بہ ایستادہ چون عبیدہ رو بانہزام نہاد۔ — ہو گیا۔ اور علی مرتضیٰ اپنی صف مین آکر

صحابہ کرام بہ اخذ غنیمت مشغول شدند — کھڑے ہو گئے۔ جب عبیدہ نے ہزیمت پائی

و یاران عبداللہ بن جبیر بحمت جمع غنائم — صحابہ کرام مال غنیمت لوٹنے مین مشغول ہو گئے

روئے بہ لشکرگاہ نہادند ہر چند عبداللہ — ہر چند عبداللہ نے اُن کو نصیحت

ایشان را نصیحت کرد وصیت پیغمبر بیاد — کی اور احکام رسول یاد دلائے مگر کچھ اثر

ایشان آورد مفید نیفتاد و با عبداللہ — نہوا۔ آخر عبداللہ کے ساتھ پانچ چھ اشخاص

پنج شش کس بیش نماند۔ خالد بن ولید — سے زیادہ نر ہے۔ خالد بن ولید

با دیگر مشرکان بر عبداللہ تاختہ او را با — نے دیگر مشرکون کے ساتھ عبداللہ پر

بارانش شہید ساخت۔ منقول است از — حملہ کیا اور اُسکو اور اُس کے ہمراہیون کو

وحشی کہ گفت در روز اُحد چون آتش — شہید کیا۔ وحشی سے روایت ہے کہ

حرب بالا گرفت در میدان علیؑ را دیدم — اُحد کے دن جب آتش حرب بھڑکی

کہ ناگاہ پیدا شد چون در حال او تامل — تو مین نے علیؑ کو میدان حرب مین

کردم دانستم کہ در حرب مہارت تمام — دیکھا کہ فن جنگ سے بہت ماہر ہین۔

دارد و درین اثنا حمزہ را دیدم کہ مانند — اِسی اثنا مین حمزہؓ کو دیکھا کہ میدان مین

شیر مست بمیدان آمد و صفوف مشرکان را — مثل شیر مست کے مشرکون کی صفین

برہم زدہ متفرق ساخت من درپس سنگے
کمین کردم تا حمزہ نزدیک آمد حربہ بجانب
او انداختم۔ اتفاقاً بتاخت اُو آمدہ از
پُشتش سر بدر آورد و حمزہ متوجہ بمن شدہ
روے بگریز آوردم و او بیفتاد و دانستم
کہ مُہم حمزہ باتمام رسید لاجرم چندان
صبر کردم کہ مردم از وُے دور شدند
انگہ رفتم و حربہ خود برداشتہ و شکم حمزہ را
شکافتہ جگر او را بیرون آوردہ نزد ہندہ
مادر معاویہ بردہ گفتم این جگر قاتل
پدر تست ہندہ آنرا در دہن گذاشتہ
خواہد کہ نجاید چون نتوانست فرو بینداخت
زیورے کہ باخود داشت بمن داد چون
ہندہ را بسر حمزہ بردم گوش و بینی او را
قطع کردہ باخود بمکہ برد۔ گویند چون سائر
مُسلمانان بہ مجمع غنیمت متوجہ شدند اندران
زمان اضطراب در میان لشکر اسلام
پیدا شد حضرت مقدس نبوی قدم
ثبات فشردہ رُو از معرکہ برنتافت

درہم و برہم کر رہے ہین۔ مین ایک پتھر
کی آڑ مین چھپ رہا۔ جب حمزہؓ میرے قریب
آئے تو مین نے اُن پر ایک حربہ چلایا جو
اُن کے ناف پر لگ کر پیٹھ کے باہر نکل آیا
حمزہ نے میری طرف رُخ کیا۔ مین بھاگا اور
حمزہؓ میرے حملہ سے جان بر نہو سکے۔ مین نے
اُس وقت تک صبر کیا کہ لوگ ہٹ جائین
مین ٹھیرا رہا۔ پھر اُن کی نعش پر گیا اور
اپنا حربہ لیکر اُن کا پیٹ چیرا اور جگر نکالکر
ہندہ مادر معاویہ کے پاس لے گیا اور کہا
یہ جگر تیرے باپ کے قاتل کا ہے ہندہ
نے اُسکو مُنہ مین رکھکر چبانا چاہا مگر
چبا نہ سکی۔ ہندہ نے بطور انعام مُجھکو
اپنا زیور دیا جب مین ہندہ کو حمزہؓ کی
نعش پر لایا اُس نے نعش کے ناک کان
قطع کیئے اور مکہ لے گئے۔ غرض جب تمام
اصحاب اموال غنیمت کے لُوٹنے مین مشغول ہو گئے
اُسوقت بڑا اضطراب لشکر اسلام مین پڑ گیا
رسول اللہ صلعم نے معرکہ سے قدم نہ سرکایا اور صرف

چہاردہ کس از اصحاب نزد آنحضرتؐ ماندند

و آن وقت ہولناک خالدبن ولید از

کمین گاہ بیرون آمدہ نزدیک لشکر اسلام

رسید بانگ بر سر مشرکان زد کہ بگیرانند

این شخص را کفار با تیر و نیزہ و شمشیر آہنگ

جنگ کردند و اصحاب روئے بگریز نہادند

و چہار کس از مشرکان باہم عہد بستند کہ

حضرت ختمی پناہ را بہ قتل رسانند۔ عبد اللہ

بن قمیۃ۔ و عتبید بن ابی وقاص۔ و عبد اللہ

و ابی بن خلیف چند ان سنگ بر آن حضرت

انداخت کہ رخسار مبارکش مجروح گشت

و خون از ناصیہ فرخندہ اش روان شد

بحدیکہ بر محاسن و دیدان گرفت و حضرت

رسولؐ بہ ردائے اطہر پاک می کرد۔

ناگاہ شیطان بصورت جعل بن سراقہ

متمثل شدہ سہ بار در میان معرکہ فریاد

کرد۔ الا ان محمدا قد قتل یعنی

محمدؐ کشتہ شد۔

از امیر المؤمنین منقولست کہ فرمود

چودہ اصحاب آپ کے پاس تھے۔ ایسے

ہولناک وقت مین خالد بن ولید کمین گاہ

سے نکل کر لشکر اسلام کے نزدیک آیا اور

مشرکون کو ندا دی کہ محمدؐ کو پکڑو کفار نیزہ

و تلوار و تیر سے کر آنحضرت صلعم پر حملہ آور

ہوئے اس ہل چل مین وہ اصحاب بھی

حضرت کو چھوڑ کر بھاگ گیے اب لشکر مشرکین

سے چار شخص نے حضرت صلعم کو قتل کرنے کا

عہد کیا۔ عبد اللہ بن قمیہ عبید بن

ابی وقاص و عبد اللہ بن خلیف و عتبہ

نے آنحضرتؐ پر ایسی سنگباری کی

کہ رخسار مبارک مجروح ہو گیا اور

چہرہ و ریش خون سے تر ہو گئی

آنحضرت صلعم اس خون کو

چادر مبارک سے پونچھتے تھے۔

اس وقت شیطان نے جعل بن

سراقہ کے ہم شکل ہو کر تین بار

ندا دی کہ محمدؐ قتل ہو گئے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ

چون مُشرکان بر اہل اسلام غلبہ کردند

ہر چند نظر کردم رسوؐل را ندیدم با خود

گفتم او ازان نیست کہ از صف کارزار

فرار نماید و در میان کشتگان نیست غالبًا

حضرت عزّ و جل بواسطہ افعال ناشائستہ

ما غضب فرمودہ حبیب خود را بر آسمان

برد ہیچ بہ ازان نیست کہ با مُخالفان

مقاتلہ کنم تا کشتہ شوم شمشیر برکشیدم و بر

مُخالفان حملہ کردم و ایشان را متفرق ساختم

رسوؐل را در میان کشتگان دیدم در

گوے افتادہ دانستم کہ خدائے تعالیٰ

او را صیانت نمودہ گویند کہ چون عتبہ

و اصنام از کمین گاہ بیرون آمدند و

بر سر اہل اسلام ریختند و از شدت آن

واقعہ مسلمانان رو بہزیمت نہادند حضرت

رسولؐ در غضب شد و ہرگاہ کہ بغضب

رفتے عرق از جبین ہمایونش مانند

خوشاب فرو دیدے در آن حال

نظر کردے کہ علیؑ مرتضیٰ را در پہلوے

جب مشرکین نے لشکر اسلام پر حملہ کیا

اس وقت مین نے ہر طرف نظر کی مگر

رسولؐ اللہ کو نہ دیکھا مین نے خیال کیا یہ تو ممکن

ہے نہین کہ رسولؐ اللہ صف اعدا سے قدم

مبارک سر کاٹین اور کشتگان مین بھی نظر نہین آتے

پس خدا نے اپنے حبیب کو ہمارے افعال

ناشائستہ کیوجہ سے اپنے پاس بُلا لیا پس بہتر ہے

کہ مین بھی مشرکین سے اتنا لڑون کہ رسول اللہ

سے جا ملون یہ خیال کرکے تلوار کھینچکر

مخالفین پر حملہ آور ہوئے اور اُن کو متفرق

کر دیا اور رسوؐل اللہ کو درمیان کشتگان

کے دیکھا کہ حضرتؐ ایک گڑھے مین پڑے ہوے

ہین مین سمجھا کہ خدائے پاک نے آپکو بچا لیا۔

روایت ہے، کہ جب دشمنون نے کمین گاہ سے

نکل کر لشکر اسلام پر حملہ کیا اور مسلمان فرار

ہوگئے رسولؐ اللہ کو اس قدر غیظ آیا کہ

رفتے عرق از جبین ہمایونش مانند

پیشانی مبارک عرق سے درفشان

خوشاب فرو دیدے در آن حال

ہوگئی۔ اس حالت مین آپ نے

نظر کردے کہ علیؑ مرتضیٰ را در پہلوے

حضرت علیؑ کو اپنے پہلو کے برابر

خویش ایستادہ دید فرمود کہ اے علیؑ
چونست کہ بدیگران نہ پیوستی قدوۂ اولیاء
جواب دادکہ۔

کھڑا دیکھا۔ اور حضرت علیؑ سے فرمایا
کیا سبب ہے جو تم اپنے بھائیون سے نہ ملے
پیشوائے اولیاء نے جوابدیا کہ ایمان لانیکے

لاکفر بعدالایمان

بعد مین کفر اختیار نہین کرسکتا۔

روایتے آمدہ کہ چون رسولؐ چشم باز
کرد از علیؑ پرسید کہ مردم چہ ساختند گفت
کہ نقض عہد نمودہ فرار کردند واز صف
قتال رو گردان شدند ترا تنہا گذاشتند
رسولؐ علیہ التحیۃ والثنا فرمود کہ ہم
چمے کہ قصد من دارند کفایت کن
حیدر کرارؑ بزخم شمشیر آبدار فوج فوج
مشرکان راکہ مثل ثریا مجتمع بودند چون
بنات النعش پراگندہ ومتفرق ساخت
گروہے کہ آہنگ مصطفےؐ کردند جناب
ولایت مآب باشارت آن سرورایشان را
نیز منہزم ساخت درین حالت جبرئیلؑ
بارسولؐ گفت کہ این کمال مواسات
وجوانمردی است کہ علیؑ بدان قیام
نمود کہ رسول خدا فرمود ھومنی وانا منہ

اور ایک روایت مین ہے کہ جب
رسولؐ اللہ کی آنکھ کھلی تو حضرتؑ نے علیؑ
سے پوچھا کہ اصحاب کدھر گئے آپ نے
کہا بدعہدی کرکے فرار ہوگئے آپکو تنہا
چھوڑگئے دشمنون مین۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا
جو دشمن مجھے گھیرے ہوے ہین اُن کو ہٹادو
حیدر کرارؑ نے شمشیر آبدار سے مشرکین کی فوج کو
جو مثل عقد ثریا جمع تھے مانند بنات النعش
کے متفرق وپریشان کردیا ایک دوسرے گروہ
نے پھر حضرت رسولؐ اللہ پر حملہ کیا حضرت علیؑ نے
اُن کو بھی بھگا دیا۔ اس حالت مین جبرئیلؑ
نے عرض کی یہ کمال مواسات اور جوانمردی
سے ہے کہ علیؑ ثابت قدم رہے۔
رسولؐ اللہ نے فرمایا علی مجھ سے ہے
اور مین علیؑ سے ہون۔

بدرستیکہ او از من ست و من از و جبرئیل فیما بینہما

کہ انا منکما یعنی من از شما ہر دو ہستم درین

عرصہ طائفہ دیگر آہنگ رسولؐ کردند

علیؑ باشارت مصطفیؐ متوجہ آن فرقہ شدہ

عمر بن عبداللہ جمحی را بدوزخ فرستاد سائر

کفار از شمشیر آبدار حیدر کرار روگردان

شدند باز مرۂ دیگر بر خاستند علیؑ حملہ

بر آن جماعت آورد و بشیر بن مالک

عامری را از پای در آورد باقی قوم

روبگریز نہادند۔ و دیگر کس جرأت نہ نمود۔

گویند کہ در حین کارزار شمشیر آبدار امیر المومنینؑ

بشکست و علیؑ نزد پیغمبرؐ آمدہ صورت

حال معروض داشت حضرت ذوالفقار

باو ارزانی فرمود چون علیؑ بدفع مشرکان

مشغول شدند۔ رسولؐ فرمود اے علی

میشنوی مدح خود را کہ ملک رضوان بر

آسمان می گوید۔ کہ

لا فتیٰ الا علیؑ

لا سیف الا ذوالفقار

جبرئیل نے کہا کہ مین آپ دونون سے

ہون۔ اس عرصہ مین ایک طائفہ نے

رسولؐ اللہ پر حملہ کیا۔ حضرت علیؑ نے

رسولؐ اللہ کے اشارہ سے اس پر حملہ

کرکے عبداللہ جمحی کو داخل جہنم کیا اس کے بعد

بھی دوسرا گروہ حملہ آور ہوا علیؑ نے

حملہ کرکے بشیر بن مالک عامری کو مارا

اور باقی بھاگ گیے۔

پھر کسی شخص کو حملہ کرنے کی جرأت نہوئی

مرقوم ہے کہ اس گھمسان لڑائی مین

حضرت علیؑ کی تلوار ٹوٹ گئی حضرت

علیؑ نے صورت حال۔ رسولؐ اللہ سے

عرض کی حضرت صلعم نے اپنی ذوالفقار

عطا فرمائی۔ جبکہ حضرت علیؑ مشرکین کے

ہٹانے مین مصروف تھے رسولؐ اللہ نے

فرمایا اے علیؑ کچھ سنتے ہو کہ آسمان پر ملک

رضوان تمہاری مدح و ثنا مین اس طرح رطب اللسان ہے کہ

"لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار"

علیؑ گویند من از غایت مسرت و خوشدلی
کمر بستہ شکر نعمت بجا آوردم۔ و بعض
روایات بصحت آمدہ کہ بن مرہب
از عبداللہ مسعود پرسید کہ شنیدہ ام
کہ در روز اُحد غیر از علیؑ ابو دجانہ
و سہیل بن حنیف نزد رسول اللہ
ہیچ کس دیگرے نماند آیا ازین خبر
واقعی ست جواب داد کہ نخست کہ۔
مسلمانان رو بانہزام نہادند نزد
آنحضرت بغیر از علیؑ ہیچ کس نماند
و بعد از ساعتے عاصم بن ثابت و ابو دجانہ
و سہیل بن حنیف و طلحہ بن عبد اللہ
آمدند۔ و در خدمت خیر البشر کمر بستند
پرسیدم کہ ابو بکر و عمر۔ کجا بودند
گفت ایشان نیز بگوشہ رفتہ بودند
و از حال عثمان رضی اللہ عنہ استفسار
نمودم گفت او نیز بطرف رفتہ بود۔
روز سوم از جنگ بخدمت آن
سرور فائز شد۔ رسول اللہ فرمود

یعنی بجز علیؑ کوئی پہلوان اور کوئی تلوار بجز
ذوالفقار کے نہیں ہے یہ سُنکر حضرت علیؑ سجدۂ
شکر بجالائے۔ مرقوم ہے کسی نے عبداللہ بن مسعود
سے پوچھا کہ مین سنتا ہون کہ اُحد کے دن رسول اللہ
صلعم کے پاس بجز حضرت علیؑ اور ابو دجانہ اور
سُہیل بن حنیف کے اور کوئی رسول اللہ کے پاس
نہ تھا آیا یہ خبر صحیح ہے اُنھون نے جواب دیا کہ
جب حملۂ اوّل مین مسلمان رسول اللہؐ کو تنہا
چھوڑ کر بھاگ گیے تو اُس وقت حضرت
علیؑ کے پاس سوائے علیؑ کے اور کوئی
نہ ٹھہرا ایک ساعت کے بعد عاصم بن ثابت
اور ابو دجانہ و سہیل بن حنیف و طلحہ بن عبداللہ
حاضر خدمت رسول اللہؐ ہوئے۔
پھر مین نے پوچھا کہ ابو بکر و عمر
کہان تھے اُس نے کہا کہ وہ بھی
ایک طرف چلے گئے تھے۔ عثمان کا
حال پوچھا تو کہا وہ بھی چل دیئے تھے
جنگ کے تیسرے روز آنحضرت کے پاس
آئے رسول اللہؐ نے فرمایا

کہ درین واقعہ بعرش رفتی۔	کہ تم عرش پر چلے گئے تھے۔
حافظ ابو محمد غیاث الدین۔ در کتاب	حافظ ابو محمدؒ غیاث الدین نے کتاب
مقارب النبوۃ۔ روایت کردند کہ از علیؑ	مقارب النبوۃ مین روایت کی ہے راوی
شنیدہ ام کہ می گفت در روز اُحد شازدہ	کہتا ہے مین نے حضرت علیؑ سے سنا تھا کہ
ضربت بمن رسید کہ دو چار بار از آنہا	اُحد کیدن مجھے سولہ زخم کاری لگے جن کے
بر زمین اُفتادم ہر بار کہ می افتادم مردے	سدمہ سے مین دو چار بار زمین پر گرا۔ اور
خبروئے باز و مرا گرفتہ برپائے میگردد	جب مین گرتا تھا تو ایک شخص خوش رو میرا
و می گفت متوجہ کافران شو کہ تو در	بازو پکڑ کر مجھے کھڑا کر دیتا تھا اور کہتا تھا کہ
طاعت خدا و رسولؐ ہستی و ہر دو از تو	اپنے کام مین مصروف رہو اس وقت تم اطاعت
راضی اند بعد از فراغ جنگ بغرض	خدا و رسول کر رہے ہو۔ اور خدا و رسولؐ تم سے
حضرت مقدس نبوی رسانیدم آن	راضی ہین بعد جنگ کے مین نے رسول اللہ صلعم سے
سرور فرمود اے علیؑ خدائے تعالیٰ چشم ترا	اسکا ذکر کیا آپ نے فرمایا اے علیؑ خدا تمھاری آنکھ
روشن کند کہ آن جبرئیلؑ بود۔	روشن رکھے وہ جبرئیلؑ تھے۔

رسول اللہ کا پچاس جوانونکو گھاٹی پر مقرر فرمانا انکا اور دیگر اصحابکا مال غنیمت دیکھکر جنگ چھوڑکر مال غنیمت کے لیئے جانا۔ انکے فرار کے بارے مین آیہ کریمہ نازل ہونا۔

اگرچہ برادران اہلسنت عام طور پر مہاجرین و انصار کو "اشداء علی الکفار" اور جان نثار رسولؐ بہت شد و مد سے بتاتے ہین۔ لیکن جب اُن کے حقیقی حالات کی تحقیق کی جاتی ہے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ اِن مین فوج کی فوج اور گروہ کے گروہ منافق تھے۔ چنانچہ اُسی جنگ مین ان کا نفاق کھُل گیا کہ جب جناب رسول خدا صلعم مدینہ سے ایکہزار اصحاب کے ساتھ جنگ کو نکلے تو اِن مین سے تین سو جان نثار تو اثنار راہ ہی سے پلٹ گیے رہے سات سو اُن کی جان نثاری کا حال یہ لکھا ہے کہ جب لڑائی آغاز ہوئی تو جناب رسولؐ خدا صلعم نے

اِن مین سے عبداللہ ابن جبیر کو پچاس جوانون کا افسر کرکے ایک گھاٹی پر متعین فرمایا اور سخت تاکید فرمائی کہ فتح ہونے پر بھی تم اپنی جگہ سے نہ ہلنا۔ لیکن جب اللہ جلشانہٗ نے اپنے فضل وکرم سے سپاہ لشکر اسلام کو کفار پر غالب کردیا اور فتح نمایان ہونے لگی اور ان اصحاب کو غنیمت نظر پڑی تو اپنی جگہ چھوڑ کر غنیمت لوٹنے کو چلے آئے۔

اِس طرح جو اصحاب رزمگاہ مین تھے ان مین سے بھی بہت سے اصحاب جنگ چھوڑ کر غنیمت کی طرف جھک پڑے۔ چنانچہ اللہ تبارک تعالیٰ خود اِن اصحاب سے فرماتا ہے۔

"اے مسلمانو جبتک تم لڑتے رہے تو تمھاری ہی جیت رہی لیکن جب تم جنگ چھوڑ کر غنیمت لوٹنے مین لگ گئے تو تم کو شکست ہوئی اور ہم نے آزمالیا کہ تم لوگون مین کون طالب دنیا ہے اور کون طالب آخرت؟" دیکھو آیہ وافی ہدایہ۔

ولقد صدقکم اللہ	جس وقت تم کافرون کو خدا کے حکم سے
وعدہ اذ تحسونھم باذنہ	تہ تیغ کر رہے تھے (اسوقت) خدا نے تم کو اپنا
اذا فشلتم وتنازعتم	وعدہ فتح سچا کر دکھایا یہانتک کہ تم کو
فی الامر وعصیتم من	تمھاری خاطر خواہ جیت دکھادی اس کے بعد
بعد ما اراکم ما تحبون	تم (مال غنیمت دیکھکر لڑائی سے) غافل ہوگئے
منکم من یرید الدنیا	اور تم نے آپس مین جھگڑا کیا اور (رسول)
ومنکم من یرید	کی نافرمانی کی بعض تو تم مین سے دنیا کے پیچھے
الاٰخرۃ ثم صرفکم	پڑ گئے اور بعض آخرت کی فکر مین۔ پھر خدا نے
عنھم لیبتلیکم	تم کو دشمنون کی طرف سے پھیر دیا اور تم بھاگ کھڑے
ولقد عفا عنکم	ہوئے اس سے خدا کو تمھارا (ایمان واخلاص) آزمانا

واللہ ذو فضل علی المومنین ۵ — منظور تھا پھر بھی) خدا نے تم سے درگذر کی اور مسلمانوں پر خدا کا (بڑا) کرم ہے۔

اس آیۂ وافی ہدایہ کی مفسرین اہل سنت نے یہ تفسیر کی ہے۔

یعنی اول غلبہ مسلمانون کو تھا کہ کافرون کو مارتے تھے اور وہ بھاگتے تھے اور آثار فتح نظر آتے تھے کسی کو تو خوشی ہال کی تھی اور کسی کو غلبہ اسلام کی۔ لیکن جب مسلمانون سے پیغمبر خدا کی بے حکمی ہوئی تب مقدمہ اُلٹا ہوگیا وہ بے حکمی یہ تھی کہ حضرت نے پچاس آدمی تیر انداز پہاڑ کی راہ پر نگہبانی کو کھڑے کیئے تھے باقی لشکر لڑنے لگا۔ جب ان تیر اندازون نے فتح اور غلبہ دیکھا اُس جگہ سے چلے آئے کہ غنیمت لین بعضون نے منع کیا نہ مانا۔ وہان دس آدمی رہ گیے اس طرف سے کافرون کی قوم آپڑی حضرت مسلمانون کو پیچھے سے پکارتے تھے کہ میری طرف آؤ۔ مگر غنیمت جو نظر آئی لوگ حضرت کے پکارنے پر نہ پھرے۔

بقول مفسرین بجز دس اصحاب آنحضرتؐ کے پاس رہ گئے تھے آپ اصحاب مفروین کو پکارتے تھے مگر وہ پلٹ کر بھی نہ دیکھتے تھے

مفسرین نے صحابہ کو الزام سے بچانے کے لیئے یہ تفسیر کی ہے جس سے بادی النظر مین معلوم ہوتا ہے کہ جو اصحاب مورچے پر متعین تھے وہ چلے آئے اور جو اصحاب لڑائی مین مصروف تھے وہ بدستور لڑتے رہے حالانکہ ایسا نہین ہے۔ بلکہ پہلے وہی اصحاب جو مصروف جہاد تھے وہ غنیمت کی طرف جھک پڑے۔ اِن کو دیکھکر مورچے والون نے بھی اپنی جگہ چھوڑ دی۔ اِس کی تصریح آگے ہوگی۔

دشمنون کا آنحضرتؐ پر ٹوٹ پڑنا۔

غرض۔ جب یہ انصار شہید ہوگیے تو جناب رسول خدا صلعم رزمگاہ مین رہے۔ اگرچہ اس وقت آپ کے پاس چودہ اصحاب تھے مگر جب خالد بن ولید کمین گاہ سے نکلکر حضرت کے قریب پہونچا اور اپنے لوگون سے کہا کہ محمدؐ کو پکڑ لو۔ کفار نیزے اور تلوارین لے کر آنحضرتؐ پر ٹوٹ پڑے اس نازک وقت مین چودہ اصحاب بھی فرار ہوگیے۔ اب حضرت صلعم تنہا رہ گیے

دشمنون نے آپ پر پتھر اور تیر پھینکے رُخسار اور پیشانی مبارک زخمی ہو گئی۔ اور دندان مبارک شہید ہو گئے آپ غش ہو کر ایک گڑھے مین گر گئے۔ ایسے نازک وقت مین ایمان اور محبت رسولؐ کا مقتضا یہ تھا کہ اصحاب جان نثار حضرت صلعم کے سینہ سپر ہوتے اور اپنی جان کی پروا نہ کرتے۔ اس لیئے کہ یہ امر آیت و حدیث سے ثابت ہے کہ کوئی شخص مومن نہین ہو سکتا جب تک اپنی جان و مال اور آل و اولاد سے زیادہ رسولخدا صلعم کی جان کو عزیز نہ رکھے جیسا کہ خدائے عزوجل فرماتا ہے۔

کوئی مومن نہین ہو سکتا جب تک کہ اپنی جان سے زیادہ رسول اللہ کی جانکو نہ سمجھے۔

النبی اولی بالمؤمنین	یعنی مومن تو وہی لوگ ہین جو نبیؐ کی جان
من انفسہم	اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہین۔

اور تفسیر ابن کثیر مین اس آیت کے تحت مین چند احادیث لکھی ہوئی ہین از انجملہ یہ ہے۔

فی الصحیح والذی نفسی	صحیح مین ہے کہ (رسول اللہ نے فرمایا) جسکے ہاتھ
بیدہ لایومن احدکم حتی اکون	مین میری جان ہے اُسکی قسم کہ تم مین سے کوئی ایمان نہین
احب الیہ من نفسہ ومالہ وولدہ	لا سکتا جب تک کہ مین اُسکے نزدیک اس کے نفس سے اور
والناس اجمعین۔	اسکے مال اور اولاد اور سب لوگون سے عزیز ہون۔

لیکن ان جان نثارون کا حال اس کے برعکس تھا کہ وہ اپنی ہی جان کی خیر مناتے تھے۔

اور حضرت عمر نے تو خود رسولؐ اللہ سے کہا۔

قال عمر واللہ لانت یا	عمر نے کہا یا رسول اللہ قسم بخدا مین بجز اپنی
رسول اللہ احب الی من کل شیء	جان کے آپکو ہر شے سے زیادہ محبوب رکھتا ہون۔
الا نفسی	دیکھو جلد اوّل صـ ۴۹۵۔

یہی وجہ ہے کہ ایسے نازک وقت مین رسول اللہ صلعم کو دشمنون کے نرغہ مین تنہا چھوڑ کر

اپنی اپنی جانین بچا لیگئے اور ایسے بدحواس ہوکر فرار ہوئے کہ باوجودیکہ خود رسول اللہ ان کو عباد اللہ فانی رسول اللہ فرماکر بلا رہے تھے۔ مگر انھون نے مڑکر بھی نہ دیکھا جس پر آیۂ کریمہ۔

آیہ کریمہ کہ اصحاب بدحواس ہوکر بھاگے

اذ تصعدون ولا تلوٗن	(اسوقت کو یاد کرو) جبکہ تم (بدحواس) بھاگے
علی احد والرسول یدعوکم	چلے جاتے تھے باوجودیکہ رسول تمھارے پیچھے (کھڑے)
فی اخریٰکم فاثابکم	تم کو بلا رہے تھے (لیکن) تم مڑکر کسی کو نہین دیکھتے تھے
غما بغمٍ لکیلا تحزنوا	اس مخالفت سے جو تم نے رسول کو آزردہ کیا (اس)
علی ما فاتکم ولا	رنج کے بدلے خدا نے شکست کا رنج پہونچایا تاکہ
ما اصابکم واللہ خبیر	جب کبھی تم سے کوئی مطلب فوت ہوجائے یا کہ تم پر
بما تعملون	کوئی مصیبت آپڑے تو تم اسکا رنج نہ کرو اور تم کچھ بھی کرو
	اللہ کو اس کی خبر ہے۔

شاہد ہے۔

آیہ کریمہ مومنین کی تعریف اور منافقین کی مذمت مین

جب لشکر اسلام کی شکست ہوئی تو اصحاب منافقین مومنین پر طعن تشنیع کرنے لگے کہ ہم نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ شہر کے اندر ہی لڑائی ہو مگر پیغمبر نے ہماری بات نہ مانی ہم لوگون کو ناحق ہلاک کرادیا۔ ان مخالفانہ باتون پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

ثم انزل علیکم من	(پھر جب تم شکست کا غم (و افسوس کرچکے
بعد الغم امنۃ نعاسا یغشیٰ	تو اس) کے بعد خدا نے تم پر ایک طمینان کی حالت
طآئفۃ منکم وطائفۃ	طاری کی کہ تم مین سے ایک گروہ کو (یعنی سچے مسلمانون کو
قد اھمتھم انفسھم	نیند نے آدبایا) اور بعض (منافق تھے) جن کو (اسوقت بھی

jabir.abbas@yahoo.com

یظنّون باللہ غیر الحق ظنّ	اپنے جانون کی پڑی تھی اللہ کے جناب مین ناحق
الجاھلیۃ یقولون ھل لنا	(ناروا) جاہلیت (کیوقت) کیسی بدگمانیان کر رہے
من الامر من شئ قل ان	تھے (اور) کہتے تھے کہ ہمارے بس کی کیا بات ہے
الامر کلّہ للہ یخفون فی	(اے پیغمبر تم اُنسے) کہدو کہ سب کام خدا کے اختیار مین
انفسھم مالا یبدون لک	ہین اُنکے دلون مین اور اور باتین بھی مخفی ہین جنکو وہ
یقولون لو کان لنا من	تم پر ظاہر نہین کرتے (جی ہی جی مین) کہتے ہین کہ ہمارا
الامر شئ ما قتلنا ھٰھنا	کچھ بھی بس چلتا ہوتا تو ہم یہان مارے ہی نہ جاتے (اے
قل لو کنتم فی بیوتکم	پیغمبر اِن لوگون سے) کہدو کہ تم اپنے گھرون مین بھی ہوتے
لبرز الّذین کتب علیھم	جنکی قسمت مین مارا جانا لکھا تھا (گھرون سے نکلنا خود اپنے
القتل الی مضاجعھم و	اپنے پچھڑنے کی جگہہ آموجود ہوتے اور (اس لڑائی کے
لیبتلی اللہ ما فی صدورکم	مارجانے مین بھی چند درچند مصلحتین تھین ازانجملہ یہ کہ)
ولیمحّص ما فی قلوبکم	خدا کو منظور تھا کہ تمھارے مافی الضمیر کو آزمائے اور
واللہ علیم بذات الصّدور	تمھارے دلی خیالات کو (وسوسون کے میل کچیل سے)
	صاف کرے اور اللہ تو سب کے جی کی بات جانتا ہی ہے

جناب شاہ صاحب نے جنگ اُحد مین جمیع اصحاب کا فرار باستثنا تیس کے تسلیم کیا ہے اور حضرت ابوبکر و عمر کے فرار سے انکار کر کے انکا ثابت قدم رہنا بتایا ہے جیساکہ تحفہ مین ہے۔

چون گریختن روز اُحد از عثمان و از	جبکہ اُحد کے دن بجز تیس کے کل
جمیع صحابہ غیر از نیّ کس بوقوع آمدہ تنہا	اصحاب فرار ہو گئے تو تنہا

(شاہ صاحب کے تیس ثابت قدم رہے ین ابوبکر و عمر بھی تھے صحاب مغرور ین۔ ہین کہ بعد خبر شہادت رشبات لشکر و شوا ہے

برعثمان جائے طعن نیست معہذا چون حقتعالیٰ
عفو از آن کبیرہ در قرآن مجید نازل
فرمودہ دیگر جائے طعن بر ہیچ کس نماند
قولہ تعالیٰ۔ انّ الّذین تولّوا منکم
یوم التقی الجمعان الخ
بالفرض اگر عثمان نہ می گریخت اور انزد
شیعہ ازین چہ می کشود۔ ابوبکر و عمر کہ نہ
گریختند و ثابت قدم ماندند کے از زبان
شیعہ خلاص شدند کہ اُونی شد اگر از
روئے کتب سیر تمام آن واقعہ را کسی بہ
تامل مطالعہ نماید فرار کنندگان را معذور
دارد کہ بعد از انتشار خبر کشتہ شدن سردار
ثبات لشکر خیلے دشوار است۔

عثمان پر طعنہ زنی کا موقع نہین ہے
سوا اس کے خدا نے یہ گناہ عظیم عفو
کر دیا تو پھر کسی پر بھی جائے طعن نہین ہے
جیسا کہ قرآن مجید مین فرماتا ہے۔ ان
الذین تولوا الخ
بالفرض اگر عثمان مفرور نہوتے تب بھی
زبان شیعہ سے مخلصی نہ پاتے۔ اس لیئے کہ
ابوبکر اور عمر فرار ہوئے اور ثابت قدم رہے
ان کو شیعہ نے طعن سے کب چھوڑا۔ اگر بنظر
غور کتب تواریخ سے اس واقعہ پہ نظر
کرے تو مفرورین کو معاف رکھے گا۔ کیونکہ
بعد انتشار خبر ہلاکت سردار لشکر کا ثابت قدم
رہنا نہایت ہی مشکل ہے۔

تردید قول شاہ صاحب در حضرت ابوبکر و عمر کے فرار کے ثبوت مین اسناد۔

حضرت شاہ صاحب کا تینون اصحاب کو عموماً اور خلیفہ صاحب اوّل و دوم کو خصوصاً ثابت قدم بتانا تو تواریخ و اخبار و آثار کے خلاف ہے۔ چنانچہ ان دونون حضرات کا مفرور ہونا اسی تاریخ روضۃ الصفا سے ثابت ہے جس کے الفاظ یہ ہین۔

پرسیدم۔ ابوبکر و عمر کجا بودند۔ گفت ایشان نیز بگوشہ رفتہ بودند۔

اِس قول کی تائید مین دیگر علمائے کرام کے بھی چند اقوال و روایات نقل کیئے جاتے ہین اور وہ یہ ہین۔

پہلی۔ شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی (مدارج النبوۃ صـ۵۹۴) مین رقمطراز ہین۔

اگرچہ مسلمانان متزلزل شدند و بے صبری کردند۔ نزد آنحضرت صلعم غیر از چہاردہ نفر از مہاجرین و ہفت از انصار کسی نماند ہیچ ذکر نہ کردہ اند کہ عمر بن الخطاب در میان تیر اندازان بود یا با آنہا کہ متزلزل و مختلط گشتند۔ این حکایت مشتبہ ماند۔

دوسری۔ نوبتے زید بن وہب از عبداللہ بن مسعود پرسید کہ چنین شنیدہ ام کہ در روز اُحد بغیر از علی مرتضیٰ و ابو دجانہ و سُہیل بن حنیف رضی اللہ عنہم در خدمت حضرت رسولؐ ہیچ کس نماندہ بود این خبر آیا مطابق آن واقعہ است جواب داد کہ در دہلۂ اوّل کہ سپاہ اسلام رُو بانہزام نہادند بجز علی مرتضیٰ احدے نزد مصطفےٰ نماند۔ پُرسیدم کہ ابو بکر و عمر کجا بودند گفت آن نیز در گوشہ رفتہ بودند۔ (حبیب السیر جلد اول صـ۳۷)

تیسری۔ در روز اُحد چون مسلمانان رو بہزیمت نہادند و رسولؐ اللہ را تنہا گذاشتند حضرت درخشم شد در آن حالت نظر کرد علی ابن ابیطالبؑ را دید کہ در پہلوے وے ایستادہ است۔ فرمود۔ اے علیؑ چون بود کہ با یاران ملحق نہ گشتی۔ گفت یا رسولؐ اللہ انت لی بك اسوۃ بدرستیکہ مرا با تو اقتداء ست۔ (در روضۃ الاحباب صـ۲۶۳)

چوتھی۔ معارج النبوۃ مین تو اس تصریح سے ہے کہ رسولخدا صلعم نے بیعت الرضوان کیوقت حضرت عمرؓ کو احد کا فرار یاد دلایا۔ اُسکی نقل یہ ہے۔

رسول خدا صلعم بعد ازان روئے بہ عمر آورد و گفت شما را فراموش شد کہ در روز اُحد راہ گریز پیش گرفتہ بودید و من شما را می خواندم و ہیچک از شما را بمن مجال التفات نہ بود و فراموش کردید۔ روز اخراب را کہ دُشمنان از آعلی و اسفل متوجہ بودند و آنچہ وعدہ خداوند تعالیٰ بود با نجاز پیوست و بعد ازان یک یک واقعہ کہ فنون

الطاف الٰہی وانجاز وعدہ بود بہ یاران داد تا ہمہ در مقام انصاف گفتند ہر چہ خدائے تعالیٰ ورسولؐ او فرمایند راست است (ص ۱۹۶)۔

پانچویں وفی غزاۃ احد جمع لہ رسول اللہ بین اللواء والرایۃ وکانت رایۃ المشرکین مع طلحۃ بن ابی طلحۃ وکان یسمّی کبش الکتیبۃ فقتلہ علی رضی اللہ عنہ فاخذ الرایۃ غیرہ فقتلہ علی رضی اللہ عنہ ولم یزل یقتل واحداً بعد واحد حتی قتل رضی اللہ عنہ تسعۃ نفر فانہزم المشرکون واشتغل المسلمون بالغنائم فحمل خالد بن الولید باصحابہ علی النبیؐ فضربوہ بالسیوف والرماح والحجر حتی غشی علیہ فانہزم الناس عنہ سوی علیؓ فنظر الیہ النبیؐ بعد افاقتہ وقال لہ اکفنی ھولاء فھزمھم عنہ وکان اکثر المقتولین منہ

اور غزوۂ احد میں جمع کیا اونکے لیے رسولخدا نے درمیان لواء اور رایہ کے اور مشرکین کا نشان طلحہ کے ہاتھ میں تھا اُسکو حضرت علیؑ نے قتل کیا پھر دوسرے نے نشان لیا اوسکو بھی حضرت نے قتل کیا اور ہمیشہ آپ ایک کے بعد ایک کو قتل کرتے تھے یہاں تک کہ (نو) آدمی قتل کیے آخر مشرکین کو ہزیمت ہوئی اور مسلمان غنیمت کے جھک پڑے۔ خالد بن ولید نے اپنے یارونکو ساتھ لیکر نیزہ اور تلوار دیکر رسول اللہ کو مارنا شروع کیا یہانتک کہ آپ کو غش آگیا اور بجز حضرت علی کے سب اصحاب فرار ہوگئے۔ بعد افاقہ جناب رسول اللہ نے حضرت علی کو دیکھا اور فرمایا کہ میرے نزدیک سے ان ظالمون کو ہٹاؤ۔ پس حضرت علیؑ نے انکو بھگا دیا اور اکثر مقتولین آپ ہی کے ہاتھ سے قتل ہوئے

(در شرح تجرید علامہ قوشجی ص ۳۸۶)

منقول مجمع البحرین فی اوائل الفریقین ص ۲۳۳

چھٹی۔ علامہ محمد بن جریر طبری اپنی تاریخ میں جس کو اہل سنت اصح التواریخ کا لقب

دیتے ہین یہ تحریر فرماتے ہین۔

فانحاز ابوبکر الی الجحفۃ فاستتر	حضرت ابوبکر زنیستان کی طرف چلے گئے اور
بھا ثم ھزم اللہ المشرکین	اُس مین چھپے رہے پھر خدا نے مشرکین کو
در تاریخ طبری ص۱۴۸۔	شکست دی۔

ساتوین۔ اِن روایتون کے قطع نظر ان حضرات نے خود اپنی زبان سے مفرور ہونے کا اقرار کیا ہے اور ام المومنین حضرت عائشہ رض نے اپنے والد ماجد کے فرار پر شہادت دی ہے جیسا کہ تاریخ خمیس مین ہے۔

قال ابوبکر لما صرف الناس	حضرت ابوبکر کا بیان ہے کہ جب تمام لوگ
یوم احد عن رسول اللہ فکنت اول	اُحد کی لڑائی کے دن رسول اللہ کو چھوڑ کر بھاگ گیے
من جاء النبی ص تاریخ الخمیس چاپ مصر ص۲۳۱	تو مین نبی ص کے پاس سب سے پہلے آگیا۔
آٹھوین عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت	حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ میرے باپ
کلما ذکر احد ابی بکی بکاء شدیدا	جنگ احد کو یاد کر کے بشدت روتے تھے۔
فقلت ما یبکیک فقال بفراری یوم احد	مین نے رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ مین
یہی کنز العمال مین ہے:۔	اُحد کے دن مفرور ہوا۔
عن عائشۃ قالت کان ابوبکر	حضرت عایشہ سے مروی ہے کہ جب
اذا ذکر یوم احد بکی ثم قال ذاک	حضرت ابوبکر اُحد کے دن کا ذکر کرتے تو رونے
کان کلہ یوم طلحۃ غم افشاء	لگتے اور فرماتے تھے کہ وہ دن تو سارا طلحہ کا
بحدث قال کنت اول من جاء	تھا پھر کہتے تھے کہ مین اُحد کے دن سب سے پہلے
یوم احد (ص۲۷۴)	واپس آگیا تھا۔

نوٹ۔ صاحب درمنثور سیوطی جلد دوم صفحہ ۸۸ بذیل آیہ شریفہ ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعان خود حضرت عمر کی زبانی نقل فرماتے ہین۔

اخرج ابن جریر عن کلیب	کلیب سے ابن جریر نے روایت کی ہے کہ بروز جمعہ
قال خطب عمر یوم الجمعۃ فقرأ	حضرت عمر نے خطبہ مین سورۂ عمران تلاوت
ال عمران وکان یعجبہ اذا خطبنا	کیا اور اُس سورہ کا خطبہ مین پڑہنا اُن کو مرغوب
یقرءھا فلما انتھی الی قولہ	تھا۔ جب "ان الذین تولوا" پر پہونچے فرمایا
انّ الذین تولوا منکم یوم التقی	کہ جب جنگ احد ہوی تو ہم سب نے شکست
الجمعان قال لما کان یوم احد ھزمنا	کھائی اور مین یہان تک بھاگا کہ پہاڑ پر
فغرت حتی صعدت الجبل فلقد رأیتنی	چڑھ گیا۔ اگر تم دیکھتے تو معلوم ہوتا کہ مین
انزوکانی اروی	بزکہی ہون۔ کنزالعمال صفحہ ۴۲۹ مطبوعہ معین جلد اول
دوسرا	ومن المنھزمین عمر الا انہ لم یکن	بھاگنے والون مین حضرت عمر بھی تھے
	فی اوائل المنھزمین ولم یبعد بل ثبت	مگر آپ پہلے نہین بھاگے اور دور نہین بھاگے
	علی الجبل ومنھم عثمان انھزم	بلکہ کوہ اُحد پر جاکے دم لیا بھاگنے والونمین
	مع رجلین من الانصار یقال لھما	حضرت عثمان بھی تھے اور یہ دو آدمیون
	سعد وعقبہ انھزموا حتی بلغنوا	کے ساتھ جن کا نام سعد و عقبہ تھا بھاگے
	موضعا بعیدا ثم رجعوا بعد ثلاثۃ	اور بہت دور تک بھاگتے ہوئے نکل گئے
	ایام فقال لھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم	تیسرے روز رسول اللہ کو منہ دکھایا رسول اللہ
	لقد ذھبتم فیھا عریضۃ (تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۲)	نے فرمایا بڑے لمبے گئے۔

گیارھوین۔ امام موصوف آیہ شریفہ "شاورھم فی الامر" کی تفسیر مین جناب خلافت مآب کا

فرار ہونا لکھتے ہین کہ۔

فھبان عمر کان من المھزمین قد دخل تحت الایۃ۔

چونکہ عمر بھاگے تھے۔ لہذا ہم قبول کرتے ہین کہ وہ اس آیت کے حکم مین داخل ہین۔

بارھوین ان الشیخین ھزما یوم احد ورجع عمر ینشف دموعہ ویسأل علیاً العفو فقال الست المنادی قتل محمدؐ فرجعوا الی ادیانکم فقال انما قالھا ابوبکر ثم نزلت ان الذین تولّوا منکم یوم التقی الجمعان انما استزلھم الشیطان

بتحقیق شیخین احد مین بھاگے حضرت عمر اپنے آنسو پونچھتے تھے اور حضرت علیؑ سے معافی مانگتے تھے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا آیا تم نے یہ ندا نہین دی تھی کہ محمدؐ قتل ہوگئے پس اپنے دین کی طرف پلٹ جاؤ انھون نے جواب دیا کہ یہ ابوبکر نے کہا تھا پھر یہ آیت نازل ہوئی تحقیق جو لوگ پلٹ گئے تم مین سے دونو جماعت کے مقابلہ کے دن اُن کو بیشک شیطان نے دھوکہ دیا۔

(در مسند احمد حنبل)

تیرھوین عن سالم عن ابی سمع رسول اللہ صلعم اذا یرفع راسہ عن رکوع فی الرکعۃ الاخرۃ من الفجر یقول اللھم العن فلانا۔ فلانا۔ فلانا۔ بعدما یقول سمع اللہ لمن حمدہ فانزل اللہ ربنا ولک الحمد لیس لک فی الامر شئی

سالم کہتے ہین میرے باپ نے سُنا کہ رسول اللہ صلعم نے نماز صبح مین آخر رکعت مین بعد رکوع سر اُٹھایا اور بعد فرمانے۔ سمع اللہ لمن حمدہ کے یہ دعاے قنوت اللھم العن فلانا فلانا۔ فلانا پڑھی۔

بخاری شریف مین ہے کہ فلان۔ فلان سے مُراد وہ لوگ ہین جو رسول اللہ صلعم کو چھوڑکر جنگ اُحد مین بھاگ گئے۔ اور اُن مین حضرت عثمان بن عفان بھی تھے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ

رسول اللہ نے تو تینون کا نام لیا ہوگا مگر اسمٰعیل بخاری نے بجائے نام کے فلانا۔ فلانا۔ فلانا لکھدیا ہے

(دیکھو صحیح بخاری مصححہ خلیل الرحمٰن صہ ۵۸۲)۔

حضرت عثمان فرار ہو کر تین دن کے بعد آئے

یہ ذکر تو مخصوص حضرت ابوبکر و عمر کا تھا۔ اور حضرت عثمان غنی کی نسبت تمام مورخین و محدثین متفق البیان ہین کہ غزوۂ اُحد مین ایسے فرار ہوئے کہ تین دن بعد دربار رسول اللہ مین حاضر ہوے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رقمطراز ہین۔ کہ

مردے نزد ابن عمر آمد۔ وگفت خبر دہ مرا کہ عثمان روز اُحد گریخت۔ گفت نعم۔ آن مرد گفت آیا میدانی کہ غائب شد عثمان از جنگ بدر حاضر نشد۔ گفت ابن عمر نعم۔ آن مرد گفت آیا میدانی کہ تخلف کرد از بیعت رضوان۔ پس حاضر نشد۔ گفت نعم۔ پس تکبیر برآورد آن مرد

صحیح بخاری مین ہے کہ کسی شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر سے سوال کیا وہ حدیث طولانی ہے بقدر ضرورت اِس جگہ نقل کی جاتی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

قال انشدك بحرمة هذا البيت	(ایک شخص نے عبداللہ بن عمر سے) کہا کہ
اتعلم ان عثمان بن عفان فر يوم احد	مین تم سے اس گھر خانہ کعبہ کی حرمت کی قسم دیکر پوچھتا
قال نعم۔ قال فتعلمه تغيب عن	ہون کہ آیا عثمان بن عفان روز اُحد بھاگے تھے۔ کہا کہ ہان
بدر فلم يشهدها قال نعم۔	پھر اُسنے کہا کہ تم یہ بھی جانتے ہو کہ عثمان جنگ بدر مین غائب
	ہو گئے تھے پھر حاضر نہین ہوئے۔ ابن عمر نے کہا کہ ہان

اصلاح ۱۲۔ ۳۲۔ ۵۹۔

آیات الٰہی دربارہ انکشاف ایمان مومنین و منافقین

اِن روایات و تفاسیر و آیات الٰہی سے بخوبی ثابت ہے کہ ان اصحاب مین بہت سے منافق تھے چنانچہ خود اللہ جلشانہ نے اس لڑائی مین معرض اور منافق کا امتیاز اور منافقین کے نقص ایمان کو ظاہر فرمایا ہے۔ قولہ تعالیٰ۔

وما اصابكم يوم التقى الجمعن	اور جسدن (مقام اُحد مین مسلمانون اور کافرونکی دو جماعتین

فباذن الله وليعلم المومنين وليعلم
الذين نافقوا وقيل لهم تعالوا قاتلوا
في سبيل الله او ادفعوا قالوا لو نعلم
قتالا لا تبعنكم هم للكفر يومئذ
اقرب منهم للايمان يقولون بافواههم
ما ليس في قلوبهم والله اعلم
بما يكتمون الذين قالوا لاخوانهم
وقعدوا لو اطاعونا ما قتلوا
قل فادرءوا عن انفسكم الموت
ان كنتم صادقين ۝

بھر گئین اور (مسلمانون) تمکو (شکست کی) مصیبت پہونچی
تو خدا کا حکم تم پر یون ہین تھا اور یہ بھی غرض تھی کہ خدا (پہلے)
ایمان والون کو معلوم کرے اور منافقون کو (بھی) معلوم کرے اور
منافقون سے کہا گیا کہ آؤ اللہ کے رستہ مین لڑو یا (دشمن کو) ہٹاؤ
تو لگے کہنے کہ ہم سمجھے (آج) لڑائی (ہوگی) ہم ضرور تمھارے ساتھ
ہو لیتے یہ (لوگ) اس روز بہ نسبت ایمان کے کفر سے نزدیک
تر تھے منہ سے ایسی بات کہتے ہین جو اُن کے دلون مین نہین ہے۔
اور (خباثت) جسکو چھپاتے ہین اللہ (اُسکو) خوب جانتا ہے
(یہ وہی لوگ ہین) جو (آپ گھر سے) بیٹھے رہے اور (اپنے شہید)
بھائیون کی نسبت لگے کہنے کہ ہمارا کہا مانتے تو مارے نہ جاتے (اے پیغمبر
(اُنلوگونسے) کہو کہ اگر تم سچے ہو تو اپنے اوپر سے موت کو ٹال دینا

(سورۂ آل عمران پ ۴ رکوع ۸)

تفاسیر مفسرین اہلسنت کہ خدا نے بروز احد مومن کو منافق سے تمیز دی

اس آیہ وافی ہدایہ سے صاف ظاہر ہے کہ خدائے پاک کی یہ بھی غرض تھی کہ اس جنگ اُحد مین سچے ایمان والون کو معلوم کرلے۔ اور منافقون کو بھی۔ جبکہ کلام الٰہی کی اس شہادت سے ثابت ہوا کہ اصحاب رسولؐ مین منافق بھی تھے اس صورت مین اہلسنت کا یہ اعتقاد کہ "جمیع صحابہ عدول اند" باطل ہوا۔ امام فخرالدین رازی تفسیر کبیر مین آیۂ کریمہ۔ اولما اصابتکم مصیبۃ الخ یہ تفسیر فرماتے ہین۔

اعلم ان هذا متعلق بما تقدم
من قوله اولما اصابتكم مصيبة فذكر
في الاية الاولى انها اصابتهم بذنبهم
ومن عندانفسهم وذكر في هذه الاية

جاننا چاہیے کہ یہ متعلق ہے قول (اولما اصابتکم)
سے پہلی آیت مین ذکر فرمایا کہ اونکے نفسون اور
اُنکے گناہون کی وجہ سے اونپر مصیبت پڑنیکا ذکر کیا اور
اس آیہ مین بوجہ آخر اُونپر مصیبت پڑنے کا ذکر فرمایا اس لیے کہ

انھا اصابتھم لوجہ اخر وھوان یتمیز المومن عن المنافق وفی الآیۃ مسائل المسئلۃ الاولی قولہ یوم التقی الجمعان الراد یوم احد

جسمین مومن اور منافق کی تمیز ہو جائے۔ اور آیہ مین مسائل ہین (یوم التقی الجمعان) سے روز احد مُراد ہے۔

اسی طرح صاحب تفسیر معالم التنزیل آیہ کریمہ۔

ماکان اللہ لیذر المومنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب (ایضا رکوع ۹)

خدا کی یہ شان نہین ہے کہ مومنون کو اُسی حالت پر رہنے دے کہ جس حالت پر تم ہو (یعنی منافقین) یہانتک کہ ناپاک کو پاک سے جُدا نہ کردے۔

کی یہ تفسیر فرماتے ہین کہ خدائے پاک نے بروز اُحد مومن کو منافق سے تمیز دیدی۔ یہی نہین بلکہ صاف الفاظ مین رقمطراز ہین کہ یہ آیت اُن اصحاب منافقین کے بارہ مین ہے جو کہ بروز اُحد رسول اللہ صلعم کو چھوڑ کر علیحدہ ہو گیے تھے۔ اُسکی نقل یہ ہے۔

ومعنی الایۃ حتی تمیز المنافق من المخلص فمیز اللہ المومنین من المنافقین یوم احد حیث اظھر النفاق وتخلفوا عن رسول اللہ صـ۔

یعنی یہانتک کہ منافق مخلص سے متمیز ہو جائے چنانچہ اُس نے بروز اُحد مومنین کو منافقین سے تمیز کرادی کہ منافقین اپنا نفاق ظاہر کرکے رسولؐ اللہ سے الگ ہو گیے۔

یہی تفسیر در منثور سیوطی جلد ۲ صفحہ ۱۰۴ مین ہے کہ خدائے تعالیٰ نے جنگ اُحد کے دن اصحاب مین سے مومن کو منافق سے تمیز کرادیا اس تفسیر سے صاف ظاہر ہے کہ جو اصحاب رسول اللہ کو تنہا چھوڑ گیے وہ ضرور منافق تھے۔ اور جبکہ خود مفسرین عموماً اور امام فخر الدین رازی خصوصاً اصحاب ثلاثہؓ کو مفرورین اُحد سے بتا رہے ہین تو تفسیر بالا کے رو سے یہ حضرات آیہ "یمیز اللہ الخبیث" من الطیب" مین داخل ہین جس سے کسی کو موقع انکار کا نہین ہو سکتا۔

شاہ صاحب کے اقوال پر تنقید

افسوس ایسی جلی شہادتون کے بعد بھی زبدۃ المتکلمین عمدۃ المناظرین حضرت شاہ صاحب یہ فرمائین کہ (ابوبکر و عمر کہ نہ گریختند و ثابت ماندند کے از زبان شیعہ خلاص شدند کہ عثمان میشد) نیز شمس العلما جناب شبلی صاحب نعمانی باوجودیکہ باین الفاظ حضرت عمر کا فرار تحریر فرماتے ہین کہ۔

علامہ بلاذری نے انساب الاشراف مین حضرت عمر کے حال مین یہ لکھا ہے (کہ)

وکان فمن انکشف یوم احد فغفر اللہ۔

(یعنی) حضرت عمر اُن لوگون مین تھے جو اُحد کے دن بھاگ گیے تھے لیکن خدا نے اُنکو معاف کردیا۔

اور (یہ بھی ارشاد فرماتے ہین کہ)۔

جہاد سے بھاگنا ایک ایسا ننگ و عار تھا جسکو کوئی شخص علانیہ تسلیم نہین کرسکتا۔

باین ہمہ جوش محبت فاروق مین بہت شد و مد کے ساتھ اُنکا ثابت رہنا ان الفاظ مین بیان فرماتے ہین کہ۔

یہ امر تمام روایتون سے ثابت ہے کہ سخت برہمی کی حالت مین بھی حضرت عمر جنگ سے نہین ہٹے اور جب آنحضرت کا زندہ رہنا معلوم ہوا تو فوراً خدمت اقدس مین پہونچے۔

جناب شاہ صاحب کی اِس توجیہ سے کہ

"اگر از روئے کتب سیر تمام واقعہ را کسی مطالعہ نماید فرار کنندگان را معذور دارد کہ بعد از انتشار خبر کشتہ شدن سردار ثبات لشکر خیلے دشوار است"

اصحاب مغرورین کو حفظ قرآن کی برکت سے معذور بتاتے ہین۔ لیکن خدائے عزوجل مجاہدین کا کوئی عذر قبول نہین فرماتا بلکہ فرار کیا پیٹھ پھیرنے پر بھی سخت عذاب و عتاب کی تہدید فرماتا ہے قولہ تعالی

یا ایھا الذین اٰمنوا اذا لقیتم — اے ایمان لانے والو جسوقت کافرون سے

الذین کفروا زحفا فلا تولوھم	جنگ مین آمنا سامنا کرو تو ان کو پیٹھ نہ دیکھاؤ اور
الادبار ۃ ومن یولھم یومئذ دبرہ	اُسدن جو پیٹھ دکھائے گا سوائے اس کے کہ لڑائی کیلئے
الا متحرفا للقتال او متحیزا الی فئۃ	کترا کے جاتا ہو یا دوسرے گروہ کے پاس جگہ پکڑنا
فقد باء بغضب من اللہ ومأوہ	مقصود ہو وہ یقیناً غضب خدا مین گرفتار ہوگا
جھنم وبئس المصیر	اور ٹھکانا اوسکا جہنم ہے اور وہ بہت ہی بُری
(سورۂ انفال)	جگہ ہے۔

اب معزز ناظرین غور فرمائین کہ کس طمطراق سے حضرت ممدوح صحابہ کی خاطر آیہ مذکورہ بالا سے چشم پوشی فرماتے ہین۔ حالانکہ یہ توجیہ اصحاب مفرورین کے عدم ایمان پر دلالت کرتی ہے کہ نہ اُن کی ہجرت خدا اور رسولؐ کے لیئے تھی اور نہ جہاد فی سبیل اللہ مقصود تھا بلکہ بمصداق

"کفر در دل برزبان اللہ اکبر داشتن"

ان کا ایمان و اسلام سب دکھانے کے لیئے تھا جو اس موقع پر کھل گیا کہ جب یقین ہوا کہ رسولؐ اللہ نے شہادت پائی تو پھر اپنی حالت سابقہ پر عود کر گیے جسکی تصدیق آیۂ کریمہ۔

وما محمد الا رسول قد	اور محمدؐ اس سے بڑھکر اور کیا ہے کہ ایک رسولؐ ہین۔
خلت من قبلہ الرسل افائن	اور بس۔ ان سے پہلے (اور بھی) رسولؐ ہو گزرے ہین
مات او قتل انقلبتم علی	اگر (محمد اپنی موت سے) مرجائین یا مارے جائین تو کیا تم اُلٹے
اعقابکم ومن ینقلب	پاؤن (کفر کی طرف) پھر لوٹ جاؤگے، اور جو اُلٹے پاؤن لوٹ
علی عقبیہ فلن یضر	جائیگا وہ خدا کا تو کچھ بھی نہ بگاڑ سکے گا اور جو لوگ (اسلام
اللہ شیئا وسیجزی اللہ	کی نعمت کا) شکر کرتے ہین انکو خدا عنقریب جزائے
الشاکرین ۵	(خیر) دیگا۔

اِس آیۂ شریفہ کی تفسیر یہ ہے۔

اس جنگ اُحد مین بعض مسلمان کامل بھی ہمت گئے تھے اس واسطے ایک کافر نے اپنی قوم مین پکارا کہ مین نے محمدؐ کو مارا اور حضرت کے زخم سے بہت خون گیا تھا۔ ضعف مین آکر ایک گڑھے مین گرے تھے مسلمانون نے حضرت کو نہ دیکھا تھا۔ اُن کو یقین ہو گیا کہ محمدؐ مارے گئے۔ اور جب حضرت ہوشیار ہوے تو میدان مین جو لوگ حاضر تھے ان کو جمع کر کے پھر لڑائی قائم کی تب کافر چلے گئے سو اللہ نے فرمایا کہ رسول رہے نہ رہے دین اللہ کا ہے اُس پر قائم رہو۔ در قرآن مجید مطبوعہ میرٹھ صہ

تفسیر حسینی کہ بعض اصحاب عبد اللہ ابی منافق سے رجوع ہوے۔

صاحب تفسیر حسینی نے ان آیات کی جو تفسیر کی ہے اُس کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اصحاب مفرورین سے کچھ لوگ ابوسفیان سے خوف کرتے تھے کہ مبادا وہ قتل کر ڈالے۔ لہذا عبد اللہ ابی منافق سے رجوع ہوئے کہ ابوسفیان سے امان دلا دے۔ اُس کی نقل یہ ہے۔

بدرستیکہ شما بودید کہ از روئے اشتیاق بقائے آلہی	یعنی تم تو جنگ سے پہلے شہادت حاصل
از روبرو دید مرگ را یعنی شہادت را در پیش از آنکہ	ہونے کی تمنا کرتے تھے۔ لیکن جب
مشاہدہ کنید اسباب آن کہ حرب است پس بہ تحقیق	تم نے اپنی آنکھ سے اپنے دوست
بدیدید۔ اُنچہ بطلبیدید از مقاتلہ کفار و حالا کہ تمامی	احباب اور بھائیون کو شہید ہوتے
بگریستید۔ بیاران و برادران شما کہ مقتول می شدند	دیکھا تو پیغمبرؐ کو تنہا چھوڑ کر
با نہا نظری کردید و پیغمبرؐ را تنہا گذاشتہ در خلوص	چلدیئے۔
خودی کوشید۔	

آوردہ اند کہ چون حضرت زخم خوردہ در میان کشتگان نہان شدند۔ ابلیس لعین صدا ے الا ان محمدا قد قتل

منقول ہے کہ جب آنحضرت صلعم مجروح ہو کر کشتگان مین چھپ گئے اُسوقت ابلیس لعین نے ندا دی کہ محمدؐ مارے گئے۔

در میان خاص و عام افگند قوے از ضعفاے
اہل اسلام خواستہ کہ رجوع بہ عبد اللہ بن ابی
نمودہ التماس کنند کہ از ابو سفیان برائے
ایشان خطا امان بستاند و قوم دیگر بگریختند
و بعد از ان کہ آنحضرت رسالت منہزمان را
فرمود چرا فرار اختیار کردید۔ و پشت
بمیدان کارزار آوردہ اید ایشان
زبان عذر کشودہ۔ گفتند کہ باد از
قتل تو شنیدیم روزگار بر ما شوریدہ
شد و از غایت ترس بگریختیم۔

اور صاحب کشاف نے آیۂ شریفہ

یاایھا الذین اٰمنوا ان
تطیعوا الذین کفروا یردوکم
علی اعقابکم فتنقلبوا
خٰسرین ۝ بل اللہ مولٰکم
وھو خیر النّٰصرین سنلقی
فی قلوب الذین کفروا الرّعب بما
اشرکوا باللہ مالم ینزل بہ سلطانا
ومأواھم النار وبئس مثوی

اس ندا پر ضعفاء اہل اسلام نے
چاہا کہ عبد اللہ ابن ابی سے رجوع ہون
اور اُس سے کہین کہ ابو سفیان سے امان
دلادے اور جو کچھ اصحاب بھاگ گئے۔
اور جب رسول اللہ صلعم کا زندہ رہنا سُنا تو
پھر حضرت کی خدمت مین حاضر ہوے حضرت
صلعم نے ان مفرورین کو بھاگے جانے پر ملامت
کی اُنھون نے عذر کیا کہ ہم آپکے قتل کا غُل
سنکر زندگانی دنیا ہم پر تنگ ہوگئی اور بسبب انتہا خوف
کے مفرور ہوگئے۔

اے ایماندارو اگر تم لوگون نے کافرون کی
پیروی کرلی تو وہ تم کو اُلٹے پاؤن (کفر کی طرف)
پھیر کر لے جائین گے پھر اُلٹے تمھین گھاٹے مین
آجاؤگے خدا تمھارا سرپرست ہے اور سب سے بہتر مددگار ہے
ہم عنقریب تمھارا رعب کافرون کے دل مین
جما دینگے اس لیے کہ اُن لوگون نے خدا کا شریک
بنایا اُس چیز کو جسے خدا نے کسی قسم کی حکومت نہین
دی اور (آخرکار) اُنکا ٹھکانا دوزخ ہے اور ظالمونکا

الظلمین ۵ ایضاً رکوع (کیا ہی) بُرا ٹھکانا ہے۔

کے تحت مین یہ لکھا ہے کہ۔

(منافقین مومنین سے کہتے تھے کہ پیغمبرؐ تو مارے گئے اور رایت دولت کا کُفار نے غلبہ پایا ہے اب تمکو پھر اپنے دین پر رجوع کرنا چاہیے)۔ تفسیر حسینی مین اس کا ذکر ان الفاظ مین ہے۔

اقوال مفسرین منافقین کا مومنین سے کہنا کہ رسول تو مارے گئے اب تم اپنے پرانے دین پر پلٹ جاؤ۔

این آیت در شان جمعیت کہ از ابوسفیان طلب امان میکردند۔ در کشاف آوردہ کہ منافقان مومنان را می گفتند کہ این جماعت پیغمبرؐ کشتہ شد۔ رایت دولت استیلا یافت شما را دیگر باربدین خود رجوع باید کرد۔

اور عُروج الاسلام ترجمہ تاریخ کامل جلد ششم صفحہ (۲۴۸) مین ہے۔

جسوقت مشہور ہوا کہ رسول اللہ صلعم مارے گئے تو اُس وقت کچھ مسلمانون نے کہا۔ کوئی ایسا ہے کہ جو عبداللہ بن ابی بن سلول کو جاکر بُلا لائے۔ تاکہ وہ ابوسفیان سے ہمارے لئے امن اُس سے پہلے حاصل کرادے کہ ہم کو وہ قتل کرڈالین۔ انس نے اُن سے کہا کہ اگر محمدؐ مارے گئے تو مارے گئے محمدؐ کا رب تو نہین مارا گیا۔ جس کے لئے محمدؐ لڑتے تھے اُسی بات کے لئے تم بھی لڑو۔ اے اللہ مین تو وہ بات نہین کہتا جو یہ لوگ کہتے ہین ان کی باتون سے مین بَری ہون پھر لڑا اور مارا گیا۔

تاریخ خمیس کی بھی روایت ملاحظہ ہو جس کی نقل یہ ہے۔

قال بعض المسلمین لیت لنا رسولاً	بعض مسلمانون نے کہا کاش کوئی پیغامبر
الی عبداللہ بن ابی فیاخذ لنا	ہمکو ملتا تو عبداللہ بن ابی کے پاس بھیجتے کہ وہ
اماناً من ابی سفیان وبعضہم جلسوا	ابوسفیان سے ہمارے لئے امان حاصل کرے
والقوا بایدیہم فقال ناس من المنافقین	اور بعضے ہاتھ پر ہاتھ ڈالے بیٹھے تھے اور منافقین

لوکان نبیّا لما قتل ارجعوا الی اخوانکم والی دینکم

کہتے تھے کہ اگر رسول اللہؐ خدا کے رسولؐ ہوتے تو مارے نجاتے اب اپنے بھائیون اور اپنے دین سابق کی طرف پھر چلو۔

اول صفحہ (۴۸۹)

اصحاب کا خبر شہادت سنکر فرار ہونا۔

پس اگر صادق الایمان ہوتے تو مطلق تردد و انتشار نکرتے بلکہ رسولؐ اللہ کی شہادت کی خبر سنکر کفار و مشرکین پر اپنا اشداء علی الکفار ہونا ثابت کرتے کیونکہ رسولؐ اللہ کی شہادت سے گویا اسلام نیست و نابود ہوا تھا۔ لازم تھا ایسے نازک وقت مین رسولؐ اللہ کے جانشین بنکر صبر و استقلال کے ساتھ۔

وجاهدوا فی الله حق جهاده۔

اور خدا کی راہ مین ایسا جہاد کرو جو حق جہاد کرنے کا ہے۔

پر عمل کرکے کفار و مشرکین کے خون کے دریا بہا کر اسلام کو قائم رکھتے سبحان اللہ کیا سچے اسلام لانے والے اور پکے ایمان والے تھے کہ خلافت حاصل کرنے کے لیئے تو رسول اللہ کی لاش بے غسل و کفن چھوڑ کر سقیفہ پہونچے اور لڑ جھگڑ کر جانشین رسولؐ بن بیٹھے۔ اور جہان اپنی جان جوکھم مین دیکھی تو ہوا ہو گئے۔

افسوس کہ جناب شمس العلماء شبلی صاحب نعمانی قضا کر گئے ورنہ مین الفاروق کی یہ عبارت ملاحظہ کراتا کہ۔

آنحضرت نے جس وقت وفات پائی مدینہ منورہ منافقون سے بھرا ہوا تھا۔ اس بات کے منتظر تھے کہ رسولؐ اللہ کا سایہ اٹھ جائے تو اسلام کو پامال کر دین اس نازک وقت مین آیا یہ ضروری تھا کہ لوگ جزع و فزع اور گریہ و زاری مین مصروف رہین۔ یا یہ کہ فوراً خلافت کا انتظام کر لیا جائے۔ اور ایک منتظمی حالت قائم ہو جائے۔

حالانکہ وقت رحلت سرور کائنات صلعم تو کچھ بھی اسلام کو خطرہ نہ تھا۔ یہ باتین محض اِن کی پردہ پوشی کی غرض سے بنائی گئی ہین۔ یہان البتہ رسول اللہ صلعم کی خبر شہادت باعث تباہی دین اسلام تھی کہ مشرکین وکفار جو اسلام کی بیخ کنی کے درپے رہتے تھے رسولؐ اللہ کی شہادت اِن کے حق مین گویا فتح تھی پس ایسے نازک وقت مین آیا یہ لازم تھا کہ حضرت عمرؓ باطمینان خاطر یہا پڑ جاگر بیٹھ جاتے۔ اور انس بن نظر کے پوچھنے پر فرماتے کہ۔

رسول اللہ نے تو وفات پائی اب لڑنے سے کیا فائدہ۔

یا تقاضائے ایمان واسلام یہ تھا کہ میدان حرب مین ثابت قدم رہکر مشرکین وکفار کا قلع وقمع کرکے جہاز اسلام کو غرق ہونے سے بچاتے۔ قصہ مختصر خدائے پاک کے نزدیک تو ایماندار وہی لوگ ہین جو اسکی راہ مین اپنی جان ومال سے جہاد کرین۔

انما المومنون الذین اٰمنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ۔ اولٰئک ھم الصّٰدقون

(سورۂ حجرات)

سوائے اِس کے نہین۔ کہ مومن وہی ہین جو ایمان لاتے ہین اللہ پر اور اُس کے رسولؐ پر پھر اس مین اُنکو شک وشبہہ نہین ہوا اور جنھون نے جانون اور مالون سے راہ خدا مین جہاد بھی کیئے وہی سچے مومن ہین۔

بعد سماعت خبر شہادت رسول امیرالمومنین وحضرت حمزہؓ کا جوش ایمان۔

چنانچہ یہ آیت جناب امیرالمومنین علیہ السلام اور حضرت حمزہؓ وحضرت انس ودیگر شہداء کے حق مین صادق آتی ہے کہ اِن کو رسول اللہ صلعم کی شہادت کی خبر کا مطلق انتشار وتردد نہوا بلکہ اِس خبر سے اُن کے ایمان کو وہ جوش ہوا کہ اِس شدت وصلابت سے لڑے کہ وہین شہید ہو گیئے جیساکہ سیرت ابن ہشام مین ہے۔

قال انتھی انس ابن النضر عم

مروی ہے کہ انس بن نضر جو انس بن مالک کے

انس بن مالك الى عمر بن الخطاب وطلحة بن عبد الله فى رجال من المهاجرين والانصار وقد القوا بايديهم فقال ما يجلسكم قالوا قتل محمد رسول الله ؐ قال فما تصنعون بالحيوة بعد قوموا فموتوا على ما مات عليه رسول الله ؐ ثم استقبل القوم فقاتل حتى قتل وبه سمى انس بن مالك ۵

چچا تھے۔ عمر بن الخطاب کے پاس پہونچے ان کے پاس طلحہ و زبیر اور بہت سے مہاجرین و انصار ہاتھ پر ہاتھ رکھے ہوے بیٹھے تھے انس نے پوچھا کہ تم لوگ یہان بیٹھے ہوے کیا کر رہے ہو انھون نے جواب دیا رسول اللہ تو قتل کر ڈالے گیے۔ انس نے کہا جب رسول مر چکے تو تم زندہ رہکر کیا کروگے اٹھو جس دین پر رسول اللہ نے انتقال فرمایا اس پر تم بھی مرجاؤ یہ کہکر انس خود کفار سے لڑے اور شہید ہوگئے اور انہین کے نام پر انس بن مالک کا نام رکھا گیا۔

قول شبلی صاحب دربارہ شجاعت حضرت علیؑ۔

اور جناب شمس العلماء شبلی نعمانی جناب امیر المومنین علیہ السلام اور حضرت حمزہ کی شدت اور صلابت کا اظہار اس طرح کرتے ہین کہ۔

حضرت علیؑ اور حضرت حمزہؓ و ابو دجانہ۔ فوجون کے دل مین گھسے اور صفین کی صفین صاف کردین حضرت حمزہؓ دو دستی تلوار مارتے جاتے تھے اور جس طرف بڑہتے تھے صفین کی صفین صاف ہوجاتی تھین۔ حضرت علیؑ و ابو دجانہ کے بے پناہ حملون سے فوج کے پاؤ اکھڑ گیے اور مطلع صاف ہوگیا لیکن ساتھ ہی مسلمانون نے لوٹ شروع کردی یہ دیکھکر تیرانداز جو پشت پر مقرر کیے گیے تھے وہ بھی غنیمت کی طرف جھکے۔ عبد اللہ بن جبیر نے بہت روکا لیکن وہ رک نہ سکے تیراندازون کی جگہ خالی دیکھکر خالد نے عقب سے حملہ کیا۔ عبد اللہ بن جبیر چند جانبازون کے ساتھ جم کر لڑے لیکن سب کے سب شہید ہوگئے۔ اب راستہ صاف تھا

خالد نے سواروں کے دستے کے ساتھ نہایت بے جگری سے حملہ کیا لوگ لوٹ میں مصروف تھے۔ اتنے میں غل مچ گیا کہ آنحضرت صلعم نے شہادت پائی۔ اس آواز سے عام بدحواسی چھا گئی۔ بڑے بڑے دلیروں کے پاؤں اکھڑ گئے اس ہلچل اور اضطراب میں اکثروں نے تو بالکل ہمت ہار دی لیکن جانبازوں کا کبھی زور نہیں چلتا تھا۔ آنحضرت صلعم کی کسی کو خبر نہ تھی۔

حضرت علیؓ تلوار چلاتے اور دشمنوں کی صفیں الٹتے جاتے تھے لیکن کعبۂ مقصود رسول اللہ صلعم کا پتہ نہ تھا۔ حضرت انسؓ کے چچا ابن نضر لڑتے لڑتے موقع سے آگے نکل گئے تو دیکھا کہ حضرت عمر نے مایوس ہو کر ہتیار پھینکدیئے۔ پوچھا یہاں بیٹھے کیا کرتے ہو بولے اب لڑ کر کیا کریں رسول اللہ نے تو شہادت پائی۔ ابن نضر نے کہا کہ ان کے بعد ہم زندہ رہکر کیا کریں گے یہ کہکر فوج میں گھس گئے اور لڑکر شہادت پائی۔ لڑائی کے بعد اُن کی نعش دیکھی گئی تو اسّی سے زیادہ تیر و تلوار اور نیزہ کے زخم تھے۔ کوئی شخص پہچان نہ سکا اُن کی بہن نے انگلی دیکھکر پہچانا۔

از سیرت النبی جلد اوّل (ص ۲۷۶)۔

حفاظ قرآن غور فرمائیں کہ قاتلوا و قتلوا کے یہ معنی ہیں۔ مجاہد اُنکو کہتے ہیں۔ خدا اور رسول پر جانثار ایسے ہوتے ہیں۔ انہیں مجاہدین کی شان میں ہے۔

جاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ اولئک ھم الصادقون ۵ — جنھوں نے جانوں اور مالوں سے راہ خدا میں جہاد کیئے وہی سچے مومن ہیں۔

اب مقام انصاف ہے کہ خدائے پاک نے ان خاصان خدا کی تعریف کی ہے اور جنّت کی بشارت دی ہے یا اصحاب ثلثہ کی۔

اگر نظر انصاف سے دیکھو تو اِن سچے اسلام لانے والوں اور پکے ایمان والوں سے تو بعض خواتین اسلام کو ایمان و عقائد میں کامل پاؤ گے۔ چنانچہ روایت ہے کہ۔

ایک عفیفہ کا اپنے باپ بھائی اور شوہر کی شہادت کے بعد انکی لاش دیکھنا

انصار مین سے ایک عفیفہ کے باپ۔ اور بھائی۔ اور شوہر۔ سب اس معرکہ مین مارے گیے تھے۔ باری باری سے تین سخت حادثون کی صدا اُس کے کانون مین پڑتی جاتی تھی لیکن وہ ہر بار صرف یہ پوچھتی تھی کہ۔ رسول اللہ صلعم کیسے ہین۔ لوگون نے کہا بخیر ہین۔ اُس نے پاس آکر چہرۂ مبارک دیکھا اور بے اختیار پکار اُٹھی کل مصیبۃ بعدک جلل ہر مصیبت بعد آپ کے عظیم ہے۔

مین بھی اور باپ بھی شوہر بھی برادر بھی فدا اے شہ دین تیرے ہوتے ہوئے کیا چیز ہین ہم

منقول ہے۔ سیرت النبی مولفہ شبلی صاحب نعمانی سے صـ(۲۸۱)

خواہر حضرت حمزہؓ کا مقتل مین آنا

اور حضرت صفیہؓ خواہر حضرت حمزہؓ کی حال مین یہ لکھا ہے کہ حضرت حمزہؓ کی بہن شکست کی خبر سنکر مدینہ سے نکلین آنحضرت صلعم نے اُن کے صاحبزادہ زبیر کو بُلاکر ارشاد فرمایا کہ حمزہؓ کی نعش دیکھنے نہ پائین۔ زبیر نے حضرت کا پیام سُنایا۔ بولین مین اپنے بھائی کا ماجرا سُن چکی ہون لیکن خدا کے راہ مین یہ کوئی بڑی قربانی نہین۔ آنحضرت صلعم نے اجازت دی۔ لاش پر گئین خون کا جوش تھا۔ عزیز بھائی کے ٹکڑے ٹکڑے پڑے ہوئے تھے لیکن۔ انا للہ وانا الیہ راجعون کہہ کر چپ ہو رہین اور دُعائے مغفرت کی۔ ایضاً صـ(۲۸۱)

یہ روایت بھی اسی مین ہے کہ۔

ایمائے رسول اللہ زنان انصار کا حضرت حمزہ پر نوحہ وبکا کرنا۔

آنحضرت مدینہ مین تشریف لائے تو تمام مدینہ ماتم کدہ تھا۔ آپ جس طرف سے گذرتے تھے گھرون سے ماتم کی آوازین آتی تھین آپ کو عبرت ہوئی کہ سب کے سب عزیز و اقارب ماتم داری کا فرض ادا کر رہے ہین۔ لیکن حمزہؓ کا کوئی نوحہ خوان نہین ہے رقت کے جوش مین آپ کی زبان سے بے اختیار نکلا کہ حمزہؓ کا کوئی رونے والا نہین ہے انصار نے یہ الفاظ سُنے تو تڑپ اُٹھے سب نے جاکر اپنی بیویون کو حکم دیا کہ دولت سرا پر جاکر حمزہؓ کا ماتم کرو۔

آنحضرت صلعم نے دیکھا تو دروازہ پر۔ پردہ نشینان انصاری کی بھیڑ تھی اور حمزہؓ کا ماتم بلند تھا اُن کے حق مین دعائے خیر کی۔ اور فرمایا مین تمھاری ہمدردی کا شکر گذار ہون۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ رسولؐ اللہ تو اپنے چچا کی موت پر گریہ و بکا فرمائین۔ اہل مدینہ کے گھرون سے ماتم کی آواز سُنکر فرمائین حمزہؓ کا کوئی رونے والا نہین انصار براہ ہمدردی اپنی عورتون کو دولتسرا پر بھیجدین۔ وہ سب حضرت حمزہؓ کا ماتم کرین۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواتین کے شکر گذار ہون۔ اور اُن کے حق مین دعائے خیر فرمائین۔ مگر آہ۔ صد حیف کہ اُمت رسولؐ مین ایک وہ لوگ بھی ہین جو سبط رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام کے مصائب عظیم پر رونا بدعت ٹھہرا کر اُسکو بند کرنے مین کوشان ہون فاعتبروا یا اولی الابصار۔

غرض جو کوئی واقعہ جنگ اُحد پر غور کرے تو اُس کو معلوم ہوگا کہ اول تو اس لڑائی مین سچے اسلام اور پکے ایمان والون کی تعداد ہی کم تھی اس پر بھی تین سو (۳۰۰) جان نثار راہ سے مفرور ہوگئے۔ اور جو باقی رہے ان مین سے بھی معدودے چند میدان حرب مین آئے اور مرنے مارنے سے جی چراتے رہے۔ حتی کہ اپنے پیغمبرؐ کو دشمنون کے پنجہ مین چھوڑ کر ہوا ہو گیے صرف طبقہ انصار ہی سے چند افراد ایسے نکلے جنھون نے جام شہادت پیکر اپنے مالک سے یہ سند حاصل کی۔

لقد تاب اللہ علی النبی	البتہ خدا نے پیغمبرؐ پر بڑا ہی فضل کیا اور (نیز) مہاجرین
والمہاجرین والانصار الذین	اور انصار پر جنھون نے تنگدستی کی وقت مین پیغمبرؐ کا ساتھ
اتبعوہ فی ساعۃ العسرۃ من بعد	دیا اور ساتھ بھی دیا تو ایسے وقت مین جبکہ انمین سے
ما کاد یزیغ قلوب فریق منھم	بعض کے دل ڈگمگا چکے تھے۔ پھر اُسی نے اِن پر بھی

ثم تاب علیھم انہ بھم رؤف رحیم ۵ پ ۱۱ س التوبہ (۹)

اپنا فضل کیا کہ ان کو اس مین شک نہین کہ خدا ان سب پر نہایت درجہ مہربان اور اون کے حال پر اپنی مہر رکھتا ہے۔

اقوال محدثین اہلسنت درباره شجاعت جناب امیرؑ

اور حیدر کرار غیر فرار کی مدح کس سے ہو سکتی ہے کہ رسولؐ خدا صلعم آپ کے نظر سے غائب ہوئے تو آپکو خیال ہوا کہ آنحضرت صلعم شہید ہو گیے اب مین زندہ رہکر کیا کرون گا۔ بہتر یہی ہے کہ یہان تک مقاتلہ کرون کہ مارا جاؤن۔ یہ سوچکر آپ نے کفار پر ایسا سخت حملہ کیا کہ سب کفار بھاگ گیے۔ اس وقت جناب رسول خدا صلعم ایک غار مین بیہوش نظر آئے آپنے آنکھ کھول کر دیکھا کہ علیؑ میرے پاس کھڑے ہوئے ہین۔ فرمایا اے علیؑ مشرکین مجھے گھیرے ہوے ہین اُنکو ہٹا دو۔ جناب شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی اس موقع پر کرار غیر فرار کی شدت وصلابت کا حال ان الفاظ مین تحریر فرماتے ہین۔

حیدر کرار۔ بشمشیر آبدار فوج فوج مشرکین را کہ مثل ثریا مجتمع بودند مانند نبات النعش پراگندہ و متفرق ساخت در حین کارزار شمشیر علیؑ بشکست رسولؐ ذوالفقار بوی ارزانی داشت۔ ہر گاہ کہ شیر بیشۂ ہیجا علیؑ مرتضیٰ بدفع مشرکین مشغول شد رسولؐ اللہ فرمود اے علیؑ می شنوی مدح خود را کہ ملک ضوان بر آسمان می گوید۔ لافتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار

یہ قول بھی انہین کا ہے کہ جب سب اصحاب فرار ہو گیے اور کرار غیر فرار جہاد مین سرگرم رہے تو جبرئیلؑ نے رسولؐ اللہ سے فرمایا کہ۔

این کمال مواسات وجوانمردی ست کہ علیؑ بدد قیام نمود۔ رسولؐ اللہ فرمود۔ جبرئیلؑ گفت من از ہر دو شما ہستم۔

اسی طرح صاحب روضۃ الصفا کا بیان ہے۔

چون مسلمانان روبہزیمت نہادند حضرت رسول اللہ صلعم درغضب شد۔ وہرگاہکہ
بعقب رفتے عرق ازجبین ہمایونش مانند درخوشاب فرود دیدے درآن حال نظر
کرد وعلیؑ را درپہلوئے خویش ایستادہ دیدند۔ فرمود اے علیؑ چون ست کہ تو بدگیران
نہ پیوستی قدوۂ اولیا جواب داد لاکفر بعد ایمان

نفظ کفر سے ثابت ہوتا ہے کہ فرار ہونے والے اسلام سے بھی خارج کئے گئے۔

پس ان اقوال سے۔

باوجودیکہ جمیع مؤرخین ومحدثین باین توضیح وتصریح۔ ابوبکر وعمر بگوشہ رفتند وعثمان
زان روز بعد سہ یوم درآمدند۔

اپنے خلفاء نامدار کا فرار ہونا قلمبند کرین۔ خدائے عزوجل اصحاب کے فرار پر اور ان الفاظ
پاک مین۔

اذ تصعدون ولا تلوون	اسوقت کو یاد کرو جبکہ تم (بدحواس) بھاگے
علی احد والرسول یدعوکم	چلے جاتے تھے اور باوجودیکہ رسول تمھارے پیچھے کھڑے
فی اخریکم	تم کو بلا رہے تھے (مگر) تم مڑکر کسی کو نہین دیکھتے تھے۔

شہادت دی۔ اس پر بھی شاہ صاحب اُن کے فرار سے انکار کرکے۔ اس۔ ارشاد سے اُنکی پردہ پوشی
کرتے ہین۔ باایں ہمہ حضرت شاہ صاحب رطب اللسان ہین۔

چون عفو ازان کبیرہ در قرآن مجید فرمود دیگر جائے طعن بر ہیچ کس نماند۔

حالانکہ حق سبحانہ تبارک وتعالیٰ نے خود اصحاب مفرورین سے یہ فرماکر

جب تم نے مال غنیمت دیکھا تو جہاد سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ بعض تو تم مین سے دنیا کے پیچھے
پڑگئے۔ اور بعض آخرت کی فکر مین۔ خدا کو تمھارا ایمان آزمانا منظور تھا مگر اس پر بھی خدا نے

درگذر کیا۔ اُن کی خطا معاف فرمائی ہے۔

خدا کا اصحاب مہاجرین کو عفو فرمانا۔

پس حق تعالیٰ کے اس عفو کا یہ مطلب ہے کہ اِس جرم کی دنیا مین سزا نہین دی۔ اِس عفو سے یہ لازم نہین آتا کہ وہ جرم فرار سے بھی بری کیے گئے۔ دیکھیے ایک حاکم عدالت کسی مجرم کو بعد ثبوت جرم سزا معاف کر دیتا ہے۔ لیکن وہ نفس جرم سے بری نہین ہوتا بلکہ رجسٹر جرائم مین اُس کا نام درج کر دیا جاتا ہے۔ اور پولس اِس کے کردار۔ رفتار۔ اعمال و افعال پر خاص نظر رکھتی ہے۔

اِسی طرح اگرچہ اصحاب بپاداش جرم فرار عذاب اُخری سے تو بچ گئے لیکن اس عفو سے داغ فرار نہین مٹا اور ہمیشہ کے لیے باقی رہا۔

وھو المطلوب کہ یہان بحث فرار سے ہے نہ کہ سزا سے۔ نیز یہ عفو مخصوص جنگ احد کے لیے ہے۔ نہ کہ دیگر غزوات سے جو اس عفو کے بعد واقع ہوئین اور وہان سے بھی فرار ہوتے رہے۔ پس اس صورت مین شاہ صاحب اس عفو کو اپنے اصحاب ممدوحین کی عیب پوشی کیلیے کہان کہان سپر بنائین گے۔

بدر مین کہ خیبر مین خندق مین کہ حُنین مین۔ بیعت الرضوان۔ صلح حدیبیہ۔ غدیر خم۔ تخلف جیش اُسامہ۔ حدیث قرطاس۔ غصب فدک و میراث۔ قصد احراق بیت اشرف بنت رسولؐ اور غصب حقوق شاہ ولایت۔ وغیرہ وغیرہ مین۔ ع

تن ہمہ داغ دارشد پنبہ کجا کجا نہم

دل مین جگر مین سینہ مین پہلو مین آنکھ مین ۔۔۔ اے عشق تیری شعلہ فشانی کہان نہین

اب جنگ خندق مین اصحاب "اشداء علی الکفار" کی شدت و صلابت کا حال سنیئے۔

غزوۂ خندق

جنگ کی بنیاد

اس جنگ کی بنیاد اس قضیہ پر ہوئی کہ بنی عامر اور بنی نظیر یہود کے دو قبیلہ تھے جو مدینہ سے کچھ فاصلہ پر رہتے تھے۔ عمر بن ضمری نے بنی عامر کے دو آدمیون کو مار ڈالا۔ چونکہ یہ دونون قبائل رسول اللہ کے ذمہ تھے۔

لہذا۔ آپ چند اصحاب کے ساتھ دونون کا خونبہا دلوانے کی غرض سے بنی نظیر کے پاس آئے اور اُن سے مدد چاہی۔ اُن لوگون نے ظاہر مین تو اپنا خلوص جتایا اور باطن مین خود رسول اللہ صلعم کی ہلاکت کا تہیہ کیا۔ جس کا علم رسول اللہ کو بہ الہام غیبی ہو گیا آپ نے اُن سے کہلا بھیجا کہ تمھاری مکاری ظاہر ہو گئی ہے۔ اب تم ہماری ولایت سے نکل جاؤ۔ یا لڑنے پر تیار رہو۔ غرض وہ لوگ جلاوطن ہو کر شام مین جہان خیبر کے یہودی جا کر آباد ہوئے تھے جا بسے اس واقعہ کا ذکر خداوند تعالیٰ نے سورۃ الحشر مین اس طرح فرمایا ہے۔

خدا نے کفار کے دلون مین دھاک ڈال دی۔

هو الذی اخرج الذین	وہ (خدا) ہی تو تھا جس نے کفار اہل کتاب کو اُنکے
کفروا من اهل الکتب من	گھرون سے نکال باہر کیا (اور یہ اُنکی تقدیر کا) پہلا حشر
دیارهم لاول الحشر ما ظننتم	(تھا) جس کیلیے نکالے گئے (مسلمانو) تمکو (تو وہم و)
ان یخرجوا وظنوا انهم	گمان (بھی) نہ تھا اور وہ (اس خیال مین مست) تھے
مانعتهم حصونهم من الله فاتهم	کہ اِن کے قلعے اِنکو خدا کی (پکڑ) سے بچا لینگے تو جدہر سے
الله من حیث لم یحتسبوا وقذف	اِن کو گمان بھی نہ تھا خدا کے لشکر نے اِنکو آلیا اور اِنکے
فی قلوبهم الرعب یخربون	دلون مین (مسلمانونکی) دہاک ڈالدی کہ لگے اپنے گھرونکو
بیوتهم بایدیهم وایدی	اپنے ہاتون اور مسلمانون کے ہاتھون اُجاڑنے تو

المومنین فاعتبروا یا اولی الابصار — اے لوگو جن کے (منہ پر آنکھین ہین (اس واقعہ سے) عبرت پکڑو۔

اِس آیۂ شریفہ کی تفسیر صاحب تفسیر حسینی نے یہ کی ہے۔

آوردہ اند کہ حضرت رسول اللہ صلعم در سال چہارم از ہجرت با جمعی از خواص اصحاب جہت دیت دو مرد عامری کہ در عہد پیغمبر بودند و عمر بن ضمری رضی اللہ عنہ ایشان را کشتہ بود۔ بمنازل بہود بنی النظیر رفت۔ در وقتیکہ نشست بدیوار خانۂ ایشان باز نہادہ بود۔ سنگے بر بام بردند تا بر آن حضرت افگنند۔

فی الحال جبرئیل امین بہتر عالم را خبر دار گردانید۔ و آنحضرت بمدینہ باز آمد کس بدایشان فرستاد کہ چون غدر شما ظاہر شد از دیار ما بیرون شوید و دہ روز ایشان را مہلت داد۔ ایشان بہ تہیۂ سفر اشتغال نمودند۔

و ابن ابی کہ پیشوائے منافقان بود کسے را پیش ایشان فرستاد کہ از دیار خود بیرون مروید و بقلاع خود متحصن باشید کہ من با دو ہزار

کس از قوم خود معاون شما ام یہود بہ سخن آن منافق مغرور شدہ باغی گشتند و خبر

منقول ہے کہ ہجرت کے چوتھے سال رسول اللہ صلعم چند اصحاب کو ہمراہ لیکر بنی نظیر یہود کے مکان پر تشریف لے گیے کہ دو شخص عامر کی جو عہد رسول مین تھے جن کو عمر بن ضمری نے مار ڈالا تھا دیت لین۔ آنحضرت صلعم جسوقت ان کے مکان کی دیوار کے نیچے بیٹھے تھے۔ وہ ایک پتھر بالا خانہ پر لے گیے کہ آپ پر گرا دین۔

حضرت جبرئیل نے آپ کو مطلع کیا۔ آپ مدینہ چلے آئے اور کسی کے ذریعہ ان کو پیغام بھیجا کہ تمھارا مگر مجھ پر کھل گیا۔ اب تم دس روز کے اندر ہمارے ملک سے نکل جاو۔ اس پر ان لوگون نے سفر کا سامان کیا۔

ابن ابی جو منافقون کا پیشوا تھا۔ اُس نے کہلا بھیجا کہ اپنے وطن سے نہ نکلو اور اپنے قلعون مین قیام کرو مین دو ہزار آدمیون کے ساتھ تمھاری مدد کرتا ہون ابی کی باتون پر یہ لوگ غرا کر کے باغی ہو گیے

آنحضرت رسیدہ باجمعی برسر ایشان رفت و پانزدہ روز ایشان را محاصرہ کرد۔ و آن منافق وعدہ وفا نکرد۔ و ایشان جلا قبول کردند۔ و بواسطہ ترس و بیمے کہ خدا اے در دل ایشان افگند و چون جلا قبول نمودند و حضرت فرمود کہ بشرط آنکہ اسلحہ خود بگذارید۔ و آن مقدار از اموال کہ دواب شما بر تواند گرفت با خود ببرید برین وجہ قرار یافت یہود از درہا و چوبہا و سنگ ہاے تراشیدہ از محل آن برکندہ باخود ببردند۔ پس ششصد شتر بار کردہ خود را برآراستند و اظہار جلادت نمودہ دف می زدند۔ و سرود گویان از بازار مدینہ گذشتند بعضی بولایت شام رفتند و جمعی بہ خیبر۔ (جلد ثانی صفحہ ۳۸۹)۔

رسول اللہ اس خبر کو سنکر چند اصحاب کو لیکر اُنکی طرف گئے۔ اور ان کو پندرہ دن تک محصور رکھا۔ آخر۔ منافق نے اپنا وعدہ پورا نہ کیا۔ اور خوف و دہشت کی وجہ سے جو خدا نے اِن کے دلون مین ڈالدیا تھا۔ جلا وطن ہونا اختیار کیا۔ رسول اللہ نے فرمایا اس شرط سے کہ سامان اسلحہ چھوڑ کر باقی مال جسقدر چوپائے اونکے لاد سکین لے جاوین۔

اس قرار داد پر اپنے محل کے دروازے اور لکڑی اور تراشی ہوے پتھر اپنے ساتھ لیے۔ یہ سامان چھ سو اونٹ پر لاد کر اپنے کو آراستہ کرکے اپنی شان و شوکت دکھاتے اور گاتے بجاتے ہوئے مدینہ کے بازار سے نکل گیے اِن مین کچھ لوگ شام کو اور کچھ خیبر کو گیے۔

اقتباس سیرۃ النبی در بارۂ واقعات جنگ

جنگ خراب (خندق) کے واقعات کا اقتباس سیرۃ النبی مولفہ شمس العلماء شبلی نعمانی سے نقل کیا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے۔

یہ تمام لڑائیان اس عام جنگ کی پیش خیمہ تھین جو تمام عرب اور یہود متفقہ قوت سے کرنا چاہتے تھے۔ اور جس کو جنگ احزاب کہتے ہین۔ ۵ھ ہجری مین بنو نظیر مدینہ سے

نکل کر خیبر پہونچے تو اُنھون نے ایک نہایت عظیم الشان سازش شروع کی۔ ان کے رؤسا مین سے سلام بن ابی الحقیق وغیرہ مکہ معظمہ گئے اور قریش سے ملکر کہا اگر ہمارا ساتھ دو تو اسلام کا استیصال کر دیا جا سکتا ہے۔ قریش اس کے لیئے ہمیشہ تیار تھے۔ قریش کو آمادہ کرکے یہ لوگ قبیلہ غطفان کے پاس گئے۔ اور ان کو لالچ دیا کہ خیبر کا نصف محاصل ان کو ہمیشہ دیا کرین گے یہ فوراً تیار ہو گیے۔ بنو اسد غطفان کے حلیف تھے غطفان نے ان کو لکھ بھیجا کہ تم بھی فوجین لے کر آؤ۔ قبیلہ بنو سلیم سے قریش کی قرابت تھی اس تعلق سے اُنھون نے بھی ساتھ دیا۔ بنو سعد کا قبیلہ یہود کا حلیف تھا اس بنا پر یہود نے ان کو بھی آمادہ کیا غرض تمام قبائل عرب سے لشکر گران تیار ہو کر مدینہ کی طرف بڑھا۔ فتح الباری مین تصریح ہے کہ ان کی تعداد چوبیس ۲۴ ہزار سے زاید تھی۔ یہ لشکر تین مستقل فوجون مین تقسیم کیا گیا۔ اور غطفان کی فوجین عتبہ بن حصین فزاری کی کمان مین تھین جو عرب کا مشہور سردار تھا بنو اسد طلحہ کی افسری مین تھے۔ اور ابو سفیان سپہ سالار کل تھا۔ آنحضرت صلعم نے یہ خبرین سُنین تو صحابہ سے مشورہ کیا۔ حضرت سلمانؓ فارسی نے رائے دی کہ کھلے میدان مین نکلکر مقابلہ کرنا مصلحت نہین ہے ایک محفوظ مقام مین لشکر جمع کیا جائے۔ اور گرد خندق کھود لی جائے۔ تمام لوگون نے اس رائے کو پسند کیا۔ اور خندق کھودنے کے لیے آلات مہیا کیے گیے۔ آنحضرت صلعم نے تین ہزار (۳۰۰۰) صحابہ کے ساتھ شہر سے باہر نکل کر خندق کی تیاری شروع کی۔ اور حدود قائم کیئے داغ بیل ڈالکر دس دس آدمیون پر دس دس گز زمین تقسیم کی۔ خندق کا عمق پانچ گز رکھا گیا۔ بیس (۲۰) دن مین تین (۳۰۰) ہزار متبرک ہاتھون سے انجام پائی۔

یاد ہوگا کہ جب مسجد نبوی بن رہی تھی تو سرور دو جہان مزدورون کی صورت مین تھے۔

آج بھی وہی عبرت انگیز منظر ہے جاڑے کی راتین ہین اور تین تین دن کا فاقہ ہے۔ مہاجرین و انصار اپنی پیٹون پر مٹی لاد لاد کر پھینکتے ہین سرور عالم بھی مٹی پھینک رہے ہین۔ شکم مبارک پر گرد اٹ گئی ہے۔ پتھر کھودتے کھودتے اتفاقاً ایک سخت چٹان آگئی کسی کی ضرب کام نہین دیتی تھی۔ رسول اللہ صلعم تشریف لائے۔ تین دن کا فاقہ تھا اور پیٹ پر پتھر بندھا ہوا تھا آپ نے دست مبارک سے پھاڑو مارا تو چٹان ایک تودۂ خاک تھی۔ سلع کی پہاڑی کو پشت پر رکھکر صف آرائی کی گئی مستورات شہر کے محفوظ قلعون مین بھیجدی گئین۔ بنو قریظہ کے یہود اب تک الگ تھے۔ لیکن۔ بنو نظیر نے ان کے ملا لینے کی کوشش کی۔ حی بن اخطب خود قریظہ کے سردار کعب بن اسد کے پاس گیا اور کہا مین فوجون کا دریا بیکران لایا ہون قریش اور تمام عرب اُمنڈ آیا ہے۔ اور ایک محمد کے خون کا پیاسا ہے یہ موقع ہاتھ سے دینے کے قابل نہین اب اسلام کا خاتمہ ہے۔ کعب ابھی راضی نہین تھا۔ اُس نے کہا مین نے محمد کو ہمیشہ صادق الوعد پایا ان سے عہد شکنی کرنا خلاف مروت ہے لیکن حی کا جا دو رائگان نہین جاسکتا تھا۔

آنحضرت صلعم کو یہ حال معلوم ہوا تو تحقیق اور اتمام حجت کے لیئے سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ کو بھیجا۔ اور فرمایا کہ اگر درحقیقت بنو قریظہ نے معاہدہ توڑ دیا ہے تو وہان سے آکر اس خبر کو مبہم لفظون مین بیان کرنا کہ لوگون مین بیدلی نہ پھیلنے پائے۔ دونون صاحبون نے بنو قریظہ کو معاہدہ یاد دلایا تو اُنھون نے کہا کہ ہم نہین جانتے کہ محمد کون ہین اور معاہدہ کیا چیز ہے۔

غرض۔ بنو قریظہ نے اس بیشمار فوج مین اور اضافہ کر دیا قریش یہود اور قبائل عرب کی چوبیس ہزار فوجین تین حصون مین تقسیم ہوکر مدینہ کے تین طرف اس زور و شور سے

حملہ آور ہوئین کہ مدینہ کی زمین دہل گئی قریبًا ایک مہینہ تک اس سختی سے محاصرہ قائم رہا اور اس قدر شدید اور پُرخطر ہو گیا تھا کہ ایکدفعہ آنحضرت صلعم نے لوگون سے خطاب کرکے فرمایا کوئی ہے جو باہر نکل کر محاصرین کی خبر لائے تین دفعہ آپ نے یہ الفاظ فرمائے۔ لیکن حضرت زبیر کے سوا اور کوئی صدا نہین آئی۔ محاصرین نے اِدہر تو خندق کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ اِدہر دوسری سمت سے اس غرض سے مدینہ پر حملہ کرنا چاہا کہ آنحضرتؐ اور صحابہ کے اہل وعیال یہین قلعون مین پناہ گزین تھے۔ محاصرین خندق کو عبور نہین کر سکتے تھے۔ اس لیے دُور سے پتھر اور تیر برساتے تھے۔ آنحضرت صلعم نے خندق مین مختلف حصون پر فوجین تقسیم کر دین تھین جو محاصرین کے حملون کا مقابلہ کرتی تھین ایک حصہ خود آپ کے اہتمام مین تھا۔

اب مشرکون کی طرف سے حملہ کا یہ انتظام کیا گیا کہ قریش کے مشہور جنرل یعنے ابوسفیان و خالد بن ولید۔ عمرو بن العاص۔ ضرارہ بن الخطاب کا ایک ایک دن مقرر ہوا ہر جنرل اپنی باری کے دن پوری فوج لیکر لڑتا تھا خندق کو عبور نہین کر سکتے تھے اس لیے باہر سے پتھر اور تیر برساتے تھے۔ چونکہ اس مین کامیابی نہین ہوئی اس لیئے قرار پایا کہ اب عام طور پر حملہ کیا جائے۔ تمام فوجین یک جا ہوئین قبائل کے تمام سردار آگے آگے تھے۔ خندق ایک جگہ سے اتفاقًا کم عریض تھی۔ یہ موقع حملہ کے لیئے انتخاب کیا گیا۔ عرب کے مشہور بہادرون یعنی ضرارہ۔ جبیرہ۔ نوفل۔ عمرو بن عبدود نے خندق کے اس کنارے سے گھوڑون کو مہمیز کیا تو اُس پار تھے۔ اِن مین سب سے زیادہ مشہور بہادر عمرو بن عبدود تھا۔ وہ ایک ہزار سوار کے برابر مانا جاتا تھا جنگ بدر مین زخمی ہو کر واپس چلا گیا تھا اور قسم کھائی تھی کہ جبتک انتقام نہ لون گا مین بانکین تیل نہ ڈالون گا۔ (انتہی۔ از صفحہ ۳۰۶ تا ۳۱۳)۔

اقتباس تاریخ روضۃ الصفا

چونکہ جناب شبلی صاحب نے بعد کے واقعات چھوڑ دئے لہذا تاریخ روضۃ الصفا سے بقدر ضرورت نقل کیے جاتے ہین مُلاحظہ ہو۔

ناقلان آثار۔ سید ابرار۔ چنین روایت	ناقلان اخبار سید ابرار بیان
کردہ اند کہ عمرو بن عبدود درمیان قبائل	کرتے ہین کہ عمرو بن عبد ود قبائل عرب مین
عرب بود بفور جرُات و کمال جلالت	بلحاظ کمال جرُات و کمال شجاعت اور
واستعمال آلات طعن وضرب در عرب	بفور سلاح حرب وضرب تمام عرب مین
مستثنیٰ وامتیاز تمام داشت۔ وفی المثل اگر	فرد اور ممتاز تھا۔ اگر رستم بھی اس سے
رستم دستان بادے بمنازعت درآمدے	لڑنے کو آتا تو پسپا ہوتا
کاربروی بزیان آمدے اگر سُہراب قدم	اگر سُہراب اس سے جنگ کرتا
درمضمار مبارزت او نہادے بیتاب	شکست اُٹھاتا۔ اس کی قوت اور
وتوان گشتے شہرت او در شجاعت بمرتبہ بود	دلیری و بہادری کی اسدرجہ شہرت
کہ دلیران عرب او را برابر ہزار مرد	تھی کہ دلیران عرب تنہا اسکو ہزار
مقاتل میدانستند ہرگاہ کہ عمرو بن عبدود	پہلوانون کے برابر سمجھتے تھے۔ پس جب اس نے
در غزاء خندق گذشتہ مبارز طلبید۔	میدان جنگ مین آکر لشکر اسلام سے اپنے
مسلمانان در باب قبائل او متامل شدند	ساتھ لڑنیوالا چاہا۔ تو سارے لشکر اسلام
وتوقف بودند حضرت از اصحاب	نے اس سے جنگ کرنے مین تامل
پرسید کہ سبب توقف و اندیشہ	و توقف کیا۔ رسول اللہ صلعم نے
چیست۔ عمر رضہ از جانب	خوف اور توقف کا سبب پوچھا
اہل اسلام زبان باعتذار کشادہ	حضرت عمر نے کل اہل اسلام کی طرف سے

معروض داشت - که یارسول اللہ نوبتے — عذر پیش کیا - یارسول اللہ ایکدفعہ

همراه طایفه از قریش که عمرو بن عبدود در آن — مین طائفہ قریش کے ساتھ مال کثیر

میان بود برسم تجارت بمالے وافر و متاعے — لیکر بغرض تجارت جانب ملک شام

متکاثر متوجه شام گشتم ناگاه قریب هزار کس — گیا تھا اس وقت عمرو بن عبدود

از قاطعان طریق از سر راه برما گرفتند — ہمارے ساتھ تھا اثناء راہ مین ایک

واهل کاروان از مال بلکه از جان خویش — مقام پر ہزار ڈاکوؤن نے ہمارے

نیز مایوس گشتند چون عمرو بن عبدود — طائفہ کو گھیر لیا - اور ہم سب نہ صرف

صورت حال را بدین منوال دید — مال بلکہ اپنی جانون سے بھی ہاتھ

شمشیر از نیام کشیده شتر بچه را — دھو بیٹھے تھے - عمرو عبدود نے ہم لوگونکا

به یکدست ربوده بجائے سپر پیش — جب یہ خوف و اضطراب دیکھا تو اپنی

روئے خود نهاده مانند پیل دمان و شیر — تلوار میان سے کھینچی اور شتر بچہ کو بجائے

ژیان بر مخالفان حمله کرد و آن جماعت — سپر ہاتھ مین لیا پھر مثل پیل دمان اور

بواسطه توجه او روئے بانهزام نهادند — شیر ژیان ان پر ایسا حملہ کیا سب کے سب

و قافله با سبب عمرو بن عبدود سلامت — بھاگ گیے - اور اسکی بدولت ہمارا

بگذشت و باجمله عمرو عبدود از خندق — قافلہ صحیح و سلامت رہا - القصہ عمرو عبدود

بگذشت قدم در میدان شجاعت — پکار رہا ہے کہ نکلو اور مجھ سے آکر لڑو مگر

نهاده مبارز خواست و لشکر اسلام که — اہل اسلام جو اُس کی بہادری اور دلیری

تا غایت تهوری و مردانگی آن ملعون را — سے اچھی طرح واقف تھے اِسکے رُعب و

میدانستند از هیبت او چنان خائف شدند — ہیبت کا ایسا اثر سارے لشکر پر پڑا

که گوے خون در بدن ایشان نماند و سرہا
در پیش افگندہ بایستادند۔ کانّما علی
رؤسہم الطیر این کلمہ ناطق باآنست کہ
در ولایت عرب کہنہ در سر شُتران بسیار
پیدا می شود۔ کُلاغ از ہوا فرود آمدہ بر
سر شُتری نشیند و آنہا را بہ منقار بر
می چیند و در ہنگام شُتر از خوف
آنکہ کُلاغ بپرد و کہنہ در سر او بماند
مطلق حرکت نمی کند و سر خود را نمی جُنباند
بالجملہ چون عمرو عبدود از اہل اسلام مبارز
خواست ہیچ کس از اہل اسلام در
برابر او نیامد۔ حضرت مقدس نبوی
فرمود کہ آیا ہیچ دوستیست کہ شر این
دشمن را از ما کفایت کند! اسد اللہ الغالب
علیؑ ابن ابی طالبؑ برخاست۔ و گفت
یا رسول اللہؐ انا ابارزہ و بروایتی
گفت انا لہ و آنحضرت در جواب
علیؑ ہیچ نہ گفت و فرمود کہ اے علیؑ
این عمرو عبدود است۔ حضرت امیرؑ گفت

کہ گویا ان کے بدن مین خون ہی نہ تھا۔
سب کے سب سر جُھکا کر کانّما علی رؤسہم
الطیر کھڑے رہے۔ عرب کا یہ ایک
مقولہ ہے کہ ملک عرب مین ایک کیڑا
جسکو کہنہ کہتے ہین اونٹ کے سر مین
پیدا ہوتا ہے۔ اور کوّے اونٹ کے
سر پر بیٹھکر اپنے چونچ سے اُس کیڑے کو
چن لیتے ہین۔ اونٹ اِس خیال و
خوف سے کہ مبادا حرکت کرنے سے کوّا
اُڑ جائے اور کیڑا سر مین رہ جائے۔ مطلق
حرکت نہین کرتا ہے اور ذرا بھی اپنا سر
نہین ہلاتا۔ آخر کار عمرو عبدود کی صدا پر
لشکر اسلام سے جب کوئی بھی اسکے مقابلہ کو
نہ نکلا تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ آیا کوئی ایسا
میرا دوست ہے جو اس شر کو مجھ سے دور کرے۔
اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالبؑ اٹھے اور
اٹھکر عرض کی یا رسول اللہؐ اس سے مین لڑونگا
اور یا یہ کہا کہ اسکے واسطے مین ہون۔ آنحضرت صلعم
نے فرمایا کہ اے علیؑ۔ یہ عمرو بن عبدود ہے آپ نے کہا

من علیؑ بن ابی طالبؑ ام۔ بار دوم عمرو
مبارز طلبید۔ علیؑ مرتضیٰ رخصت خواست
و مرخص نہ گشت۔ بار سوم عمرو گفت
آیا در میان شما ہیچ مردے نیست کہ
از برائے جنگ در میدان آید۔
ایہا الناس۔ گمان شما ست کہ کشتگان شما
در بہشت روند و کشتگان ما بجہنم شوند آیا دوست میدارد
کسی از شما کہ سفر بہشت کند یا دشمن
خود را بجہنم فرستد۔ امیر المؤمنین
باز دستور خواست تا بان شہور
در محاربہ بیاید۔
حضرت نبوی شمشیر خود کہ موسوم با
ذوالفقار بود۔ بہ علیؑ داد و زرہ خاص
در جسم او پوشانید و از جہت دفع اصابت
عین الکمال عمامہ خویش بر سرش نہاد
بعد از آن فرمود کہ اللہم اعنہ اے خدا
سزاوار پرستش یاری دہ علیؑ را
بر عمرو عبدود دست ہائے مبارک
بجانب آسمان برداشتہ۔ فرمود کہ بار خدایا

میں بھی علی بن ابی طالبؑ ہون۔ دوسری بار
پھر عمرو نے مبارز طلبی کی اور علیؑ نے پھر اجازت
چاہی۔ مگر حضرت صلعم نے پھر بھی اجازت نہ دی۔
تیسری بار عمرو عبدود نے پکار کر کہا۔ ایہا الناس
کیا تم مین کوئی ایسا مرد نہین ہے کہ میدان جنگ مین آوے
تمہارا تو گمان ہے۔ کہ تمہارے کشتے بہشت
مین جائین گے۔ اور ہمارے کشتے دوزخ مین
رہین گے۔ آیا تم مین سے کوئی بہشت کا سفر
کرنا پسند نہین کرتا۔ یا اپنے دشمن کو جہنم مین
بھیجے۔ امیر المومنینؑ نے پھر عرض کی کہ مجھے
اجازت دیجیے کہ مین ان بہا کے ساتھ جا کر لڑون۔
آخر رسول اللہ صلعم نے اجازت دی اور
امیر المومنینؑ کو خاص اپنی زرہ اپنے دست
مبارک سے پہنائی اور اپنی ذوالفقار کمر مین
باندھی۔ اصابت عین الکمال کے دفع کے لیے
اور عمامہ مبارک آپ کے سر پر رکھا اور پھر فرمایا
بار خدا ان کی مدد فرما۔ اور دونون
ہاتھ اٹھا کر بارگاہ ایزدی مین یہ
مناجات کی۔ بار الہا تو نے

عبیدہ را در روز بدر از من گرفتی و
حمزہ را در روز اُحد از من جدا ساختی
آلہی این کس علیؑ ست برادر من و
ابن عم من ابگاہ گفت افلا تذرنی
فردًا وانت خیر الوارثین یعنی
بچھوڑ تو مجھکو تنہا اور تو وارثون کا
بہتر ہے) چون سخن مصطفےؐ باین مقام
رسید مرتضیٰ علیؑ پیادہ پاروان شد
و در آن معرکہ عمرو عبدود سوار بود۔
مرتضیٰؑ سر راہ بروے گرفت و خطاب
فرمود۔ چنان مسموع من شد کہ تو پیش
از اسلام می گفتی کہ ہیچ مردے مرا سہ
چیز نخواند۔ الا یکی از ان قبول کنم۔
گفت بلے چنین است۔ علیؑ فرمود کہ
من ترا می خواہم بہ شہادت اشہد
ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدًا

عبیدہ کو جنگ بدر مین مجھ سے لے لیا۔
اور حمزہؓ کو اُحد مین مجھ سے جُدا کر دیا۔
اے میرے پروردگار یہ علیؑ ہے میرا بھائی
ہے عمرو عبدود کے مقابلہ مین تو علیؑ کی
مدد کیجیو اسکو مین تیری حفظ و امان مین
دیتا ہون۔ "فلا تذرنی فردًا وانت
خیر الوارثین" بعد ختم مناجات سرور
کائنات علیہ التحیہ والثنا۔ علیؑ پیادہ پا
روانہ ہوے۔ معرکۂ میدان مین عمرو عبدود
کو دیکھا کہ گھوڑے پر سوار ہے آپ نے
اس سے فرمایا کہ مین نے سنا ہے کہ تو پیش
اسلام سے قبل تو کہتا تھا۔ کہ جو کوئی تجھ سے
تین سوال کرے اُن مین سے تو ایک
قبول کرے گا۔ اس نے کہا۔ ہان صحیح ہے
آپ نے فرمایا کہ میرا پہلا سوال تو یہ ہے
کہ تو کلمۂ شہادتین پڑھ۔

رسول اللہ عمرو عبدود گفت اے برادر زادۂ
من چہرہ این مطلوب در حجاب توقف
و نقاب تاخیر گذار۔

عمروؓ نے کہا اے میرے برادر
زادے اِس خیال کو دل سے
دُور رکھ۔

امیر المومنینؑ گفت امرے دیگر ست۔ عمروؓ گفت آن کدام است۔ امیرؑ گفت آنکہ دست از محاربہ باز دارد کہ اگر محمد مصطفےؐ بر دشمنان غالب آید تو بشرط ایداد بجاے آوردہ دگر کار بر عکس باشد۔ بے مخاصمت و منازعت تو مقصود حاصل آید۔

عمروؓ گفت زنان قریش این سخن نہ گویند کہ من بر ایفائے نذر خود قادر گردم و دست ازان باز داشتہ روے بوطن آوردہ۔ حالا کہ عمرو بعد از فرار معرکہ پند گردہ بود کہ تا از محمدؐ انتقام نگیرد دود خن در سر خود نمالد۔

امیر المومنینؑ فرمود کہ اینجا قضیہ دیگر ست عمروؓ پرسید کہ آن کدام است۔ امیرؑ المومنینؑ فرمود از اسپ فرود آئی کہ مقاتلہ کنم۔

عمروؓ ازین سخن درخندہ شد و گفت

امیر المومنینؑ نے فرمایا۔ دوسری بات یہ ہے عمروؓ نے کہا وہ کیا ہے۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا لڑائی سے باز رہ کہ اگر محمد مصطفےؐ دشمنوں پر غالب آگئے اور بشرطیکہ تو برسر امداد رہا تو اپنی حالت پر قائم رہنے کا مختار رہے اور اگر غالب نہ آئے تو بغیر تیرے لڑے ہوئے تیرا مقصد حاصل ہے۔ عمروؓ نے کہا جب میں وطن پہنچونگا تو زنان قریش طعنہ زن ہونگی کہ باوجودیکہ عمروؓ بن عبدود اپنی نذر پوری کرنے پر قادر تھا پھر بھی جنگ سے دستکش ہو گیا حالانکہ میں نے معرکہ بدر سے فرار ہونے کے بعد منت مانی تھی کہ جبتک محمدؐ سے بدلا نہ لونگا اپنے سر میں تیل نہ ڈالونگا۔

امیر المومنینؑ نے فرمایا ایک بات اور یہ ہے۔ اس نے پوچھا وہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا گھوڑے سے اتر کر مقابلہ کر۔

عمروؓ ہنسا۔ اور کہا۔

این خصلتیست که گمان نبردم که کسی
از دلیران عرب این راز من الناس
نماید تو که صغیر هستی و هنوز ترا وقت
آن نرسید که با مردان مرد بمیدان
آئی - من یکے از آن دو شیخ قریش
یعنی ابو بکر و عمر را می خواهم و نیز
گفت که من دوست ندارم که خون
تو در دست من ریخته گردد و حالانکه
میان من و پدر تو قاعده محبت و
اساس مودت استحکام داشت -
امیرالمومنین - فرمود که اگر تو دوست
نمیدارے که خون من بر دست تو ریخته
شود - مگر من دوست می دارم که خون
تو بر دست من ریخته شود -
عمرو عبدود ازین سخن برآشفت واز
مرکب فرود آمده - اسپ خود را پے کرده
شمشیر از نیام کشیده از سر خشم و غضب
بر علیؑ حمله آورد -
امیرالمومنینؑ از برائے دفع ضرر سپر در سر کشید -

میں اس بات کا گمان بھی نہین کرتا تھا کہ
دلیران عرب سے کوئی بھی مجھ سے ایسا سوال
کرے اور تم تو ابھی بچے ہو - ابھی وہ وقت
نہین آیا کہ تم کسی مرد میدان کے مقابل
ہو - مین نے تو ان دو شیوخ ابو بکر و عمر کو
چاہا تھا اور یہ بھی کہا کہ مین تمہارے خون سے
اپنا ہاتھ رنگنا نہین چاہتا میرے اور
تمہارے والد کے درمیان محبت
اور دوستی کی بنیاد مستحکم تھی -
امیرالمومنینؑ نے فرمایا اگر تو پسند نہین
کرتا کہ میرا خون تیرے ہاتھ سے بہایا
جائے - مگر مین تو اپنے ہاتھ سے تیرا
خون بہانا مرغوب رکھتا ہون -
عمرو عبدود یہ سنکر غصہ مین گھوڑے سے
اتر آیا اور اپنے گھوڑے کے چارون پاؤن
کاٹ ڈالے - اور تلوار نیام سے نکالکر
بہت غیظ و غضب کے ساتھ علیؑ پر حملہ کیا -
امیرالمومنینؑ نے اپنے بچاؤ کیلیے سپر سر پر رکھی

وآن متہور بیباک تیغے چنان برسر حضرت امیرؑ زد کہ اگر بر کوہ خارا زدے دو نیم ساختی واز شدت ضرب شمشیر سپر شق شدہ وسر مبارک اندکے مجروح گشت۔

اِس بیباک دِلاور نے تلوار حضرت علیؑ کے سر پر لگائی کہ اگر کوہ خارا پر پڑتی تو دو ٹکڑے ہو جاتا۔ شدت ضرب شمشیر عبدود سے سپر جناب امیرؑ شق ہو گئی اور خفیف زخم سر مبارک پر پہنچا۔

الغرض حیدرؑ کرار بیک ضرب ذوالفقار بدن خبیث اورا از بار سبک گردانید وبآواز بلند تکبیر گفت آواز تکبیر بسمع شریف نبویؐ رسید۔ دانست کہ علیؑ عمرا بکشت بعد از کشتہ شدن عمرؓ ابن عبدود چند کفار مثل ضرار ابن الخطاب وجبیرہ بن ابی لہب وغیرہ بقصد جنگ آمدند۔ وہیبت علیؑ را دیدہ فرار شدند۔ چنانچہ نوفل بن عبداللہ در حین فرار اسپ وے را در خندق انداخت۔

اِسکے بعد حیدرؑ کرار نے ایک ہی ضرب ذوالفقار سے اس ملعون کے بدن نجس کو اِس کے سر کے بوجھ سے ہلکا کر دیا۔ اور بآواز بلند تکبیر کہی بعد قتل عمرو عبدود اور چند کفار مثل ضرار ابن الخطاب وغیرہ لڑنے کو آئے مگر علیؑ کو دیکھتے ہی خوف سے بھاگ گئے۔ چنانچہ نوفل بن عبداللہ کو بحالت فرار گھوڑے نے خندق مین گرا دیا۔

امیرالمومنینؑ در خندق رفت وشمشیر برمیانش زد کہ دو نیم شد۔ گویند کہ امیرالمومنینؑ سر عمرو عبدود را بریدہ و التفات بر زرہ او بغایت بیش بہا بود نکرد

امیرالمومنینؑ نے خندق ہی مین جا کر ایک وار مین کمر سے اِسکو دو ٹکڑے کر دیا۔ اور عمرو عبدود کا سر کاٹ لیا۔ اور اُسکی بیش قیمت زرہ پر جو پہنے ہوے تھا کچھ بھی التفات نفرمایا

خواہر عمرو عبدود بر سر برادر رسید۔ و جامہ
وزرہ او را بر قرار یافت گفت لا قتلہ
الا کفو کریم نہ کشتہ است اور اگر
ہمسر آنکہ کریم باشد۔

خلاصہ آنکہ امیر المومنینؑ خرمن حیات
مخالفان را باتش قہر سوختہ و رخسارۂ
فرخندہ اش مانند شمع فلک بر افروختہ
بخدمت حضرت رسالت مبادرت
نمودہ و سر عمرو عبدود را در پائے آن
سرورؐ انداخت۔ چون امیر المومنینؑ
بہ مجلس حضرت در آمد صدیق اکبر و
عمر بن الخطاب برخاستند و سر علی را
بوسہ دادند و عبد اللہ بن مسعود برخواند
کہ کفی اللہ المومنین القتال بعلیؑ و
کان اللہ قویا عزیزا۔ و رسولؐ در شان

خواہر عمرو عبدود اپنے مقتول بھائی کے
سرہانہ آئی۔ اور اُس کا جامہ و زرہ بدستور
پاکر۔ کہا کہ یہ شخص کریم کے ہاتھ سے قتل
ہوا ہے۔

الغرض امیر المومنینؑ نے مخالفون کا
خرمن حیات آتش قہر سے جلا ڈالا آپ کے
رخسار مبارک آفتاب کے مانند درخشان
ہو گیئے اور جناب رسول اللہ صلعم کی خدمت
مین حاضر ہوے اور آپ کے پائے مبارک پر
عمرو عبدود کا سر ڈال دیا جب جناب امیر المومنینؑ
مجلس رسولؐ مین تشریف لائے اُسوقت
ابو بکر اور عمر بن الخطاب اُٹھ کھڑے ہوئے
اور حضرت علیؑ کے سر کو بوسہ دینے لگے۔
عبد اللہ بن مسعود نے یہ پڑھا۔ کفی اللہ المومنین
القتال بعلی وکان اللہ قویا عزیزا اور رسول اللہ صلعم
نے اسد اللہ الغالب کی شان مین فرمایا خندق کے
دن علی ابن ابیطالبؑ کی لڑائی میری تمام امت کے
اعمال سے افضل ہے۔ جو وہ تا قیامت بجا لائے گی۔

اسد اللہ فرمود کہ مبارزۃ علی ابن
ابیطالب یوم الخندق افضل من اعمال
امتی الی یوم القیامہ۔

معزز ناظرین جنگ اُحد مین مہاجرین و انصار کی ہجرت کا حال تفصیل کے ساتھ تحریر ہو چکا ہے

کہ بجز معدودے چند سب جان نثار میدان رزم سے جناب رسول خداؐ کو تنہا چھوڑ کر اس بدحواسی سے مفرور ہوئے تھے کہ بقول شبلی صاحب بعضون نے تو مدینہ مین پہنچکر دم لیا اس لڑائی مین بھی اُن کے نفاق و شقاق کا وہی حال تھا کہ فوجون کی کثرت دیکھتے ہی ہیبت اور خوف سے اِن کے کلیجے منہ کو آگئے اور سکرات کی سی حالت طاری ہوگئی۔ خدا اور رسولؐ پر طعنہ زن ہوئے کہ ہم سے جو فتح کے وعدے کیئے تھے۔ وہ سب دُھوکہ تھے۔ انھون نے اصحاب مومنین کو بھی بہکایا کہ دشمنون کی اس بھیڑ مین ٹھہر نہ سکوگے آؤ ہمارے ساتھ نکل چلو حالانکہ جنگ اُحد مین عہد کر چکے تھے کہ آیندہ دشمن کے مقابلہ مین پیٹھ نہ پھیرین گے۔ لیکن اس عہد کو توڑ دیا۔ پیغمبرؐ خدا کے پاس آکر کہا کہ ہمارے گھر محفوظ نہین ہین ہم کو واپس جانے کی اجازت دیجیئے۔ اس لڑائی کا بھی مفصّل ذکر قرآن مجید مین اس طرح فرمایا ہے۔

اصحاب منافقین کی بدگمانیان۔

واذ یقول المنفقون والذین	اور جبکہ منافق اور وہ لوگ جنکے دلونمین (شبہات کے)
فی قلوبھم مرض ما وعدنا اللہ	روگ تھے (بے اختیار) بول اٹھے کہ خدا اور اُس کے
ورسولہ الا غرورًا ۔ واذ قالت	رسولؐ نے جو ہم سے وعدہ کیا تھا۔ بس نرا دھوکا ہی
طائفۃ منھم یا اھل یثرب	(دہوکا) تھا اور جب اُن مین سے ایک گروہ کہنے لگا
لا مقام لکم فارجعوا و	کہ مدینہ کے لوگو تم سے (اس جگہ دشمن کے مقابلہ مین)
یستاذن فریق منھم النبی	نہین ٹھہرا جائیگا پس تو اسبہتر ہے کہ لوٹ چلو اور
یقولون ان بیوتنا عورۃ ط	اِن مین کچھ لوگ لگے پیغمبرؐ سے (گھر لوٹ جانیکی)
وما ھی بعورۃ ان یریدون	اجازت مانگنے (اور) کہنے لگے کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہین
الا فرارًا ۔ ولو دخلت	حالانکہ وہ غیر محفوظ نہین (بلکہ) انکا ارادہ تو

عليهم من اقطارها ثم	بھاگنے ہی کا ہے اور اگر (ایسے ہی) لشکر مدینہ نے
سئلوا الفتنة لاتوها وما	اطراف (وجوانب سے) اِن پر آگھسین اور اِن سے فساد
تلبثوا بها الا يسيرا ۝	(برپا کرنے) کو کہا جاے تو (یہ بے تامل) فساد برپا کردین
ولقد كانوا عاهدوا الله	اور اپنے گھرون مین کچھ یو ہین سا توقف کرین جانکہ
من قبل لا يولون الادبار	(یہی لوگ اس سے) پہلے خدا سے عہد کر چکے تھے
وكان عهد الله	کہ ہم (دشمن کے مقابلہ مین) پیٹھ نہ پھیرین گے اور
مسئولا قل لن ينفعكم	(اِن لوگون نے جو) خدا کے (ساتھ) عہد (کیا تھا اس)
الفرار ان فررتم من	کی (تو اِن سے) باز پرس ہوکر رہیگی۔ (اے پیغمبر تم
الموت او القتل و	ان لوگون سے) کہو اگر موت یا (قتل کے خوف سے) بھاگتے
اذا لا تمتعون الا قليلا	ہو تو بھاگنا تم کو ہرگز (کچھ بھی) فائدہ نہین دیگا اور اگر
قل من ذا الذى يعصمكم	بھاگ کر بچ بھی گئے تو بس یہی نا کہ (دُنیا مین)
من الله ان اراد بكم	چند روز (اور) ہین بس آگے (اے پیغمبر اِن لوگون سے کہو)
سوءا او اراد بكم رحمة	کہ اگر خدا تمھارے ساتھ برائی (کرنی) چاہے تو کون ایسا
ولا يجدون لهم من	(سورما) ہے جو تم کو اُس (کی پکڑ) سے بچا سکے یا تم پر
دون الله وليا ولا نصيرا ۝	(اپنا) فضل کرنا چاہے (تو کون اُسکو روک سکتا ہے) اور
	خدا کے سوا نہ تو (کسی کو) اپنا حامی پائینگے۔ اور نہ
پ - س	
ع	(کسی کو اپنا) مددگار۔

آیہ کریمہ اصحاب مومنین کی تعریف مین

اگرچہ منافقون نے بہت بہکایا مگر مومنین پر جادو نہ چلا۔ بلکہ افواج مخالفین کو دیکھکر خدا و رسول کے وعدہ پر جو یقین تھا کہ اس سے اُن کا ایمان دونا ہو گیا جیسا کہ اللہ جلشانہ

فرماتا ہے۔

ولما رای المومنون	اور جب سچے مسلمانون نے دشمنون کے گروہ کو
الاحزاب قالوا ھذا ما	دیکھا تو بول اُٹھے کہ یہ تو وہی (موقع) ہے جو خدا اور
وعدنا اللہ و رسولہ و	اُسکے رسول نے ہمین پہلے سے بتا رکھا تھا اور اللہ اور اُسکے
صدق اللہ و رسولہ وما زادھم	رسول نے سچ فرمایا تھا اور اس (موقع کے پیش آنے) سے لوگونکا
الا ایمانا وتسلیما۔ من	ایمان اور شیوہ فرمانبرداری اور بھی زیادہ ہو گیا (انھین)
المومنین رجال صدقوا	مسلمانون مین کچھ لوگ تو ایسے ہین کہ جنکے ساتھ جو اُنھون نے
ما عاھدوا اللہ علیہ فمنھم	(جان نثاری) کا عہد کیا تھا اُنمین سے اُترے سو (بعض تو)
من قضی نحبہ ومنھم من	اِن مین سے ایسے تھے جو اپنی منت پوری کر گئے (یعنی شہید ہوئے)
ینتظر وما بدلوا تبدیلا	اور (بعض) اُنمین سے ایسے ہین جو (شہادت کے) منتظر ہین اور انھون نے
لیجزی اللہ الصٰدقین بصدقھم	(اپنی بات مین) ذرا سا بھی تو رد و بدل نہین کیا۔ الغرض
ویعذب المنٰفقین ان شاء او یتوب	یہ لڑائی اسلیے پیش آئی (کہ خدا اسسے) مسلمانون کو اُنکے سچ کا عوض
علیھم ان اللہ کان غفورا	دے اور منافقونکو چاہے سزا دے یا (چاہے) اُنکو توبہ کی توفیق
رحیما ۝	دے اور وہ توبہ کرین (اور خدا اُنکی) توبہ قبول کرے
(سورہ احزاب)	بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ

سورۂ بقر مین یہ آیت گذر چکی ہے۔

ام حسبتم ان تدخلوا	جسکا خلاصہ مطلب یہ ہے۔ کہ کافر تمھارا
الجنۃ ولما یاتکم مثل	تر غمہ کرین گے اور تمکو چار و ناچار اِن سے

الذین خلوا من قبلکم مستتهم البأساء والضراء	لڑنا پڑے گا اور لڑائی کی تکلیفین اور مصیبتین
وزلزلوا حتی یقول الرسول والذین امنوا	جھیلنی ہونگی مگر آخر کار خدا تم کو
معہ متی نصر اللہ الا ان نصر اللہ قریب	فتح دے گا۔

تو جنگ احزاب مین جو صورت پیش آئی سچے مسلمان سمجھے کہ یہ وہی موقع ہے جس کیلیے خدا نے ہم کو پہلے سے آمادہ رہنے کے لیے ارشاد فرمایا تھا۔ (دیکھو ترجمہ مولوی نذیر احمد صاحب)

اصحاب پر عمرو عبدود کی ہیبت

خدائے عزوجل نے جس فتح کا وعدہ مومنین سے فرمایا تھا اب اُس کا حال سُنیے کہ جب عمرو عبدود نے خندق کے پار قدم رکھکر پکارا کہ لڑنے کو نکلو تو اسکی آواز سُنتے ہی مہاجر و انصار ایسے خائف ہوئے گویا تنون مین جان ہی نہ تھی جس پر یہ آیہ کریمہ۔

اشحة علیکم فاذا جاء	تو لے پیغمبر جب (کوئی) خوف (کا موقع) پیش آئے
الخوف رأیتهم ینظرون	تو ان کو دیکھتے ہو کہ (مایوسانہ) تم کو دیکھتے ہین
الیاك تدور اعینهم کالذی یغشی	ان کی آنکھین ہین کہ چاروں طرف گھومی
علیه من الموت فاذا ذهب	چلی جاتی ہین جیسے کسی پر (سکرات) موت کی
الخوف سلقوکم بالسنة	بیہوشی (طاری) ہو پھر جب خوف دور
حداد اشحة علی الخیر اولئك	ہو جاتا ہے اور مسلمانون کی فتح ہو جاتی ہے
لم یؤمنوا فاحبط الله اعمالهم و	تو مال (غنیمت) پر گرے پڑتے (اور) دل
کان ذلك علی الله یسیرا ۵	خراش باتین کرکے تیز طعنہ مارتے ہین۔

شاہد ہے۔

حضرت عمرؓ کو عمرو عبدود کی ہیبت کا حال بیان کرنا

عمرو عبدود کے رعب اور دہشت کا اثر سب سے زیادہ تر حضرت عمر پر ہوا کہ جب رسول اللہ صلعم نے اصحاب سے پوچھا کہ اس توقف و تامل کا کیا سبب ہے تو حضرت عمر نے عرض کیا۔

یارسولؐ اللہ یہ عمرو بن عبدود ہے جو شجاعان عرب مین اپنا ثانی نہین رکھتا یہ وہ بہادر ہے کہ ایک دفعہ ہمارا قافلہ مال لیکر شام کی جانب گیا تھا ہمارے ساتھ عمرو عبدود تھا۔ اثنائے راہ مین ایک منزل پر ہمارے قافلہ کو ہزار ڈاکوؤن نے گھیر لیا ہم سب نے نہ صرف مال بلکہ جان سے بھی ہاتھ دھوئے۔ عمرو عبدود نے ہم سب کا یہ خوف و اضطراب دیکھ کر فوراً نیام سے تلوار کھینچی اور ایک شتر بچہ کو بجائے سپر ہاتھ مین لیکر مانند شیر ژیان ڈاکوؤن پر ایسا حملہ کیا کہ سب فرار ہوگیے اور قافلہ اُس کی طرف سے سلامت رہا۔

جناب امیرؑ کا اونے کی اجازت مانگنا اور رسولؐ اللہ کا دعا فرمانا۔

جب حضرت عمر اِسکی شجاعت کا ذکر کر چکے تو شاہ ذوالفقار حیدرؑ کرار اسد اللہ الغالب علیؑ ابن ابیطالب علیہ السلام نے رسول اللہ صلعم سے اجازت چاہی لیکن اجازت نہ ملی وہ دوبارا پکارا رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ آیا میرا کوئی دوست ہے کہ اِس دشمن کے شر سے ہمکو بچائے اس پر بھی بجز نفس رسولؐ کوئی نہ اُٹھا۔ اور اب بھی آپ نے اجازت ندی تیسرے بار اُس نے یہ کہا کہ "تمھارا گمان ہے کہ تمھارے کشتہ بہشت مین جائین گے اور ہمارے دوزخ مین پھر کیا تم مین کسی کو اشتیاق جنت مین جانے کا اور ہم کو دوزخ مین بھیجنے کا نہین ہے"۔ اس کا جواب بھی بجز نفس رسولؐ کسی نے ندیا۔ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے علیؑ یہ عمرو بن عبدود ہے۔ جناب امیر علیہ السلام نے عرض کی یارسولؐ اللہ مین بھی علی ہون۔ آخر کار رسول اللہ صلعم نے اجازت دی۔ دست مبارک سے اپنی زرہ پہنائی۔ سر پر عمامہ مبارک باندھا اپنی ذوالفقار عنایت کی اور دونون ہاتھ اُٹھاکر بارگاہ کبریا مین نہایت عجز و انحاح سے یہ دعا کی۔

زبیچارگی شاہ یزدان پرست — بیارید و بگرفت دستش بدست
بچشمے بروئے علیؑ بنگریست — بچشمے بسوئے سپہر گریست
رُخ ماہ را کرد انجم نگار — بنالید بس پیش پروردگار
کہ اے آفرینندۂ نہ سپہر — فروزندۂ مشعل ماہ و مہر

الٰہی علیؑ بندۂ خاص تست
بایمان کامل بصدق درست

بحکمت شب و روز بستہ کمر
فدا کرد در راہ تو جان و سر

نہ پیچید ہرگز عنان از عدو
نہ دیدہ عدو پشت شمشیر او

بہ ہر رزم چندان فشردست پائے
کہ بیجان شدہ خصم و بے خصم جائے

نہ گرداند رو از صف کارزار
اگر بود دیگر دو دہ ہزار

علیؑ آنچہ کردہ است در راہ دین
تو دانی و بس اے جہان آفرین

دگر ہیچکس نیست چون او مرا
ترا پشت دین است بازو مرا

کنون در دم اژدہائے ردد
ببین بر دل من چہا می رود

گرفتی ز من حمزہ را در احد
عبیدہ بہ بدر اندر آن کشتہ شد

ندارم کنون جز علیؑ مہربان
مکن بیکسم اے کس بیکسان

ز من قوت بازوئے من مگیر
مکن دین اسلام را بے ظہیر

نگہ دارش از شر این اہرمن
ظفر بخش بر دشمن خویشتن

ایہا المومنون غور کرو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس آہ و زاری و بیقراری سے بارگاہ ایزدی مین عرض کرتے ہین کہ بارخدایا تو نے مجھ سے حمزہؓ کو اُحد مین اور عبیدہ کو بدر مین لے لیا اب بجز علیؑ کے کوئی جان نثار نہین ہے۔ خداوندا علیؑ تیرا بندہ ہے جو ایمان و اعتقاد مین کامل ہے۔ ہر وقت تیری اطاعت مین کمربستہ رہتا ہے۔ اس نے صف جنگ مین تیرے دشمنون سے ایک ہو یا ہزار کبھی منہ نہین موڑا میدان جنگ سے کبھی اپنی پشت نہین پھیری۔ ہر لڑائی مین دشمنون کی صفین صاف کین اُس نے تیرے دین کے پیچھے جو سختیان اُٹھائین اور جو مصیبتین جھیلین ان کو تو ہی خوب جانتا ہے۔ خداوندا علیؑ کے سوا کوئی بھی میرا معین و مددگار نہین ہے۔ وہ تیرے دین کا پشت و پناہ اور میرا قوت بازو ہے۔ بارالہا علیؑ اژدہے کے منہ مین جا رہا ہے۔ میرے دل کا جو حال اسوقت ہے وہ تجھپر خوب روشن ہے۔ اے میرے پروردگار مجھے بیکس نہ کیجیو اور میرے قوت بازو کو مجھ سے جدا اور دین اسلام کو بے مونس و غمگسار نہ کیجیو۔

ربّ لا تذرنی فردا وانت خیر الوارثین۔

میرے پروردگار مجھے تنہا نہ چھوڑ اور تو سب وارثوں سے بہتر ہے۔

حدیث جناب امیرؑ کی فضیلت مین

اسلام کے لیے یہ ایک بہت ہی نازک وقت تھا۔ کیونکہ کفار و مشرکین اسلام پر غالب تھے اور رات دن اسلام کی بیخکنی کی فکر کیا کرتے تھے۔ مکّہ انہین کے قبضہ مین تھا۔

پس جب قاتل المشرکین یعسوب الدین امیر المومنین علیؑ ابن ابیطالب علیہ السلام ائس دیو پیلتن کے مقابل ہوئے تو آنحضرت صلعم نے فرمایا۔

قد برز الایمان کلّہ الی الکفر کلّہ۔ یعنی سارا ایمان اور سارا کفر کا مقابلہ ہے۔

اگر کہین وہ دشمن خدا غالب آجاتا تو اسلام نیست و نابود ہو جاتا۔ اور مہاجرین و انصار کا جو اپنی شجاعت اور بہادری کی لن ترانیان کیا کرتے تھے پتا بھی نہ لگتا۔

الغرض وہ دیو اور نبرد آزما بڑے جوش و خروش اور غیض و غضب کے ساتھ گھوڑے سے اترا۔ پہلے اپنے گھوڑے کی کوچین کاٹین۔ پھر تلوار نیام سے کھینچ کر شیر خدا کی طرف شیر خدا شاہ لافتی کے سامنے آیا اور کفر و ایمان مین اس طرح جدال و قتال چھڑی۔

میان شہ دین و آن تیز چنگ — چنین بود از چاشت تا نیم سنگ
زبا رید تیغ کین منصل — زمین گشت از آب شمشیر گل
چنین آن دو حارب ہر آن چو سیب — زہم رد نمودند بستاد ضرب
چو شہ دید پرخاش مردان کین — دل شہ بجوش آمد از درد دین
شجاع غضنفر وصیّ نبیؐ — نہنگ یم قدرت حق علیؑ
چنان دید بر روے دشمن ز خشم — کہ شد ساختہ کار شہ از پیشم
برافراخت پس دست خیبر گشائے — پی سر بریدن بیفشرد پائے
چو شہ کرد شمشیر بازو بلند — سر خصم بیتاب شد چون سپند
بنام خدائے جہان آفرین — بینداخت شمشیر کین شاہ دین

غضنفر بزد تیغ برگردنش — دراُفتاد رو از پائے بے سرتنش
دم تیغ برگردنش تا رسید — سر عمرو صد گام از تن پرید
بغلطید بر خاک آن زندہ پیل — بزد بوسہ بر دست شہ جبرئیلؑ
برو آفرین کرد یزدان پاک — ملک از فلک گفت روحی فداک
ببالید کفر و ببالید دین — جہان گشت پاک از ملوث زمین
ز شادی مقیمان ارض و سما — فگندند و ستارہا پر ہوا
بگنجید جبرئیل آندم بہ پوست — عجب شادیہا داد این فتح دوست
ملائک ہمہ چہرہ افروختند — شیاطین سراپا ز غم سوختند

اللّٰھم صل علی محمد و آل محمد

فوج مشرکین کا فرار

بعد قتل عمر و عبدود حیدر صفدر نے بآواز بلند اللہ اکبر کا نعرہ مارا جناب رسول خدا صلعم نے تکبیر کی آواز سنتے ہی سجدۂ شکر کیا۔ عمرو کے ساتھ جو بعض کفار مثل ضرار و نوفل وغیرہ آئے تھے وہ صف غام الٰہی کی طرف حملہ آور ہوئے۔ مگر ہیبت اسد اللہی سے بھاگ گیے۔ نوفل نے خندق مین پناہ لی تھی مگر اس مردود کو شیر خدا نے خندق مین جا کر دو ٹکڑے کیا۔

خدا کا مومنین کی امداد فرمانا اور اسلام کی فتح

اللہ جلشانہ نے مومنین سے فتح کا وعدہ کیا تھا وہ اس طرح پورا ہوا کہ ادہر تو قاتل المشرکین یعسوب الدین اسد اللہ الغالب علیؑ ابن ابیطالبؑ نے عمرو بن عبدود کو قتل کر کے گلشن اسلام کو باد خزان سے بچایا اُدہر خدائے عزوجل نے آپ کی امداد فرمائی یعنی ملائکہ کا لشکر بھیجا تو مشرکین سے لڑے جن کو کوئی دیکھ نہ سکا۔ کفار کے لشکر مین پھوٹ ڈالدی ہر قبیلہ دوسرے سے غیر مطمئن ہو گیا۔ ایک آندھی ان پر بھیجی جو بہت سرد اور سخت تھی جس سے ان کے سب خیمہ اُکھڑ گئے طنابین ٹوٹ گئین دیگین اوندھی ہو گئین۔ گھوڑے بھاگ گئے۔ آنکھون مین کوڑے پڑ گئے اور آگ بجھ گئی۔ ہر طرف سے فرشتون کی تکبیرون کی آواز آنے لگی۔ کفار کے دل خوف سے دہل گئے۔ آخر سب کے قدم اُکھڑ گئے۔ ابوسفیان گھبرا کر اپنے اونٹ پر بدحواسی مین سوار ہو کر بھاگا اور اُس کے ساتھ سب کے سب چلتے ہوئے۔ اور اہل اسلام کی فتح ہوئی۔ چنانچہ مومنین سے امتنانًا فرماتا ہے۔

یاایھاالذین اٰمنوا اذکروا	مسلمانون خدا کے اس احسان کو یاد کرو جو
نعمۃ اللہ علیکم اذ جاءتکم	اس نے تم پر کیا تھا جبکہ تم پر لشکر کے (لشکر) آچڑھے
جنودٌ فارسلنا علیھم ریحا	تو ہم نے ان پر آندھی بھیجی اور (آندھی کے
وّجنودًا لم تروھا وکان اللہ	علاوہ فرشتون کی) فوج جو تمکو دکھائی نہین
بما تعملون بصیرا اذ جاءوکم	دیتی تھی اور (اس وقت جنگ کی) جو (تدبیرین)
من فوقکم ومن اسفل منکم	تم لوگ کر رہے تھے اللہ (اسکو بھی) دیکھ رہا تھا
واذ زاغت الابصار وبلغت	جسوقت کہ (دشمن) تمپر تمھارے اوپر بھی اُترے
القلوب الحناجر وتظنون	اور تمھارے نیچے کی طرف سے بھی اور (مارے
باللہ الظنونا ھنالک	خوف کے تمھاری) آنکھین پھری (کی پھری) رہ گئی
ابتلی المومنون وزلزلوا	تھین اور کلیجے منہ کو آگئے تھے اور خدا کی نسبت
زلزالا شدیدا	تم لوگ طرح طرح کے گمان کرنے لگے اس موقع پر
پ - س	مسلمانون (کے استقلال) کی آزمائش کی گئی اور
ع	خوب ہی جھڑ جھڑا دئے گئے۔

قرآن مجید مین مطبوعہ میرٹھ ان آیات پاک کی جو تفسیر درج ہے اُس کا خلاصہ یہ ہے۔

ہجرت سے چوتھے برس لڑائی واقع ہوئی۔ مُنافق باتین بولنے لگے اور مومنین ثابت رہے اور آنکھین دکھنے لگین۔ تیور بدلنے لگے دوستی جتانے والے آنکھین چُرانے لگے۔ اور دل ڈر سے دھڑکنے لگے اور گلے تک پہونچے۔ اور انکلین کرنے لگے۔ مسلمانون نے سمجھا کہ اب کے بہت سخت آزمائش ہوئی اب کے بار نہ بچین گے مسلمانون کو چاہیئے کہ بے ایمانی کی باتین نہ بولین۔ یہ خطاب اُن لوگون سے ہے جنھون نے جنگ اُحد کے بعد اقرار کیا تھا کہ پھر ہم

تفسیر کہ یہ آیت جنگ احد سے فرار کرنے والون کے حق مین ہے۔

ایسی حرکت نہ کرین گے یہ لوگ بُرے وقت مین رفاقت سے جی چراتے تھے۔ اور ڈر کے مارے جان نکلتی تھی اور فتح کے بعد مردانگی جتلاتے تھے۔

بھائیو۔ اس آیہ وافی ہدایہ کے ان الفاظ پر غور کرو کہ خدائے عزوجل صاف الفاظ مین فرماتا ہے کہ۔

"جسوقت دشمن تمپر ٹوٹ پڑے تو مارے خوف کے تمھاری آنکھین پھری کی پھری رہ گئین اور کلیجے منہ کو آگئے تھے"

کیا اس خطاب مین وہ لوگ داخل نہین ہین کہ جب عمرو بن عبدود نے مسلمانون پر یہ طعن کی۔

گمان شما ان ست کہ گشتگان شما در بہشت روند و کشتگان ما بجہنم آیا دوست نمی دارد کسی

از شما کہ سفر بہشت کند یا دشمن خدا را بجہنم فرستد"

تو مسلمانون کی طرف سے ایک صاحب مقدمۃ الجیش بن کر رسول اللہ صلعم سے اس کی شجاعت وبہادری کی حکایت بیان کرکے خایف ہوجائین کیا وہ خدا کی اس شہادت سے کہ مارے خوف کے تمھارے کلیجے منہ کو آئین گے، خارج ہین۔

اس آیت مین اللہ جل شانہٗ یہ بھی ارشاد فرماتا ہے کہ اس موقع پر مومنین کے استقلال کی آزمائش کی گئی، اب کوئی انصاف کرے کہ خدائے پاک کے امتحان مین جو لوگ پورے نکلے وہ چار یا دس وہی مخصوص مومنین ہین جو کہ اپنے پیغمبر کے سینہ سپر رہے جن کے سردار وصی احمد مختار حیدر کرار علیہ السلام تھے یا وہ سب مومنین ہین جو کہ فتح پاکر خندان وشادان جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ اور عمرو بن عبدود کا سر قدم مبارک پر ڈالدیا۔ حضرت ابوبکر و عمر نے آپ کی پیشانی کا بوسہ لیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے یہ آیت پڑھی۔

جناب امیر کا آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہونا اور آپکی منزلت مین حدیث

کفی اللہ المومنین القتال — یعنی خدا نے اپنی مہربانی سے مومنین کو

بعلی وکان اللہ قویا عزیزا — لڑنیکی نوبت نہ آنے دی علیؑ کے سبب سے اور تھا اللہ قوی اور عزیز۔

اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا۔

قال حذیفۃ لما دعا عمرو — حذیفہ نے کہا کہ جب عمرو نے مبارز
الی مبارزتہ اجمع المسلمون — طلب کیا تو تمام مسلمانون نے اوس سے
عنہ کافۃ ما خلا علیا فانہ برز — اعراض کیا سوائے علیؑ کے پس بیشک
الیہ فقتلہ علی یدیہ والذی — وہ اوس کے مقابلہ کو نکلے اور اوسے
نفس حذیفۃ بیدہ لعملہ — اپنے ہاتھون سے قتل کیا قسم ہے اوسکی
فی ذلک الیوم اعظم اجرا من — جس کے قبضہ مین حذیفہ کی جان ہے اوس
عمل اصحاب محمد الی یوم القیمۃ — دن کا عمل علیؑ زیادہ عظیم تھا از روی اجر
وکان الفتح فی ذلک الیوم — کے عمل اصحاب محمدؐ سے تا بروز قیامت
علی ید علی علیہ السلام — فتح علی علیہ السلام کے ہاتھ اس
وقال النبی صلعم لضربۃ — روز پر ہوئے اور رسول خدا صلعم
علی خیر من عبادۃ الثقلین — نے فرمایا کہ ہر آئینہ ضربت علی کی بہتر ہے
از مجمع البحرین ص۳۵۹ — عبادت جن وانس سے۔

سیرۃ المحمد صفحہ ۱۸۱ مین اس حدیث کے یہ الفاظ بھی ہین۔

اذ جاء فی بعض الروایات — بعض روایات مین آیا ہے کہ بتحقیق
ان علیا لما بارز عمرو وقال — جب علیؑ نے مقابلہ عمرو کا کیا تو
رسول اللہ الیوم برز الایمان — رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل ایمان

کلہ للشرک کلہ کذا فی حیوٰۃ الحیوان کل شرک کے مقابلہ کے لیے نکلا۔

الکبری۔

ان احادیث کے مفہوم کو جناب میر انیس اعلی اللہ مقامہ نے کیا خوب نظم کیا ہے اسکی نقل یہ ہے۔

خندق کی و غا عمرو سیہ کار کی وہ دھوم تھرّاتا تھا تلوار سے جسکی عرب و رُوم

رَد کر کے جو حربون کو بڑھا خاصۂ قیوم جھپٹا اسد آھو پہ ہُوا سب کو یہ معلوم

ایک ضرب مین نے گر نہ مغفر تھا نہ سر تھا

خندق کے اُدھر لاش سر نخس اِدھر تھا

جس وقت ظفر یاب ہوئے حیدر کرار ایک ہاتھ مین سر عمرو کا تھا ایک مین تلوار

فرمایا نبیؐ نے یہ بہ اعلان و بہ تکرار افضل ہے دو عالم کی عبادت سے یہ اک وار

سر فتح کا تھا پاؤن پہ خالق کے ولی کے

جبرئیل امین چوم تے تھے ہاتھ علی کے

اللھم صل علی محمد و آل محمد

یا اس سے مراد حضرت عمر اشداء علی الکفار ہین جنکی شجاعت پر جناب شبلی صاحب یہ روایت تحریر فرماتے ہین کہ۔

روایات درباره جبن حضرت عمر

بعد قتل عمرو عبد ود۔ ضرار اور جبیرہ نے حملہ کیا لیکن جب ذو الفقار کا ہاتھ بڑھا تو پیچھے ہٹنا پڑا۔

حضرت عمر فاروق نے ضرار کا تعاقب کیا۔ ضرار نے مُڑکر برچھی کا وار کرنا چاہا لیکن رُوک لیا۔

اور کہا عمر اس احسان کو یاد رکھنا۔

مطلب یہ کہ تم مجھے کیا ہلاک کرتے مگر تم میرے پنجہ مین پھنسے ہو اِس پر بھی مین تم کو چھوڑتا ہون

یہ واقعہ دیگر کتب مین بھی ہے۔ جیساکہ روضۃ الاحباب صفحہ (۳۲۶) مین ہے۔

بعد از کشتہ شدن عمرو عبدود۔ ضرار ابن
الخطاب و بصیرہ بن ابی وہب۔ حملہ بر
علیؑ کردند۔ علیؑ نیز متوجہ ایشان شد چشم
ضرار کہ بر روئے علیؑ افتاد۔ روبگریز نہاد۔
زبیر بن العوام و عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
حملہ آوردند بر بقیہ اصحاب عمرو عبدود
ضرار می گریخت و عمر از عقب وے
می رفت۔ ضرار بازگشت و نیزہ بر عمر
رسانید۔ بعد از آن نیزہ را باز گرفت
و گفت اے عمر این نعمت مشکورہ است
کہ بر تو ثابت کردم یاد میدار۔

بعد قتل عمرو عبدود ضرار ابن الخطاب
اور بصیرہ بن ابی وہب۔ نے حضرت علیؑ پر
حملہ کیا۔ حضرت بھی ان کی طرف متوجہ ہوئے
ضرار حضرت علیؑ کا چہرہ دیکھتے ہی بھاگا زبیر
اور حضرت عمر نے باقی اصحاب
عمرو عبدود پر حملہ کیا۔ حضرت عمر نے
ضرار کا جو بھاگ رہا تھا تعاقب کیا
ضرار عمر کی طرف پلٹا اور اپنا نیزہ حضرت عمر
کے جسم سے چھلا کر کھینچ لیا اور کہا اے عمر
اس میری نعمت کا شکر کر اور ہمیشہ اسکو
یاد رکھ۔

یہی روایت تاریخ خمیس صفحہ (۴۲۷) میں بھی ہے۔ اس کی نقل یہ ہے۔

لما حمل ضرار بن الخطاب
وھبیرۃ بن ابی وھب علی
علیؑ وھو اقبل الیھما فامّا
ضرار فلما نظر الی وجہ
علیؑ ولی ھاربًا وبعد ذلک
سُئِل عن سبب فرارہ قال خیل الی
ان الموت یریني صورتہ وامّا ھبیرۃ

یعنی ضرار ابن الخطاب و بصیرہ بن ابی
وہب نے علی ابن ابی طالبؑ پر حملہ کیا
اور علیؑ ابن ابیطالبؑ ان دونوں کی طرف
متوجہ ہوئے مگر ضرار نے جب علیؑ کی صورت
دیکھی تو وہ بھاگ نکلا جب اس سے بھاگنے کا
سبب پوچھا تو بیان کیا کہ مجھے ایسا معلوم ہوا
کہ موت میرے سر پر کھڑی ہے۔ جبیرہ نے

فثبت فی مقاتلته حتی اصابه اثر السیف فعند ذلك القی درعه وهرب وفی روایة حمل الزبیر بن العوام وعمر بن الخطاب بعد قتل علیؑ عمرا علی بقیة اصحاب عمرو وقد کان ضرار بن الخطاب یفرّ وعمر بن الخطاب یشتد فی اثره فکر ضرار راجعا وحمل علیؑ عمر بالرمح لیطعنه ثم امسك وقال یا عمر هذه نعمة مشکورة ابتها علیك ویدلی عندك غیر مجزی بها فاحفظها۔

ثبات قدم اختیار کیا تھا مگر تلوار کی آنچ لگتے ہی زرہ کو چھوڑ کر بھاگا۔ دوسری روایت مین یہ ہے کہ زبیر بن العوام وعمر بن الخطاب نے (بعد اسکے کہ حضرت علیؑ عمرو عبدود کو قتل کر چکے) بقیہ اصحاب عمرو پر حملہ کیا ضرار بن الخطاب بھاگا جاتا تھا۔ اور حضرت عمر اس بھاگتے ہوئے کا تعاقب بڑی زور سے کر رہے تھے ایک مرتبہ ضرار نے پلٹ کر نیزہ کو حضرت عمر کی جانب سیدھا کر کے ہاتھ روک لیا اور کہا اے عمر یہ میری نعمت۔ (نوک نیزہ) شکر گذاری کے قابل ہے اسکی جزا تم نہین دے سکتے اسکو یاد رکھنا۔ (استیعاب ربی)

صحاب ناقص الایمان کو اچھا سمجھنا

کہان ہے گوش شنوا اور چشم بینا کہ خدا کی آیتون اور ان روایتون کو دیکھے اور سنے کہ محدثین ومفسرین اصحاب ممدوحین کی کیسی پردہ دری کرتے ہین اور انکے پوست کندہ حالات لکھتے ہین مگر اس پر بھی محبان صحابہ ثلاثہ طرح طرح سے انکی پردہ پوشی کر کے فرماتے ہین کہ خدا نے جابجا قرآن مجید مین ان کی فضیلین بیان کی ہین ان کو "اشداء علی الکفار" بتایا ہے۔ ان کے حق مین رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ فرمایا ہے یعنی خدا ان سے راضی ہے اور وہ خدا سے راضی ہین انکی شان مین۔

اعد لهم جنت تجری — یعنی خدا نے انکے واسطے وہ بھرے باغ جنکے

تحتها الانهار خلدين فيها ابدا ذلك الفوز العظيم ۵

نیچے نہرین جاری ہین تیار کر رکھے ہین وہ ہمیشہ ان مین رہین گے یہی تو بڑی کامیابی ہے۔

ودیگر آیات بشارت نازل ہوئی ہین۔

قولہ تعالیٰ

فمن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او کذب بایاتہ انہ لا یفلح المجرمون ۵

اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو خدا پر جھوٹا بہتان باندھے یا اسکی آیتون کو جھٹلائے بیشک قصور وار فلاح نہین پاتے۔ (سورہ یونس)

اب غزوہ خیبر مین ان شجاعون کا حال سنئے۔

غزوہ خیبر

اقتباس تاریخ روضۃ الصفا بابت حالات و واقعات جنگ

از جملہ معظمات وقایع این سال فتح خیبر است وصورت این حال وتفصیل این اجمال آنکہ چون مقدس نبوی از حدیبیہ مراجعت فرمود بعد از چند روز یکہ در مدینہ توقف نمودہ بار و سار مہاجرین وانصار فرمود بہ تہیۂ اسباب لشکر قیام نمایند۔ کہ بجانب خیبر می رویم۔ وفرمود لا یخرج معنا احد الا للجہاد ہیچ کس باین بیرون

اس سال کے تمام اہم واقعات سے فتح خیبر ہے اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جب رسو لخدا نے حدیبیہ سے مراجعت فرمائی تو چند روز مدینہ مین توقف فرما کر اکابر مہاجر و انصار سے ارشاد فرمایا کہ سامان حرب تیار کرو کہ ہم خیبر کو جائینگے۔ اور ارشاد ہوا کہ خیبر کو میرے ساتھ صرف وہی اصحاب وانصار چلین

نیاید مگر بجہت جہاد۔

ومقصود ازین سخن آن بود کہ ہر کہ را میل بطمع دنیا باشد۔ وہمت او مصروف بر اخذ غنیمت بود با من بیرون نیاید۔

القصہ چون یہود را خبر لشکر اسلام رسید با قوم خود گفتند کہ اکنون در محاربہ غایت جد و اہتمام بجا آرید کہ در جنگ کشتہ شدن۔ ہزار بار بہتر ست از اسیری۔ یہود دل بر قتال نہادہ اہل و عیال خود را در قلعہ محفوظ ساختند۔ و دلیران کارزار در قلعہ نظارہ مجتمع گشتند۔

الغرض حضرت نبوی اصحاب را تحریص بر حرب نمودہ راز نعمتہائے اخروی نوید داد و فرمود کہ اگر صبر کنید ظفر یابید رسپاہ اسلام جنگ آغاز نہادہ۔ دست بہ تیر بکشادند درین آوان کہ سپاہ اسلام بہ محاصرہ حصار قموص استقلال داشتند۔ حضرت نبوی را در سر روئے نمود و بدان واسطہ در مہر کہا قدمے رنجہ نمی فرمود لیکن ہر روز

جن کو جہاد کرنا منظور ہو۔

حضرت کا مقصد اس ارشاد سے یہ تھا کہ جسکو دنیا کی طمع اور مال غنیمت کی ہوس ہو وہ میرے ساتھ نہ آئے۔

القصہ۔ جب یہود کو لشکر اسلام کی خبر ہوی تو اُنھون نے اپنی قوم سے کہا کہ اب وہ وقت ہے کہ لڑائی مین نہایت درجہ کوشش اور اہتمام کرنا چاہیے قیدی بنے سے لڑائی مین مارا جانا ہزار درجہ بہتر ہے تمام یہود قتال پر آمادہ ہوگئے۔ اور اپنے اہل و عیال کو ایک محفوظ جگہ مین کردیا دیوار کے نزدیک بالائے قلعہ نظارہ کیلیے جمع ہوگئے۔

الغرض رسول صلعم نے اصحاب کو جہاد کی ترغیب و تحریص اور آخرت کی نعمتون کی بشارت دی اور فرمایا کہ اگر میدان حرب مین صبر و استقلال کے ساتھ جنگ کروگے تو فتحیاب ہوگے۔ مسلمانون نے جنگ شروع کی۔ جب فوج اسلام قلعہ قموص کو جو حصن کا

jabirabbas@yahoo.com

چنانچہ ضمیر منیر و خاطر اقتضامی کرد بلتفت عیان
مہاجر و اشراف انصار شدہ رایت نصرت آیت بدست
یکے از اصحاب دادہ بجنگ می فرستاد۔

حسب مصلحت وصوابدید مہاجرین و
انصارین سے کسی صحابی کو علم دیکر۔ لڑنے کو
بھیجدیتے تھے۔

وچون آن قلعہ بود در غایت حصانت
و نہایت رصانت زیادہ کارے از
پیش نمی رفت۔ روزے عمر فاروق
رضی اللہ عنہ متصدی امر محاربہ گشت وعلم
برداشتہ با طائفہ از صاحبان اسلام بپائے
قلعہ اہل شرک وظلام رفت وہر چند
دست وپامی زد چہرہ فتح در آئینہ مراد
روئے نہ نمود روز دیگر صدیق اکبر رایت برگرفتہ
باجمعے از شجاعان وابطال بہ مقاتلہ اہل ضلال
شتافت ومحاربات عظیم درمیان فریقین
واقع شدہ بے حصول مقصد باز گشت
دور نوبت سوم عمر بن الخطاب بازمرہ
اصحاب روئے جنگ بہ محصور آن قلعہ قموص
آوردہ وکوشش بسیار نمودہ بدستور سابق
مراجعت فرمود۔

چونکہ وہ قلعہ نہایت مستحکم اور عالی شان
تھا اس لیے جو صحابی لڑنے کو جاتا اُس سے کچھ
قابو نہ چلتا تھا ایک روز عمر فاروق رضی اللہ
عنہ کو میدان جنگ مین جانے کا شوق ہوا
علم اور لشکر اسلام سے کچھ لوگ ہمراہ لے کر قلعہ
کو گئے۔ ہر چند ہاتھ پاؤن مارے لیکن فتح
نہوئی۔ ناچار واپس آئے۔

روئے نہ نمود روز دیگر صدیق اکبر رایت برگرفتہ
باجمعے از شجاعان وابطال بہ مقاتلہ اہل ضلال
شتافت ومحاربات عظیم درمیان فریقین
واقع شدہ بے حصول مقصد باز گشت
دور نوبت سوم عمر بن الخطاب بازمرہ
اصحاب روئے جنگ بہ محصور آن قلعہ قموص
آوردہ وکوشش بسیار نمودہ بدستور سابق
مراجعت فرمود۔

دوسرے دن حضرت صدیق اکبر بہادرنگی
ایک جمعیت کے ساتھ علم دار بنکر لڑنے گئے۔
فریقین مین جنگ عظیم ہوئی لیکن وہ بھی
بے نیل ومرام پلٹ آئے۔
تیسرے دن عمر رضی اللہ علم اور لشکر
لے کر قلعۂ قموص پر گیے۔ بعد کوشش
بسیار مثل روز اول پلٹ آئے

بعد ازان کہ خسرو انجم با علم زرنگار متوجہ
بالآخر جب آفتاب غروب ہوا تو

تسخیر دیار مغرب شد آن سرور بطحا و شیرب — سرور بطحی و شیرب نے ارشاد فرمایا

بر زبان گوہر نثار معجز آثار بگزرانید۔ کہ — کہ۔

لاعطین الرایۃ غدا رجلا — کل اس شخص کو علم دون گا جو کرار و

کرارا غیر فرار یحب اللہ ورسولہ — غیر فرار ہے اور اللہ و رسول اسکو دوست رکھتے

ویحبہ اللہ ورسولہ یفتح اللہ — ہین اور وہ اللہ و رسول کو دوست رکھتا ہے

علی یدیہ۔ — اور اللہ اسکے ہاتھ پر فتح عطا فرمائے گا۔

گویند علیؑ کرم اللہ وجہہ بنابر — روایت ہے کہ حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ

عارضۂ رمد در میدا حال در مدینہ توقف — آشوب چشم کے باعث مدینہ مین

فرمود درین اثناء مفارقت آنحضرت بر — تشریف فرما تھے۔ بوجہ رفاقت

ضمیر منیرش دشوار آمدہ با المیکہ داشت — رسول خداؐ پریشان خاطر ہو کر

متوجہ دست بوس گشت و در راہ یا — رسول اللہ صلعم کی خدمت مین

بعد از وصول بر رسولؐ اللہ پیوست — آکر قدم بوس ہوئے۔

سہل بن سعدی گوید کہ در آن — سہل بن سعد کا بیان ہے کہ جس شب حضرت

شب کہ حضرت رسالت این سخن — رسالت مآبؐ نے علم عطا فرمانے کا ذکر فرمایا تھا

فرمودہ غلغلۂ عظیم در میان اصحاب — اس شب اصحاب مین ایک غلغلہ عظیم پیدا ہوا

افتاد۔ آیا رایت بکدام یک ازما خواہد — اور تمام اہل لشکر اسی خیال مین تھے کہ دیکھیے

داد۔ بریدۃ الحصیب گوید کہ ہر کہ — ہم مین سے کس کو علم عطا ہوتا ہے۔

برسول اللہؐ قربے داشت امید داشت — بریدۃ الحصیب کا قول ہے جو لوگ رسولؐ کے

کہ صاحب علم او باشد و جمعے از قریش — قرابتدار تھے ان کو علم ملنے کی امید تھی۔

گفتند مقرر است که مراد این مرد علیؑ ابن
ابیطالب نیست۔ چہ او را چشم چنان
درد می کند۔ کہ موضع قدم خود را نمی بیند۔
چون روز دیگر از نور طلعت خورشید
عالم افروز چشم عالمیان روشنی پذیرفت
و از لمعات آفتاب جہانتاب عرصۂ
گیتی اضاءت پذیرفت سعادت مندان
فیروز جنگ در بیشۂ وغا در کمر پلنگ وندے
و در بحر ہیجا در کام نہنگ نہاوندے بر در خیمۂ
اقدس حضرت رسالت پناہ مجتمع گشتند
و ہر یک را تصور آن بود کہ این سعادت
عظمیٰ و موہبت کبریٰ نصیب او گردد۔
سعدؓ بن وقاص گوید کہ در برابر چشم رسول اللہ
بزانو در آمدم و بعد ازان برخاستم۔
بامید آن کہ صاحب رایت من باشم۔ از
عمر فاروق منقولست کہ گفت من امارت
را ہرگز دوست نداشتم۔ مگر در آن روز۔
القصہ چون حضرت مصطفےٰ صلعم از خیمہ
بیرون آمد فرمود کہ علیؑ ابن ابیطالبؑ

اور قریش کے ایک گروہ کا بیان تھا کہ
رسول اللہ صلعم کی مراد علیؑ ابن ابیطالب سے نہین
ہے اسلیے کہ وہ جناب آشوب چشم مین ایسے گرفتار
ہین کہ اپنے پاؤن بھی نہین دیکھ سکتے۔
دوسرے دن جب خورشید عالم نے اپنے
نور سے اہل جہان کی آنکھین روشن کین
اور آفتاب کی چمک سے عرصۂ گیتی منور ہوا سعادتمندان
طالب فتح جو مثل پلنگ بیشۂ وغا و نہنگ
دریائے شجاعت تھے۔
رسول خدا صلعم کے خیمۂ اقدس پر جمع ہو گئے
ہر شخص متمنی تھا کہ اس سعادت عظمیٰ اور
منصب اعلیٰ سے مین ہی سرفراز ہون۔
سعدؓ بن وقاص کا قول ہے کہ مین رسول اللہ
صلعم کے سامنے اس امید پر زانوے ادب طے کر کے
کھڑا ہو گیا کہ علم بردار مین ہی کیا جاؤن۔
حضرت عمر کہتے ہین کہ مین نے بجز اس دن کے
امارت کو اپنے لیے کبھی پسند نہین کیا تھا۔
القصہ جب آنحضرت صلعم خیمۂ مبارک سے باہر
رونق افروز ہوے تو پوچھا کہ علیؑ ابن ابیطالب کہان ہین۔

کجا ست مردم از ہر طرف آواز بر آوردند کہ
چشم او چنان دردی کند کہ پیش پائے
خود نمی بیند۔ فرمان شد کہ او را بیارید
دست علیؑ گرفتہ حاضر ساختند ۔
حضرت سر او را بزانوئے مبارک خویش
نہادہ آب دہان مبارک در چشمانش افگند
وگفت۔
اللھم اکفہ الحر والبرد چون مرتضی علیؑ
از بلیہ رمد خلاصی یافت رایت را
باو دادہ۔ فرمود بر و التفات مکن
تا آن زمان کہ خدائے عزوعلا خیبر را
بر دست تو مفتوح گرداند علی اندک
مسافتے قطع کردہ آواز بر آورد
کہ یا رسول اللہ علی ماذا قاتل حضرت
فرمود کہ
قاتلھم حتی تشھدوا ان
لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ
گفتہ اند کہ رسول اللہ زرہ خود بعلی مرتضیٰ
پوشانید و ذوالفقار در میان او بستہ

لوگون نے عرض کیا کہ اُنکو اسدرجہ آشوب
چشم ہے کہ اپنا پاؤن تک نہین دیکھ سکتے۔
حکم ہوا۔ میرے پاس لے آؤ۔ لوگ
حضرت امیرالمومنینؑ کا ہاتھ تھام کر حضرت
رسول اللہ کی حضور مین لائے۔ آنحضرتؐ
نے حضرت علیؑ کا سر زانوئے اقدس پر
رکھا اور لعاب دہن مبارک آپ کی
آنکھون مین ٹپکایا۔ اور فرمایا خداوندا اسکو
سردی و گرمی سے محفوظ رکھیو۔ جناب علی مرتضیٰ
علیہ السلام نے آشوب چشم سے فوراً صحت پائی۔
آنحضرتؐ نے علم لشکر جناب علی مرتضیٰ کو مرحمت
فرمایا۔ اور حکم دیا کہ میدان جنگ مین جاؤ اور
اُسوقت تک کہ خدائے عزوجل اس جنگ
خیبر کو تمھارے ہاتھ پر فتح بخشے برابر لڑتے رہو۔
علی مرتضیٰ علیہ السلام نے تھوڑی دور جاکر عرض کیا
کہانتک لڑون۔ فرمایا جبتک وہ کلمۂ شہادتین
پڑہین (روضۃ الاحباب مین ہے کہ جناب سولخدا
صلعم نے فرمایا۔ فواللہ لان یھدی اللہ
بک رجلاً واحداً خیر لک من

رایت نصرت بدست دادہ علی مرتضیٰ قدم
در نہاد و نزدیک حصن قموص رسید علم در
تودۂ از سنگ ریزہ فرو برد۔ و در حین یکے
از احبار یہود۔ بر بالاے حصار آمدہ ۔
پرسید۔ کہ اے صاحب رایت تو کیستی وچہ
نام داری۔ حیدر کرارؑ جواب داد کہ منم
علی ابن ابیطالبؑ۔ یہودی با فوج خویش
خطاب کرد کہ بہ توریت سوگند کہ مغلوب
گشتید گوئید کہ نخستین کسیکہ از حصن حصین
با فوج خویش بجنگ بیرون آمد حارث
یہودی برادر مرحب بود و حرب آغاز
کردہ مسلمانان را منہزم گردانید امیر المومنینؑ
متوجہ حارث شد۔ و بیک ضرب تیغ
اورا بدوزخ رسانید مرحب چون بہ کشتہ
شدن برادر خویش واقف شد۔ با طائفہ
از اہل شجاعت سلاح پوشیدہ بہ کینِ
برادر پا از پائے در حصار برون نہاد۔
مرحب مبارزے بود بالا و بلند و تنومند
کہ سنان نیزہ او سہ من وزن داشت

ان یکون لک حمر النعم یعنی قسم بخدا کہ
تمہارے سبب سے خدا ایک مرد کو راہ راست
پر لائے تو اس سے تمہارے لیے بہتر ہے کہ
سرخ بال والے اونٹ تمہارے ملک مین ہون
روایت ہے کہ رسولِ خدا نے اپنی زرہ
علی مرتضیٰ کو پہنائی۔ ذو الفقار آپ کے
کمر مین لگائی اور علم لشکر دست مبارک
مین دیا۔ امیر المومنین رخصت ہو کر
روانہ ہوے اور قلعۂ قموص کے نزدیک
جا کر علم قلعہ کے نیچے ایک پتھریلی زمین
مین گاڑ دیا۔ ایک عالم یہودی نے بالائے قلعہ سے
پوچھا کہ اے علم بردار تم کون ہو اور کیا نام ہے حیدر کرار
نے جواب دیا کہ "مین علی بن ابی طالب ہون" یہ سنکر
اس نے اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہا کہ "توریت کی قسم
ہم سب مغلوب ہوئے۔ کہتے ہین کہ سب سے پہلے جو شخص
لڑنے کے لیے اپنی فوج کے ساتھ قلعہ سے باہر نکلا
وہ حارث مرحب کا بھائی تھا جسنے سب مسلمانون کو
ہزیمت دی تھی امیر المومنینؑ حارث کی طرف بڑہے اور
ذو الفقار کے ایک ہی وار سے اسکو واصل جہنم کیا

و در شجاعت و مبارزت از مردم خیبر — مرحب نے اپنے بھائی کے مارے جانے کی خبر سنکر ہتیار

نظیر نداشت دو زره پوشید و دو شمشیر — اپنے بدن پر سجے اور ایک گروہ شجاعان یہود

حمائل کرد و دو عمامه بر سر بسته و خود بے — کے ہمراہ اپنے بھائی کا خونبہا لینے کو قلعہ سے باہر نکلا و

بر بالائے آن نهاده در میان میدان — ایسا بلند قامت بہادر تھا جس کے نیزہ کی سنان کا وزن

آمد در رجزے می خواند که اولش این — تین من تھا اور شجاعت و مبارزت مین اسکا سارے

بود "قد علمت خیبر انی مرحب" و هیچ کس — خیبر مین نظیر نہ تھا۔ دوہری زرہ پہنے تھا دو تلوارین

از سپاه اسلام نتوانست که با او در مقام — کمر مین لگا کر اور دو عمامے سر پر باندھکے اور اُن کے اوپر

مقاتله آید لاجرم شاه مردان و شیر — خود رکھکر اس شان و شوکت سے میدان جنگ مین آیا

یزدان علی بن ابیطالب بجانب او — اور رجز خوان ہوا کہ سارا خیبر آگاہ ہے کہ مین مرحب

روان شد۔ و بر زبان مبارکش رجزے — ہون سپاہ اسلام سے کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ اُس سے

جاری گشت "انا الذی سمتنی امی — لڑنے کو نکلے آخر شاہ مردان و شیر یزدان علی بن

حیدر" مرحب خواست که تیغے با — ابی طالب سکے مقابل ہوئے۔ آپ کی زبان مبارک پر

امیر المومنین علی زند۔ امیر پیش دستی نمود — یہ رجز جاری تھا کہ مین وہ ہون جسکا نام میری ماں نے

ذوالفقار بر سر آن ملعون نابکار فرود — حیدر رکھا ہے۔ مرحب نے چاہا کہ امیر المومنین پر تلوار

آورد۔ چنانچه از سر خود و ستارش — کا وار کرے کہ آپ نے سبقت کرکے ذوالفقار اس کے

گذشته بدندانهائے رو سیاه گذشته — سر نحس پر اس زور سے ماری کہ سر اور خود اور عمامہ اور

تا قربوس زین رسید۔ و حیدر کرار بگشتن — دندان نحس کاٹتی ہوئی قربوس زین تک پہونچی۔ مرحب کو

یهودان بازو کشاده هفت کس از — قتل کرکے آپ دوسرون کی طرف بڑھے اور روساء

روساء ابطال خیبر بضرب تیغ — خیبر سے سات شخص قتل کیے باقی سب فوج خوف اور ہیبت سے

"قدوۂ اولیا" کشتہ شدند و سائر یہودی
روئے ہزیمت بجانب قلعہ نہادہ علیؑ مرتضیٰ
درعقب ایشان دوان شد و در آن
اثنا یکے از مخالفان خیبرے با امیرالمومنین
علی تیغے زد کہ سپر از دستش بر زمین
افتاد و دیگرے ہم از ایشان سپر گرفتہ
روئے بگریز نہاد۔ امیرالمومنین علیؑ
درین صورت بغایت خشمناک شد
وخود را بر حصار قموص رسانید و در
آہن حصار را بر کندہ بسپر خویش ساخت
روایت کردہ اند کہ چون علی کرم اللہ
وجہہ در حصن را گرفتہ بجنبانید۔ تمامت
حصار چنان بجنبید کہ صفیہ دختر جن از
تخت افتاد روئے او مجروح شد۔ و بعد
ازان کہ جناب ولایت پناہ را از جنگ
فراغتی روے نمود۔ آن در را بمقدار
ہشتاد وجب۔ از پس پشت خویش
دور انداخت و ہفت کس از لشکر اسلام
کہ در غایت قوت بودند ہر چند خواستند

"قدوۂ اولیا" قلعہ کی طرف بھاگ گئے حیدر کرار نے
انکا تعاقب کیا کسی نے حضرت کو
تلوار ماری جس سے آپکی سپر گر گئی
اور ایک شخص اُس کو لے کر بھاگ گیا۔
حیدر کرار جوشِ دین سے غیظ میں
آکر قلعۂ قموص کے دروازہ تک
پہونچے اور قلعہ کا دروازہ آہنی
اکھاڑ کر بجائے سپر لیا۔ در قلعہ
اس زور سے اکھاڑا کہ تمام قلعہ
ہل گیا۔ صفیہ دختر جن تخت پر سے
گر گئی اور چہرہ مجروح ہو گیا۔
جنگ سے فراغت پاکر امیرالمومنینؑ
نے پس پشت سے دروازہ کو اٹھا
کے فاصلہ پر پھینک دیا
لشکر اسلام سے سات آدمیوں
نے جو بہت ہی قوی و تنومند تھے
ملکر دروازہ پلٹنے کی کوشش کی
مگر نہ پلٹا سکے۔

که باتفاق یکدیگر در را از پہلوے بہ پہلوے
دیگر بگردانند نتوانستند وزن در خیبر ہشت
صد من بود و زمرہ از شیعہ سہ ہزار من گفتہ اند
و ہم ایشان گفتہ اند کہ ہفتاد تن از برداشتن
آن عاجز ماندند۔ و با جملہ چون اہل حصن قموص
و سائر مردم قلعۂ خیبر چنان امر غریب از امیرالمومنینؑ
حیدر مشاہدہ کردند فریاد الامان برآوردند علی ابن
ابیطالبؑ بعد از رخصت حضرت رسالتؐ
ایشان را امان دادہ چون خبر فتح خیبر بسمع
ہمایون رسید بغایت مسرور و شادان گشت
در حین توجہ علی بملازمت از خیمہ باستقبال
قدم مبارک بیرون نہاد روے او در کنار گرفتہ
ہر دو چشمش بوسید و فرمود سعی مشکور و کردار
مشکور تو بمن رسید خدا از تو راضی ست و من
از تو راضی ہستم۔ حضرت امیرالمومنین را ازین سخن
گریہ دست داد حضرت فرمود کہ اے علیؑ این
گریہ شادیست یا گریہ حزن۔ جواب داد کہ گریہ
فرح است و چگونہ فرحناک و شادمان نباشم کہ
تو از من راضی باشی۔ رسول اللہؐ فرمود کہ

اس دروازہ کا وزن آٹھ سو من تھا
اور حسب روایت شیعہ تین ہزار
من اور ستر آدمیوں نے اس کے
اٹھانے کی کوشش کی تھی۔ القصہ
جو لوگ اور کل خیبری جو قلعہ
قموص مین پناہ گزین تھے امیرالمومنینؑ
کی طاقت اور شجاعت دیکھکر متحیر
ہوکر الامان۔ الامان پکارنے لگے۔
آپ نے رسول اللہ سے اجازت
لیکر انکو امان دی جناب سرور
کائناتؐ علیہ التحیۃ والثنا فتح خیبر کی
خبر سنکر بہت ہی مسرور ہوئے اور
جب امیرالمومنین قریب خیمہ پہونچے
تو سرور عالم نے خیمۂ مبارک سے نکل کر
آپ کا استقبال فرمایا اور بغلگیر ہوکر
دونون آنکھون کے بوسے لئے اور
بعد اظہار مشکوری و خوشنودی خدائے
عزوجل ارشاد فرمایا اے علیؑ مین اور خدا تم سے
راضی ہین امیرالمومنین علیہ السلام رونے لگے

نہ من تنہا از تو راضی ام بلکہ خدائے عزوعلا و فرشتگان و جبرئیل و میکائیل از تو راضی

آنحضرت نے پوچھا کہ یہ گریۂ شادی ہے یا گریۂ غم عرض کیا کہ گریۂ شادی ہے اور کیون مسرور و شاد نہ ہون جبکہ حضور مجھسے راضی ہین رسول اللہ نے فرمایا۔ نہ صرف مین بلکہ خداوند عزوجل اور ملائکہ اور جبرئیل اور میکائیل تم سے راضی ہین"

ہستند۔

کہان ہین شیفتگان صحابہ جو اصحاب کو حرص و طمع سے پاک بناتے ہین۔ ذرا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ان الفاظ پاک پر "لا یخرج معی احد الا للجہاد" پر نگاہ کرین جن کو مال غنیمت کی طمع اس درجہ تھی کہ آخر آنحضرت صلعم نے اصحاب سے صاف ارشاد فرمایا ہمارے ساتھ خیبر کو وہی آئے جس کو صرف جہاد کرنا مقصود ہو۔ یعنی جسکو غنیمت کی خواہش ہو وہ نہ آئے۔ آپ کے اس ارشاد کو شبلی صاحب نعمانی نے بھی سیرت النبی جلد اول صفحہ (۳۵۲) مین بایں الفاظ لکھا ہے۔۔

اصحاب خواہان غنیمت تھے۔

آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ اس لڑائی مین صرف وہ لوگ شریک ہون جن کا مقصد محض جہاد اور اعلاء حکمۃ اللہ ہو۔

اب ہم کو یہ دیکھنا ہے کہ اصحاب ثلثہ نے اس جنگ مین "قاتلوا و قتلوا" کا فرض کہان تک ادا کیا۔ واضح ہو کہ خیبر مین جو چھ (۶) قلعہ تھے اُن مین بیس ہزار سپاہی موجود تھے ان سب مین قلعۂ قموص بہت مضبوط اور محفوظ تھا مرحب عرب کا مشہور پہلوان جو ہزار سوار کے برابر مانا جاتا تھا اسی قلعہ کا رئیس تھا۔ رسول اللہ صلعم ہر روز کسی ایک صحابی کو علم دار بنا کر فوج کے ساتھ لڑنے کو بھیجتے تھے مگر وہ ناکام واپس آتے تھے۔

حضرت ابوبکر و عمر کا لڑنے کو جانا اور فرار ہونا۔

ایکروز حضرت عمر علم اور لوگون کو ساتھ لے کر گئے مگر وہ بھی شکست اور ون کے پلٹ کر آئے۔ دوسرے دن حضرت ابوبکر گئے مگر اُن کو بھی کامیابی نہ ہوئی۔ تیسرے روز پھر حضرت عمر معہ علم

وسپاہِ اسلام گئے لیکن مثل روز اوّل ناکام واپس ہوئے۔ اُسی شام کو رسول خدا صلعم نے اصحاب سے خطاب کرکے فرمایا لاعطین الوایۃ غدًا رجلًا کرارًا غیر فرار یحب اللہ ورسولہٗ ویحبہ اللہ ورسولہ یفتح اللہ علی یدیہ یعنی کل مین اُسکو علم دون گا جو کرّار غیر فرار ہے اور اُس کو خدا اور رسولؐ دوست رکھتے ہین۔ اور وہ خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتا ہے۔ کل مورخین متفق البیان ہین کہ "عمر فاروق گفت من امارت را ہرگز دوست نداشتم مگر دران روز" حضرت عمرؓ کی یہ تمنا عجیب وغریب لچسپ ہے کہ بقول صاحب حملہ حیدری ؎

عجب زوکہ این آرزوئے نمود ولے لفظ فرّار نہ شنیدہ بود

اگرچہ اس حدیث کو سب مورخین اور محدثین نے لکھا ہے مگر بعض حضرات اہلسنت حدیث کے یہ الفاظ کرّار غیر فرّار اور حضرت عمر کے فرار کرنے سے اِنکار کرتے ہین چنانچہ آپ بھی انھین لوگون کے ہم خیال ہوکر تحریر فرماتے ہین۔

"اگرچہ قلعۂ خیبر حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر کے ہاتھ پر فتح نہین ہوا لیکن فتح نہ ہونا مستلزم فرار نہین ہے۔ بھاگنا جنگ خیبر سے حضرات شیعہ نے کہان سے ثابت کیا"

اور جناب شبلی صاحب نے تو اِس روایت کو جناب امیر المومنینؑ علیہ السلام نے قلعۂ قموص کے دروازہ کو اُکھاڑ کر سپر بنالیا بازاری قصہ بتاتے ہین جیسا کہ سیرۃ النبی ط۱ (۳۵۸) مین تحریر فرماتے ہین

"یہ سب لغو روایتین اور بازاری قصے ہین"

اسناد علماء اہل سنت دربارۂ فرار

حالانکہ یہ حدیث اور در قلعہ کا سپر بنانا اور فرار حضرات شیخین جمیع کتب اہلسنّت وغیرہ یعنی روضۃ الاحباب حبیب السیر۔ معالم التنزیل۔ ازالۃ الخفا۔ وغیرہ وغیرہ سے ثابت ہے۔ بعض اقوال اِس جگہ نقل کیے جاتے ہین۔

پہلا ۔ روز اوّل (۱) عمر جنگ کرد۔ وروز دوّم (۲) ابوبکرؓ وروز سوم (۳) باز عمر بجنگ رفت وحصن

مفتوح نگشت شب ہنگام حضرت رسالت آب صلعم فرمود لاعطین الرایۃ غدا رجلا
کرارا غیر فرار یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ
یفتح اللہ علی یدیہ" امیر المومنینؑ در آن روز ہفت کس از
روساء وشجعان یہود بقتل آورد۔ یہود ہمہ بجانب قلعہ فرار نمودند۔ امیر المومنینؑ از عقب
ایشان میرفت در آن حالت یہودی ضربت بدست امیرؑ زد۔ چنانکہ سپر از دستش بیفتاد
ویہودیگر مبارزت نمودہ آنرا برداشت علیؑ بغایت در غضب شدہ حملہ کردند تا خود را بدر
حصار رسانید۔ ویک در آہن حصار را برکند و سپر خویش ساخت۔ بعد از آنکہ جنگ آخر شد۔
علی مرتضیٰؑ کرم اللہ وجہہ آن در را از پیش سر خود ہشتاد (۸۰) وجب دور انداخت۔ ہفت تن خواہستند
کہ باتفاق آن را از روے بار وے دیگر گردانند نتوانستند و چہل تن خواستند کہ بدوش دیگر آن را
بردارند عاجز شدند۔ (از روضۃ الاحباب صفحہ ۳۸۷)۔

دوسرا قال فان رسول اللہ — حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے
صلی اللہ علیہ وسلم بعث ابا بکر — ابوبکر کو بھیجا اور اُن کو فوج دیکر علم اُن کے ہمراہ
وعقد لہ الرایۃ فرجع فبعث — کیا وہ لوگوں کے ساتھ واپس آگئے پھر عمر کو فوج
عمرا وعقد لہ الرایۃ فرجع بالناس — دیکر علم اونکے ہمراہ کیا وہ بھی لوگوں کے ساتھ واپس
فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ — آگئے پھر حضرت نے فرمایا۔ البتہ ہم علم ایسے
وسلم لاعطین الرایۃ رجلا یحب — شخص کو دینگے جو اللہ اور اللہ کے رسولؐ کو
اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ — محبت کرتا ہے اور اللہ و رسول اُس سے
کرارا غیر فرار ولا رسل الی — محبت کرتے ہیں وہ کرار غیر فرار ہے رسولؐ اللہ
وانا ارمد فقلت انی ارمد۔ فتفل — نے آدمی بھیجکر بلایا۔ میری آنکھیں دکھتی تھیں۔

فی عینی وقال اللّٰھم اکفہ اذی الحر والبرد فما وجدت حرا بعد ذلک ولا بردا

(اخرجہ احمد والنسائی) از ارجح المطالب ص ۶۶

مین نے عرض کیا مجھے آشوب چشم ہے آنحضرت نے اپنا لعاب دہن لگایا اور فرمایا اے پروردگار انکو گرمی وسردی کی ایذا سے بچا پس اس کے بعد مجھے گرمی نے ستایا نہ سردی نے۔

تیسرا (۳)۔ از انجملہ آنکہ در غزوۂ خیبر در فتح حصنی از حصون درنگ واقع شد رایت بدست حضرت مرتضیٰ دادند و بآنجانب روان ساختند فتح آن حصن بردست او متحقق گشت۔

قال محمد بن اسحاق حدثنی بریدۃ بن سفیان عن ابیہ عن سلمۃ بن الاکوع قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابا بکر برایتہ الی بعض حصون خیبر فقاتل ورجع ولم یکن فتح وقد جھد ثم بعثہ من الغد عمر فقاتل ثم رجع ولم یکن فتح وقد جھد فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاعطین الرایۃ غدا رجلا یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ کرارا غیر فرار لا یرجع حتی یفتح اللہ

حاصل اِن روایتون کا یہ ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر کو علم دیکر جنگ خیبر مین روانہ کیا۔ اور وہ بلا فتح کے واپس آئے۔ دوسرے دن عمر کو روانہ کیا وہ بھی بہت مشقت اُٹھا کر پلٹ آئے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کل ہم اُس شخص کو علم دین گے جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسول اُسکو دوست رکھتے ہین۔ وہ شخص کرار غیر فرار ہے اور بغیر فتح واپس

علی یدیہ قال یقول سلمۃ فدعا علیًا وھو ارمد العینین فتفل فی عینیہ ثم قال خذ ھذہ الرایۃ فامض بھا حتی یفتح اللہ علیک قال یقول سلمۃ فخرج بھا یھرول ھرولۃ وانا خلفہ نتبع اثرہ حتی رکز رایتہ فی رخم من حجارۃ تحت الحصن فاطلع الیہ الیھودی من راس الحصن قالوا من انت قال انا علی بن ابی طالب قال تقول الیھود علوتم وما انزل علی موسی او کما قال فما رجع حتی فتح اللہ علی یدیہ قال ابن اسحاق حدثنی عبد اللہ بن حسن عن بعض اھلہ عن ابی رافع مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال خرجنا مع علی بن ابیطالب حین بعثہ رسول اللہ برایتہ فلما دنا الحصن خرج الیہ اھلہ فقاتلھم فضربہ رجل من یھود فطرح ترسہ

نہوگا پھر حضرت علیؑ کو طلب فرمایا حالانکہ حضرت کو آشوب چشم تھا رسولؐ اللہ نے اپنا لعاب دہن آنکھون مین لگایا اور علم دیکر فرمایا اب جاؤ اور یہانتک لڑو کہ خدا تمھارے ہاتھ پر فتح کرے سلمہ کہتے ہین کہ حضرت علیؑ دوڑتے ہوئے چلے حضرت کے پیچھے پیچھے مین بھی تھا یہان تک کہ آپ قلعۂ قموص کے قریب پہونچے آپ نے علم کو ایک پتھر مین گاڑ دیا۔ ایک یہودی نے بالائے قلعہ سے پوچھا تم کون ہو آپ نے فرمایا مین علیؑ ابن ابیطالبؑ ہون اُس نے کہا تورات کی قسم کہ تم عالی اور غالب ہوے۔ پس جبتک حضرت نے قلعہ فتح نہ کیا مراجعت نہ فرمائی۔

ابو رافع غلام رسولؐ خداؐ سے منقول ہے کہ جب جناب امیرؑ متصل قلعہ پہونچے اور قتل شروع ہوا تو ایک یہودی نے ضربت لگائی جس سے سپر چھوٹ پڑی پس جناب امیرؑ نے در قلعہ قموص کو اُکھاڑ کر

من یدہ فتناول علیؓ باباکان عند الحصن فتترس بہ عن نفسہ فلم یزل فی یدہ وھو یقاتل حتی فتح اللہ علی یدیہ ثم القاہ من یدہ حین فرغ فلقد رأیتنی فی نفر سبعۃ انا منھم نجھد علی ان نقلب ذلک الباب فما نقدر۔

اخرج البخاری عن سلمۃ بن الاکوع قال کان علیؓ بن ابی طالب تخلّف عن النبی فی خیبر کان رمدا وقال انا اتخلف عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلحق بہ فلمّا بتنا اللیلۃ التی فتحت قال لاعطین الرایۃ غدا ولیاخذن الرایۃ غدا رجل یحب اللہ ورسولہ یفتح اللہ علیہ فنحن نرجوھا فقیل ھذا علیؓ فاعطاہ ففتح علیہ

ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ ۲۵۶

مطبوعہ مطبع صدیقی

دست مبارک میں بجائے سپر کے لیا اور لڑتے رہے یہاں تک کہ قلعہ فتح ہوا اور آپ نے اُس در کو پھینکدیا ہم لوگ سات آدمی ملکر چاہتے تھے کہ اُس کو حرکت دیں مگر باوجود کمال کوشش کے اُسکو جُنبش نہوئی۔

اور بخاری نے روایت کی ہے کہ حضرت علیؓ کو آشوب چشم تھا اِس وجہ سے رسولؐ اللہ کے ہمراہ خیبر نہیں گئے مگر حضرت علیؓ کو رسولؐ اللہ کی مفارقت گوارا نہوئی اور اُسی حالت میں چلے آئے اور آنحضرتؐ سے ملے۔ جس صبح کو قلعہ فتح ہوا رسولؐ اللہ نے فرمایا کل ہم علم اُس کو دینگے جسے خدا و رسولؐ دوست رکھتے ہیں ہم سب اُسکے متمنی تھے مگر آنحضرت صلعم نے علم حضرت علیؓ کو عطا کرکے فرمایا خدا اِس کے ہاتھ پر فتح دیگا پس علیؓ نے قلعہ فتح کیا۔

چوتھی

واشتهار جهاده فيها غير
خفي وفتح الله تعالى على يده
فان النبي عزم حصر حصنهم بضعة
عشر يومًا وكان الراية بيد علي
فاصابه رمد فسلم النبي الراية
الى ابي بكر فما نصرف مع
جماعة فرجعوا منهزمين
خائفين فدفعها ابي بكر
الى عمر ففعل مثل ذلك
فقال النبي لاسلمن الراية
غدًا الى رجل. يحبه الله
ورسوله ويحب الله ورسوله
كرارًا غير فرار ياتوني بعلي
فقيل به رمد فتفل في
عينيه ودفع الراية اليه
فقتل مرحبًا فانهزم اصحابه
واغلقوا الابواب وفتح علي
الباب وقلعه وجعله جسرًا
على الخندق وعبروا

رسول اللہ نے دس دن سے زیادہ
تک قلعہ کا محاصرہ رکھا اور آپ کا علم
حضرت علیؑ کے ہاتھ مین تھا مگر اُن کو
آشوب چشم تھا۔
لہذا۔ حضرت ابو بکر کو دیگر ایک
گروہ کے ساتھ لڑنے کو بھیجا وہ گئے
مگر معہ جماعت شکست اُٹھا کر اور خوف
زدہ ہو کر واپس چلے آئے
دوسرے دن حضرت عمر کو اُسی شان سے
بھیجا لیکن یہ بھی مثل حضرت ابو بکر واپس
آئے۔ اب رسول اللہ نے فرمایا کہ کل مین
ایسے شخص کو علم دون گا جس کو خدا اور
اُس کا رسول دوست رکھتا ہے اور وہ
خدا اور رسول کو۔ وہ حملہ پر حملہ کرنیوالا ہے
اور بھاگنے والا نہین ہے۔ پھر فرمایا کہ
علیؑ کو بلاؤ اصحاب نے کہا کہ انکو درد چشم
ہے۔ حضرت علیؑ آئے آنحضرت نے
لعاب دہن مبارک آپ کی آنکھون مین
لگایا اور علم دیکر بھیجا آپ گئے اور مرحب کو

jabir.abbas@yahoo.com

وظفروا فلما انصرفوا اخذه
بیمینه ورماه اذرعا و
کان یغلقه عشرون رجلا
وعجز المسلمون عن نقله
سبعون رجلا وقال علیؑ
ما قلعت باب خیبر
بقوة جسمانیة ولکن قلعته
بقوة ربانیة

شرح تجرید علامہ قوشجی صفحہ ۳۸۰
(از مجمع البحرین فی ادلۃ الفریقین)
صفحہ ۲۳۶

قتل کیا۔ اور مشرکین شکست پاکر قلعہ مین
بھاگ گئے اور دروازہ قلعہ کا بند کرلیا حضرت
علیؑ نے جوش شجاعت مین قلعہ کا دروازہ
اکھاڑ کر اپنے ہاتھ مین لے لیا اور چند ہاتھ دور
اسے پھینکدیا اس دروازے کو بیس آدمی
بند کرتے تھے اوسیکا پل خندق پر بنایا آپ
معہ ہمراہیان خندق پر سے اوسی پل پر سے
عبور کرگئے۔ ستر مردون نے ملکر اُس دروازہ
کو اُٹھانا چاہا مگر نہ اُٹھاسکے۔ حضرت علیؑ نے
فرمایا کہ در قلعہ مین نے قوت جسمانی سے
نہین بلکہ قوت ربانی سے اُکھاڑا تھا۔

پانچوین۔ یہی تاریخ ابو الفداء جلد اول صفحہ ۱۴۷۔ مین ہے۔

چھٹی۔ سار رسول اللہ الی خیبر فلما اتاها بعث عمر ابن اثیر جزری نے
اپنی تاریخ کامل مین لکھا ہے کہ ایک یہودی نے حضرت علیؑ کے ایک تلوار ماری جس سے
علیؑ کے ہاتھ مین سے ڈہال گرگئی۔ اسواسطے حضرت علیؑ نے دروازہ اپنے ہاتھ مین
اُٹھالیا اور اسے اپنی ڈہال بنالیا اور اُسی کو ہاتھ مین لیے اُس وقت تک لڑتے رہے
کہ یہ لڑائی تمام ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے قلعہ اُن کے ہاتھ سے فتح کرادیا۔ جب قلعہ فتح ہوگیا
تو اُنھون نے اُسے پھینکدیا۔ ساٹھ آدمیون نے ہرچند کوشش کی کہ اسے پلٹ دین مگر یہ
دروازہ ایسا بھاری تھا کہ پلٹ بھی نہ سکے۔ (منقول از تاریخ عروج الاسلام ترجمہ تاریخ کامل جلد ۲ صفحہ ۹۰)

ساتوین

سار رسول اللہ الی خیبر	رسول اللہ صلعم خیبر کی طرف تشریف لے چلے
فلمّا اتاھا بعث عمرؓ وبعث	جب وہان پہونچے تو عمر کو اور لوگون کے ساتھ
النّاس الی مدینتھم او قصرھم	خیبریون کے شہر یا قصر کی طرف بھیجا پس
فقاتلوھم فلم یلبثوا ان	اُن لوگون نے قتال کیا تھوڑی دیر نگزری
ھزموا عمرؓ واصحابہ فجاءوا	تھی کہ یہودیون نے عمر اور اُن کے ساتھیونکو
یجبّنونہ ویجبّنھم اخرجہ	ہزیمت دی۔ پس وہ لوگ عمر کو نامرد
الحاکم (ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ ۴۹ چھاپہ بریلی)	بتاتے تھے۔ اور عمر اُن کو۔

آٹھوین۔ یہی روایت تاریخ طبری مین بھی ہے جسکی نقل یہ ہے۔

عن بریدۃ الاسلمی قال	بریدہ اسلمی سے روایت ہے کہ
لما کان حین نزل رسول اللہ	جب رسول اللہ صلعم نے قلعہ خیبر کے پاس
صلعم بحصن اھل خیبر اعطی	نزول فرمایا تو اپنا علم لشکر حضرت عمر کو دیا۔
رسول اللہ صلعم اللواء عمر بن	عمر اور اُن کے ساتھ جو لوگ گئے تھے وہ
الخطاب ونھض من نھض معہ	اہل خیبر کے مقابلہ مین آئے مگر حضرت عمر
من النّاس فلقوا اھل خیبر	اور اُن کے اصحاب بھاگ نکلے اور رسول اللہ
فانکشف عمر واصحابہ	کی طرف پلٹے حضرت عمر اپنے ساتھیون کو
فرجعوا الی رسول اللہ صلعم	بودا کہتے تھے اور لشکر حضرت عمر کو بُودا
یجبّنہ اصحابہ ویجبنہم	کہتا تھا۔
فقال رسول اللہ صلعم لاعطین	تب رسول اللہ نے فرمایا کہ کل مین علم اُس شخص
اللواء غدًا رجلا یحبّ اللہ	کو دونگا جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے

ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ فلما	اور خدا اور رسول اُس کو دوست رکھتے ہین
کان من الغد تطاول لہا ابوبکر	دوسرے دن پھر حضرت ابوبکر و عمر کو علم کی تمنا
وعمر فدعا علیا عم وھو ارمد	ہوئی مگر رسول اللہ نے۔ قاتل المشرکین امیرالمومنین
فتفل فی عینیہ واعطاہ اللواء	علی ابن ابیطالب کو علم لشکر دیا اور آپ کے آشوب
	(تاریخ طبری جلد سوم صفحہ ۹۳) چشم کا علاج رسول اللہ نے اپنے لعاب دہن سے کیا۔

نوٹ۔ قلعہ قموص مرحب کا تخت گاہ تھا اس مہم پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر و عمر کو بھیجا۔ لیکن دونون ناکام واپس آئے۔ طبری مین روایت ہے کہ جب خیبری قلعہ سے نکلے تو حضرت عمر کے پاؤن جم نہ سکے اور آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوکر شکایت کی کہ فوج نے نامردی کی لیکن فوج والون نے ان کی نسبت خود یہی شکایت کی۔

(جلد اول صفحہ ۳۵۶ سیرۃ النبی مولفہ شمس العلماء شبلی نعمانی۔)

الحاصل ان تمام اقوال و الفاظ سے۔ کرار غیر فرار کی صحت ثابت ہے جس مین بفرط محبت صحابہ کی تحریف کی گئی ہے۔ مگر بفحوائے شعر۔

تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل — کہ خضر از آب حیوان تشنہ می آرد سکندر را

اگر لفظ فرار سے انکار ہے تو کیا خدا کی اس آیت سے بھی انکار کرین گے

آیہ کریمہ جنگ مین کفار کو اپنی پشت نہ دیکھاؤ۔

یاایہا الذین امنوا اذا	اے ایمان لانیوالو جس وقت کافرون سے
لقیتم الذین کفروا زحفا	جنگ مین سامنا کرو تو انکو پیٹھ نہ دکھاؤ اور
فلا تولوھم الادبار ومن یولھم	اُس دن جو پیٹھ دکھائے گا سوائے اسکے کہ لڑائی
یومئذ دبرہ الا متحرفا لقتال	کے لیے کترا کے جاتا ہو یا دوسرے گروہ کے
او متحیزا الی فئۃ فقد باء بغضب	پاس جگہ پکڑنا مقصود ہو وہ یقینا غضب خدا مین

من اللہ وماوٰہ جہنّم وبئس المصیرۃ (پ۹ - س انفال)

گرفتار ہوگا اور اُسکا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔

اِس آیت مین صاف حکم ہے کہ صادق الایمان وہی ہے کہ جو میدان جنگ مین کفار سے مقابل ہو تو یہانتک لڑے کہ اِن پر فتحیاب ہو یا وہین شہید ہو کر جنت مین جائے۔ ورنہ مستوجب عذاب ہے۔

پس جبکہ یہ حضرات میدان کارزار مین گئے اور ہر بار مع الخیر پلٹ آتے رہے تو ہم نہین جانتے کہ محبان صحابہ فقد باء بغضب من اللہ وماوٰہ جہنّم وبئس المصیر کی کیا تاویل کرین گے۔

حدیث در بارہ فضیلت حضرت علی علیہ السلام۔

دوسرے اگر کرّار غیر فرار سے انکار ہے تو حدیث کے اِن الفاظ یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ سے تو انکار نہین ہے جو صحیح بخاری مین ہے جس کی تصدیق شبلی صاحب بھی اِس تصریح سے کرتے ہین۔

اسقدر صحیح ضرور ہے کہ اس مہم پر جو پہلے بڑے بڑے صحابہ ہی بھیجے گیے تھے لیکن فتح کا فخر کسی اور کی قسمت مین تھا جب مہم مین زیادہ دیر ہوئی تو ایک دن شام کو آنحضرت صلعم نے ارشاد کیا کہ کل مین اُس شخص کو علم دونگا جس کے ہاتھ پر خدا فتح دیگا۔ اور جو خدا اور اُس کے رسول کو چاہتا ہے۔ اور خدا اور خدا کا رسول بھی اُس کو چاہتے ہین۔

یہ صحیح بخاری کے الفاظ ہین سیرۃ النبی (ص ۳۵۶)

اِس حدیث مین یہ آیۂ کریمہ "ان کنتم تحبّون اللہ فاتّبعونی یحببکم اللہ کی طرف اشارہ ہے یعنی۔ خدائے پاک فرماتا ہے اے رسولؐ کہدو اِن سے اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری اطاعت کرو تاکہ خدا بھی تم کو دوست رکھے۔ پس اِن الفاظ پاک سے ثابت ہے کہ صحابہ رسولؐ مین کوئی صحابی بجز جناب امیر علیہ السلام کے خدا اور رسول کا حبیب نہ تھا۔ اور نہ خدا اور رسول سوائے

نفس رسول کے کسی کو محبوب رکھتے تھے۔ اور علی الخصوص حضرت ابوبکر و عمرؓ تو اس تعریف و توصیف سے قطعًا خارج ہین۔ کیونکہ جناب رسول اللہ نے اِن دونون صاحبون کے مقابلہ مین ان کے فرار ہونے کے بعد یہ حدیث ارشاد فرمائی تھی۔

پس اس حدیث سے جناب امیرؑ کا کامل الایمان اور ان حضرات کا ناقص الایمان ہونا ثابت ہوا۔ و این عین مطلوب شیعان ست۔

اب اگر یہ تعصب نہین ہے تو پھر کیا ہے کہ جس کرار غیر فرار نے مشرکین و کفار کا قلع و قمع کیا جس کی شجاعت کا یہ حال ہو کہ "مرحب خواست تیغ بر امیر المومنینؑ زند۔ علیؑ تہیدستی نمودہ ذو الفقار بر سر آن ملعون فرود آورد۔ چنانکہ از سر خود دوستارش گذشتہ بند انہائے روسیاہ پیوستہ تا قربوس زین رسید"۔ اس کے مقابلہ مین اِن اصحاب کو جن کا میدان حرب سے بار بار پلٹ کر آنا تصریح و توضیح سے بیان کرین اشجع الصحابہ۔ اشجع الناس شداہ علی الکفار بتائین۔ اللہ اللہ جس کی دینی خدمات پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ مرتبت و منزلت فرماوین" از خیمہ مبارک باستقبال امیر المومنینؑ قدم بیرون نہادہ او را در کنار گرفت و ہر دو چشمش بوسید"۔ جس لڑائی کے فتح ہونے پر صاحب ما ینطق عن الہوے فرماوین "اے علی نہ من تنہا از تو راضیم بلکہ خدائے عزوعلا۔ و فرشتگان و جبرئیلؑ و میکائیلؑ از تو راضی ہستند"۔ اس کرار غیر فرار پر مفرورین کو فضیلت دین جس روایت پر شاہ ولی اللہ صاحب اور دیگر محدثین کا اتفاق ہو"۔

چون علی کرم اللہ وجہہ در حصن را بجنبانید تمامی حصار چنان بجنبید کہ صفیہ دختر جن از تخت اُفتاد و روئے او مجروح شد و اہل قلعہ چون آن قوت دیدند امان طلبیدند۔ حضرت امیرؑ بعد از استجازہ رسولؐ اللہ صلعم ایشان را امان داد۔

طعن مولوی علی حیدر صاحب

جناب شبلی صاحب اس کو لغو اور بازاری قصے بتائین اور جناب مولوی علی حیدر صاحب اس کلام سے منتہی الکلام کو زینت دین۔

انچہ از آن جناب حضور پیغمبر صلعم از قلعہ باب خیبر و غیر ذلک صدور یافتہ بلاریب از قبل معجزہ و برکات سرور کائنات بودہ پس اگر در واقع بہ صفت اشجعیت انصاف میداشت لااقل در وقتیکہ اخوان و انصار و خلیفۂ اول دروازہ را بر شکم مبارک سیدۃ النسا، فرو گرفتند و خانۂ او سوختند و قرآن مجید را تحریف و تحریق کردند و اُم کلثوم را بغصب بردند چیزے از شجاعت بظہور میکرد و حالانکہ بتاکید تمام مامور بحفظ ناموس اہلبیت بود و اثرے از آن ظہور نمود

یعنی حضرت علیؑ کی شجاعت جو قلعۂ خیبر اور مثل اُس کے دیگر لڑائیون مین بیان کیجاتی ہے وہ پیغمبر خدا کے معجزات کے سبب سے تھی اور اگر حضرت علیؑ واقعی شجاع ہوتے تو جسوقت اخوان و انصار خلیفہ اول نے دروازہ سیدہؑ کے شکم مبارک پر گرایا تھا۔ اور گھر کو جلا دیا قرآن مجید کو تحریف کیا۔ اور ام کلثوم کو غصب سے لیگئے۔ ان واقعات کے وقت بھی کچھ شجاعت دکھانی ضرور تھی حالانکہ ایسے واقعات سترگ مین کچھ بھی شجاعت ان کی ظاہر نہین ہوئی۔

پس این دعوے شجاعت را چہ معنی۔

اس پر دعوائے شجاعت کیا جاتا ہے۔

تردید قول باطل

اس موقع پر بمصداق شعر

خوشتر آن باشد کہ سر دلبران گفتہ آید در حدیث دیگران

انہین کے پیر و مرشد اور خاتم المحدثین حضرت شاہ صاحب کا یہ قول قابل ملاحظہ ہے۔

باید دانست کہ در عالم ہیچ کس نبودہ است

جاننا چاہیے دنیا مین کوئی ایسا شخص

الا زبان بدگویان وعیب جویان بطعن وقدح او جاری شدہ بلکہ حرف در جناب کبریاء الٰہی ست ومعلوم ست کہ معتزلہ بتقریب انکار عصمت انبیاء ہیچ پیغمبرے را از ابتدائے آدم تا حضرت پیغمبر ما نہ گذشتہ اند کہ صغائر وکبائر بجناب الیشان نسبت نکردہ وہمچنین فرقہ یہود در انکار عصمت ملائکہ ہمین جادہ را پیمودہ اند وخوارج ونواصب در جناب حضرت واہلبیت کرام ہمین وتیرہ پیش گرفتہ اند لیکن بر عاقلان پوشیدہ نیست کہ ہمہ عوعوسگان نسبت بنور افشانی ماہ است اصلا نقص بمنزلت آن بزرگان نہ می کند۔

نہین گذرا جس پر بدگویون نے زبان درازی اور عیب جوئی اور نکتہ چینی نہ کی ہو۔ حتیٰ کہ خدا پر بہتان کیا ہے۔

معتزلہ نے انبیا سے انکار کر کے حضرت آدمؑ سے لے کر جناب ختم الانبیا تک کو نہین چھوڑا کہ اُن کو گناہ کبیرہ وصغیرہ سے متہم کیا ہو اور یہی طریقہ یہود نے ملائکہ عصمت مین اور خوارج ونواصب نے جناب امیرالمومنین اور اہلبیت کی شان مین اختیار کیا ہے لیکن عقلاء سے پوشیدہ نہین ہے کہ اس الزام کی وقعت بالکل ویسی ہے جیسے چاند کی روشنی دیکھکر کتے چاند پر بھونکنا شروع کر دیتے ہین اسی طرح ان بدگویون اور زبان درازون کے عیب جوئی سے ان بزرگون کے عصمت پر کوئی دھبہ نہین آیا۔

تحفۂ اثنا عشریہ صـ(۲۷۲)

واضح ہو کہ وہ موقع اور وقت شجاعت دکھانے کا نہ تھا بلکہ صبر کا تھا ؎

کم زور دست باز و شیر خدا نہ تھا　　سب قدرتین وہی تھین پہ حکم خدا نہ تھا

چنانچہ جو مصائب وآلام آپ کے صحابہ کے ہاتھ سے آل رسولؐ پر بعد رحلت آنحضرت صلعم گذرنے والے تھے ان سب کی حضرت صلعم پیشین گوئی کر گئے تھے۔ اور ان پر صبر وشکر کرنیکی وصیت

فرما گئے تھے ان مصائب کا کچھ ذکر جلد اول مین ہو چکا ہے۔ باقی جلد سوم مین انشاء اللہ المستعان تحریر کیے جائین گے۔

قاتل المشرکین۔ سافک وماء المارقین۔ والقاسطین۔ والناکثین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی شجاعت اور صلابت صرف حضرت صلعم کے حیات ہی تک محدود نہین تھی۔ صفین۔ اور جمل۔ اور نہروان وغیرہ مین جن شجاعتون کا ظہور ہوا کیا اُس کا علم آپ کو نہین ہے۔ جن مفسدین کے دماغ بادۂ نخوت ورشک وحسد سے مخمور تھے صاحب لافتیٰ نے ذوالفقار کے پانی سے اُن کا خمار دور کیا ہے۔ خود حضرت ام المومنین جو قلب لشکر مین اونٹ پر سوار ہو کر اور لشکر اعدا کی سپاہ سالار بن کر بہ نفس نفیس رونق افزا تھین نہایت عاجزی اور بیقراری سے الامان پکارنے لگین۔ ام المومنین کو شکست کھانے پر جو ندامت ہوئی تھی اُس کو آپ ہی حضرات کے دل خوب جانتے ہین۔ آپ کے پیر ومرشد باین الفاظ تحفہ مین اسکا ذکر فرماتے ہین۔

ہر چند درین بین بجناب حرم محترم رسولؐ اہانتے وذلتے کہ رسید اظہر من الشمس ست۔

اور بخاری مین ہے کہ ام المومنین جنگ جمل کو یاد کرتی تھین اور اس قدر روتی تھین کہ بال اُن کے آنسون سے تر ہو جاتے تھے۔ غرض اللہ جل شانہ نے دیگر صفات کے ساتھ آل محمدؐ کو شجاعت بھی عطا فرمائی تھی جس کا ظہور ان خاصان خدا سے ہر موقع وہر محل پر ہوا کیا ہے

بھوک مین پیاس مین ایک ایک ہزارون سے لڑا　　کیا بہادر تھے محمدؐ کے گھرانے والے

قال اللہ تبارک وتعالی یاایھا الناس انما بغیکم علی انفسکم متاع الحیوٰۃ الدنیا ثم الینا مرجعکم فینبئکم بما کنتم تعملون ہ

اے لوگو تمھاری سرکشی تمھاری ہی جانون پر پڑے گی۔ دنیا کا مزہ تھوڑا ہے۔ پھر ہماری ہی طرف تم کو لوٹنا ہے۔ اُسوقت ہم بتا دین گے جو تم کرتے تھے۔

اب جنگ وادی الرمل کا حال سنئے

سریہ وادی الرمل

اقتباس تاریخ متذکرۂ بالا
رسول اللہ کا حضرت ابوبکر
و عمر او عمرو بن عاص کو
سپہ سالار بنا کر باری باری سے
جنگ پر بھیجنا مشرکین کا
اُن پر حملہ کرنا۔ اور ہر بار
کا معہ فوج فرار ہونا۔

بعد از غزوۂ تبوک اعرابی نزد رسول اللہ آمدہ معروض داشت کہ قوی از عرب در وادی الرمل مجتمع شدہ۔ داعیہ آن دارند کہ بر سبیل شبخون بجانب مدینہ توجہ نمایند۔ چون پرتو این خبر بنگاہ ضمیر انور تافت فرمان داد کہ تا یاران جمع شدند۔

بعد غزوۂ تبوک ایک اعرابی نے جناب رسول خدا کی حضور مین آکر عرض کیا کہ عرب کے لوگ وادی الرمل مین جمع ہوئے ہین۔ اور مدینہ پر شبخون کرنے کا قصد رکھتے ہین۔ حضرت صلعم نے اصحاب کبار کو جمع کیا۔

حضرت خیر البرایا۔ لوا را بہ صدیق رض داد۔ اورا بر آن طائفہ امیر گردانید و بر سر اعدا فرستاد۔ بایں جملہ صدیق بموجب فرمان روے بہ مخالفان آورد۔ و بعد از قطع منازل قریب بمنزل ایشان خواست کہ پاے در وادی نہادہ دست بروے نماید۔ کہ ناگاہ ارباب نفاق بہ ہیئت اجتماعی از وادی بیرون آمدہ دست بہ شمشیر و نیزہ بردند۔ عاقبت چشم زخمی بہ سپاہ اسلام

اور علم و فوج ابوبکر صدیق رض کو دیکر سپہ سالار بنا کر دشمنون کی طرف روانہ کیا۔ بعد قطع مسافت جب مخالفین کے پڑاؤ کے قریب پہونچے تو حضرت ابوبکر نے چاہا کہ اسی جگہ لشکر کو ٹھیرا کر دشمنون پر حملہ کرین کہ سب مخالفین اپنے مقام سے نکل کر تلوار اور نیزہ ہاتھون مین لیے ہوے۔ لشکر اسلام پر ٹوٹ پڑے سپاہ اسلام ان کے حملہ کی تاب نہ لا سکے

رسید۔ و مسلمانان بعض بہ شہادت فائز
شدہ۔ برخے منہزم گشتہ مراجعت بمدینہ
نمودند و بعد از اطلاع رسول اللہ برائے
اہل اسلام رایتے ترتیب کردہ بفاروق
داد۔ اورا با طائفۂ از مسلمانان بانتقام
ارباب خلاف نامزد فرمود۔ عمرؓ
بجانب آنہا شتافت و در ان حین کہ
میل در آمدن وادی کرد مشرکان از
موضع کمین ایشان بیرون آمدہ روے
بہ مسلمانان نہادند بعد از کشش و کوشش لشکر
اسلام بطریق انہزام بمدینہ معاودت نمودہ۔
بعد از وقوع این قصہ عمرو بن عاص را
حضرت مقدس نبوی بہ امارت جمعے از
مسلمانان سرفراز ساختہ بجانب دشمنان
روان گردانید و بایشان در مقام مقابلہ
و مقاتلہ آمدہ منہزم باز گشت و بعضے
از مسلمانان نیز شہادت یافتند۔ بعد از
مراجعت عمرو بن عاص حضرت مقدس
نبوی جہت امیر المومنین علیؑ لوائے بستہ

چنانچہ بعض شہید ہو گئے اور
جو باقی رہے وہ ہزیمت اُٹھا کر
مدینہ واپس آئے اسکے بعد حضرت صلعم
نے دوبارہ لشکر تیار کیا۔ اور
حضرت عمرؓ کو امیر لشکر اور علم دیکر
روانہ کیا۔ جب یہ اس میدان مین
پہونچے تو فوج مخالفین نے کمین گاہ
سے نکل کر مسلمانون پر حملہ آور
ہو کر ہزیمت دی۔

اسلام بطریق انہزام بمدینہ معاودت نمودہ۔
بعد از وقوع این قصہ عمرو بن عاص را
حضرت مقدس نبوی بہ امارت جمعے از
مسلمانان سرفراز ساختہ بجانب دشمنان
روان گردانید و بایشان در مقام مقابلہ
و مقاتلہ آمدہ منہزم باز گشت و بعضے
از مسلمانان نیز شہادت یافتند۔ بعد از
مراجعت عمرو بن عاص حضرت مقدس
نبوی جہت امیر المومنین علیؑ لوائے بستہ

اسکے بعد حضرت صلعم نے عمرو بن عاص کو
امیر لشکر کرکے ان کی طرف بھیجا
لیکن یہ بھی مقابلہ و مقاتلہ نہ کر سکے
آخر کچھ لوگ شہید ہو گئے
باقی سپاہ لیکر مراجعت فرمائی
مدینہ ہوئے۔
اب رسول اللہ صلعم نے جناب
امیر المومنین علی علیہ السلام کیلئے لشکر تیار کرنا

رسول اللہ کا لشکر ترتیب دیکر جناب امیرؑ کو جنگ بھیجنا۔ اور حضرت ابوبکر و عمر اور عمرو بن عاص کو مطیع امیر المومنین کرکے لشکر مین شامل کرنا۔

و دست بجانب آسمان برداشتہ در شان
او دعائے نیکو بزبان معجز بیان بگذرانید
و تا بہ مسجد احزاب بہ تشییع علیؑ مرتضیٰ قدم
رنجہ فرمودہ فرمان داد کہ صدیق و فاروق
و عمرو عاص در آن سفر با علیؑ مرافقت
نمایند و از صوابدید او تجاوز روا ندارند و
مرتضیٰ علیؑ از طریق وادی الرمل اعراض
نمودہ متوجہ عراق عرب گشت بعد از طے
چند منزل عزیمت محاربہ مخالفان بفہم دادہ
بجانب مقصد شتافت چون از حرکات
و سکنات امیر المومنین علیؑ نسیم فتح و ظفر
بہ مشام عمرو عاص رسید۔ لاجرم با صدیق
و فاروق گفت کہ درین راہ از وحوش
خطرہا ست اکنون مصلحت وقت آنست
کہ از وادی بر سر دشمنان شبخون بریم و شتابیم انچہ

اور علم آپ کے ہاتھ مین دیا اور دونون ہاتھ
اُٹھا کر آپ کے حق مین دعا فرمائی اور مسجد
احزاب تک مشایعت کی حضرت ابو بکر و
عمر فاروق اور عمرو بن عاص وغیرہ اصحاب کو
جناب امیرؑ کے ہمراہ کر کے امیر المومنین کے تابع
فرمان رہنے کا حکم دیا۔ جناب امیرؑ وادی الرمل
کی راہ چھوڑ کر عراق عرب کی طرف
چلے بعد طیّ مراحل منازل مخالفین سے
حرب کرنے کے لیے چلے۔ جناب امیر المومنین
علیؑ اُس مقام پر پہونچے اور آپ کے
حرکات و سکنات سے عمرو بن عاص کو
آثار فتح معلوم ہوے تو حضرت ابو بکر
و عمر سے کہا کہ اس راہ مین وحوش
کا خطرہ ہے مصلحت یہ ہے کہ اسی
مقام سے دشمنون پر شبخون کیا جائے۔
اُنھون نے حضرت علیؑ سے کہا مگر
آپ نے اس رائے سے اتفاق نہین
کیا عمرو عاص نے اہل اسلام سے کہا کہ
ہم جانین کیون ہلاکت مین ڈالین آؤ اسی جنگل کی طرف چلین

جواب دادند۔ کہ پیغمبر ما را از مخالفت علیؑ نہی فرمودہ۔ اکنون چگونہ سخن ترا بشنویم۔ علیؑ رائے عمرو بن العاص را خطا شمردہ۔ ہمچنان می راند۔ تا در طلوع فجر بر سر عدو رسیدہ بطریق کہ خاطر او میخواست۔ از آن قوم سفاک انتقام کشید۔

چنانچہ۔ سورۂ والعادیات درین باب نازل گشتہ حضرت رسولؐ اصحاب را بفتح بشارت داد۔ چون علیؑ مراجعت نمودہ نزدیک بمدینہ رسید۔ آن سرور یاران را باستقبال امیر المومنین حیدرؑ امر فرمود۔ وخود پیش ایشان روان شد۔ در آن زمان کہ چشم مبارک جناب ولایت مآب بروئے فرخندۂ حضرت نبوتؐ انتساب افتاد از اسپ پیادہ گشت۔ آن سرورؐ فرمود کہ اے علیؑ سوار شو۔ کہ خدا و رسول از تو راضی ہستند علیؑ از غایت فرحت گریان شد۔ رسول اللہؐ فرمود اگر اندیشۂ آن نمی داشتم کہ طوائف

اہل لشکر نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے تو ہمکو علیؑ کی مخالفت سے منع کیا ہے ہم تمہارا حکم کیون کر مانین۔ غرض امیر المومنینؑ عمرو عاص کی رائے خطا سمجھکر اسی راہ سے آگے چلے اور طلوع فجر تک دشمنون کے سر پر پہونچے جیسا خاطر مبارک مین آیا اس قوم سے جنگ کی فتح کر کے پھرے۔

حق سبحانہ تعالی نے سورۂ والعادیات امیر المومنینؑ کی تعریف مین نازل فرمایا۔ رسول اللہؐ نے اصحاب کو فتح کی بشارت دی۔ جب امیر المومنینؑ نزدیک مدینہ پہونچے تو حضرت صلعم نے اصحاب کے ساتھ استقبال کیا جب امیر المومنینؑ نے رسول اللہؐ کو دیکھا تو گھوڑے سے اُتر کر پیادہ پا ہو گئے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا اے علیؑ خدا اور رسول تم سے راضی ہین سوار ہو جاؤ۔ امیر المومنینؑ خوشی سے گریان ہوئے رسول اللہؐ نے فرمایا اے علیؑ اگر مجھے اپنی اُمت سے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ وہ بھی

جناب امیرؑ کا معہ لشکر بر سر اعدا بھیجنا اور انتقام لینا۔ اور سورۂ والعادیات نازل ہونا۔

رسول اللہؐ کا معہ اصحاب جناب امیرؑ کا استقبال فرمانا اور آپکی پیشانی کو بوسہ دینا اور حدیث منزلت

امت در شان تو گویند آنچہ در بارۂ مسیحؑ	تمھاری شان مین وہی کہنے لگے جو عیسیٰؑ
یعنی عیسیٰؑ ابن مریمؑ گفتہ اند ہر آئینہ در حق تو	بن مریمؑ کی شان مین کہا تو مین تمھارے
سختی ٔ گفتم کہ بر تیغ گزر وہے نہ می گذشتے	شان مین ایسی بات کہتا کہ جس راہ سے
مگر آنکہ خاک از تخت ہر دو قدم تو بر داشتندے	تم نکلتے لوگ تمھارے دونون پاؤنکی خاک

(از روضۃ الصفا) اوٹھا لیتے:

اس روایت سے ظاہر ہے کہ بعد غزوۂ تبوک یہ لڑائی پیش آئی اس میں جناب سولخدا صلعم نے حضرت ابوبکر و عمر کو امیر لشکر بنا کر بھیجا مگر یہان سے بھی منہزم ہوے آخر یہ لڑائی بھی کرار غیر فرار ہی کے دست مبارک پر فتح ہوئی۔ اور حق سبحانہ تبارک و تعالیٰ نے "سورہ والعادیات" جناب امیر علیہ السلام کی شان مین نازل فرمایا۔ غرض ؎

ہین انکے قدم راہ رو جادۂ تسلیم — ان قدمونپہ جو سر ہو وہ ہے لایق تعظیم
ہاتھ آئے ہین کیا پاؤن زہے عزت و تکریم — ثابت قدمی ان سے صدا پاتی ہے تعظیم

روشن جو زمین ہے تو یہ پرتو ہے انھین کا
جو راہ خدا مین ہے وہ پیرو ہے انھین کا

ہین فاتح بدر و احد و خندق و خیبر — ان ہاتھون سے مارا گیا مرحب سا دلاور
اک ضرب مین کاٹا سر عمرو سر عنتر — دو انگلیون سے چاک کیا کلۂ اژدر

منصور و مظفر رہے تائید احد سے
کعبہ مین سر لات کو توڑا ہے نکد سے

اللھم صل علی محمد و آل محمد

اب مین غزوہ حنین کا احوال لکھکر سلسلۂ غزوات ختم کرتا ہون۔

غزوۂ حنین

اقتباس تاریخ مندکر بالا دربارہ جنگ

چون رسولؐ اللہ مکہ را فتح فرمود اشراف
ہوازن و ثقیف با یکدیگر گفتند کہ محمدؐ بر قریش
ظفر یافت و چون خاطر او از مہم ایشان
فارغ شد بخیل کہ متوجہ ما گردد و مصلحت آن
ست کہ پیش از آنکہ لشکر بطرف ما اید ما بر سر او رویم
بالجملہ سی ہزار مرد بر محاربہ حضرت مقدسؐ نبوی
اتفاق نمود۔ چون حضرت مقدسؐ نبویؐ از
توجہ مخالفان آگاہی یافت باشانزدہ ہزار
کس روئے بہ حُنین نہاد گویند ابوبکر صدیق
بعد از ملاحظہ کثرت لشکر اسلام گفت
امروز ما از قلت سپاہ مغلوب نخواہیم گشت۔
این حدیث را حضرت مقدس نبویؐ شنید
مکروہ داشت۔ و خدائے عزوعلا بواسطہ
این سخن در مبادی حال لشکر اسلام را
منہزم گردانید تا بر عالمیان روشن گردد
کہ فتح و ظفر و نصرت بعنایت ملک
اکبر است نہ بکثرت لشکر۔ چون تلاقی

بعد فتح مکہ اشراف ہوازن و ثقیف نے
آپس مین یہ مشورہ کیا کہ محمدؐ نے قریش پر فتح
پائی ہے۔ چونکہ وہ اس مہم سے فراغت پا چکے ہین
اس لیئے احتمال ہے کہ اب وہ ہماری طرف متوجہ
ہون پس مصلحت یہ ہے کہ قبل اسکے کہ ہماری طرف
لشکر لے کر آئین ہم ہی اُن پر چڑھائی کر دین اس پر
تیس ہزار مرد ان محارب جناب رسول اللہ صلعم
سے لڑنے پر آمادہ ہوے۔ جب آنحضرتؐ کو مخالفین
کے اس ارادہ کی خبر ہوی تو آپ سولہ ہزار اصحاب
ساتھ لے کر جانب حنین روانہ ہوے ابوبکر صدیقؓ
نے لشکر اسلام کی یہ کثرت دیکھکر کہا کہ آج ہم بوجہ
کثرت سپاہ مغلوب نہ ہونگے رسول اللہؐ کو یہ قول
ناگوار ہوا۔ اور آخر حضرت صدیقؓ کے
اسی قول کے سبب سے خدائے عزوجل نے
لشکر اسلام کو ابتداء ہزیمت دی تاکہ سب لوگ
جان لیں کہ فتح و نصرت خدائے پاک کی عنایت پر
موقوف ہے نہ کہ کثرت سپاہ پر۔ جب دونون

فریقین نزدیک شد پیغمبر صلعم ترتیب سپاہ
اسلام پرداختہ علمی بعمر بن الخطاب دادلوائے
دیگر بہ علی مرتضیٰ ودیگرے بہ سعید بن ابی وقاص
سپرد ومتوجہ مخالفان شد۔ مخالفان یکبارہ
مسلمان حملہ کردند۔ وتنزلزل درعبی بحال
ایشان راہ یافت روئے بہ فرار نہاد وانہزام
سپاہ بمرتبہ رسید کہ بیش از معدودے چند بیش
حضرت رسولؐ نماند۔ از جملہ دلاوران کہ ثبات
قدم نمودند علیؑ بود عباس وعبداللہ مسعود
ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب۔
واولاد جعفر وربیعہ وپسران عباس قثم
وفضل واسامہ بن زید وبرادرش
وبرادر مادر اوام ایمن حضرت مقدس نبویؐ
چون بدید کہ اصحاب برمقتضیٰ "الفرار مما لایطاق
من سنن المرسلین" عمل می فرمایند خواست کہ
ایشان را بفجواے۔ فاصبر کما صبر اولوا العزم من
الرسل" تسکین دہد تا بر محاربہ مصابرت نمایند
لاجرم بہ زبان گوہر افشان چند نوبت بگذرانید
کہ "یا انصار اللہ وانصار رسولہ من بندہ وسول خدیم۔

فوجین مقابل ہوئین تو پیغمبر خدا نے لشکر اسلام کی
ترتیب فرمائی اور ایکا ایک علم حضرت علی مرتضیٰ۔ عمر
بن الخطاب اور سعید بن ابی وقاص کو عنایت فرمایا۔
اور ان کو فوج اسلام کے ساتھ مخالفین سے لڑنیکو
بھیجا۔ مخالفین کفار نے لشکر اسلام پر یکایک
ایسا حملہ کیا اور اُن کا رعب لشکر اسلام پر
اسقدر چھا گیا کہ بے تحاشہ بھاگنے لگے۔
علی مرتضیٰ عبداللہ بن مسعود
ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب
وجعفر اور اسامہ بن زید۔ اور اُسکے
دو بھائی کے سوا اور کوئی ثابت قدم
نہ رہا رسولؐ اللہ نے دیکھا کہ اصحاب
بمقتضائے۔
"الفرار مما لایطاق من سنن المرسلین"
پر عمل کر رہے ہین تو آپ نے فجوائے
فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل" لشکر اسلام
کو جدال وقتال پر ثابت قدم رہنے کیلیے بھاگنے
والون کو خود زبان مبارک سے باین الفاظ پکارا
یا انصار اللہ وانصار رسولہ" من بندۂ خدا۔

وبروایتے چنین فرمود کہ "الی این ایہا الناس" ہرچند
حضرت اشارت بصبر وثبات می فرمود از
غایت دہشتی کہ بر مسلمانان استیلا یافتہ بود
ہیچ کس روے بازپس نمی کرد۔ درین اثنا
رسول اللہ بتحریک شتریکہ برآن سوار
بود سعی می کرد تا بجانب مخالفان رود۔
جابر رضی اللہ عنہ گوید کہ ما رفتیم بادادی
حنین ومخالفان در شعاب وادی کمین
کردہ بودند۔ ناگاہ سپاہے دیدم باشمشیر
ونیزہ بیکبارہ حملہ آوردند مردم ما فرار
اختیار کردند۔ چنانچہ ہیچ کس بدیگرے
نمی پرداخت۔ چون مالک عوف متوجہ
پیغمبر شد۔ ایمن بن ام ایمن سر راہ مردے
گرفتہ جنگ می کرد تا شہادت یافت۔
آوردہ اند چون مسلمانان منہزم ومتفرق
گشتند مشرکان قریش وجمعے از مردم مکہ کہ طوعًا
وکرہًا مسلمان شدہ بود۔ مسرور گشتند۔
قاہرہ خدا ایشان اشتعال یافتہ سخنان
نامناسب بزبان آوردند کہ اصحاب محمدؐ

اور اُس کا رسول ہون میری طرف پلٹو۔
ہرچند حضرت اُن کو پکارتے رہے مگر
مسلمانون پر کفار کی ایسی دہشت غالب
ہوگئی تھی کہ کسی نے مڑکر بھی نہ دیکھا۔
رسول خدا خود جس شتر پر سوار تھے
کفار کی طرف چلے۔
جابر رضی اللہ کا بیان ہے کہ ہم حنین کے
جنگل مین گئے اور دیکھا کہ کفار کمین گاہ
مین ہین۔ ناگاہ ایک سپاہ نے شمشیر
ونیزہ سے ہم پر حملہ کیا۔ اور ہمارے
ساتھی ایسے فرار ہوئے کہ کسی کو
کسی کا خیال نہ تھا جب مالک
عوف نے رسول اللہ کی طرف
رُخ کیا تو ام ایمن رسول اللہ کی
حفاظت کیلیئے بڑھے۔ اور جنگ کی آخر
شہادت پائی منقول ہے کہ جب مسلمانون
ہزیمت پاکر متفرق ہوگئے تو کفار قریش
اور مکہ کے چند لوگ جو مسلمان ہوگئے تھے
ایسقدر خوش ہوئے کہ پکار پکار کر کہتے تھے کہ محمدؐ کے

چنان روئے بہ گریز نہادہ اند۔ کہ تا کنار
دریا در ہیچ جائے توقف نخواہند کرد
دیگرے گفت بشارت باد ترا اے صفوان
کہ یاران محمدؐ روئے از معرکہ برتافتند آوردہ
اند کہ چون مسلمانان در روز جنگ حنین
متفرق شدند حضرت مقدس نبوی با عباس
کہ آوازے بلند داشت فرمود کہ یاران را
ندا کن باین وجہ یا معشر الانصار یا اصحاب
الشجرۃ یا اصحاب سورۃ البقرہ دعباس
بموجب فرمودہ۔ آواز برکشید۔ اصحاب کہ
ندا را استماع نمودند۔ از اطراف
وجوانب "لبیک" گویان بخدمت سید
کائنات شتافتند و آن سرور را بسلامت
یافتند۔ و اول گروہے کہ بر تقبیل رکاب
فلک فرسائے فائز شدند طائفہ انصار بودند۔
از انصار حضرت از ایشان پرسید کہ باشما
دیگر ہست گفتند نے۔
نقلست کہ در واوئے حنین شخصے از
مشرکان ابو جرول۔ نام بر اشتر سوار

اصحاب ایسے بھاگے جارہے ہین کہ تا لب
دریا۔ کہین بھی نہ ٹھیرین گے۔ اور کسی نے
صفوان کو اصحاب محمدؐ کے میدان سے
بھاگنے کی بشارت دی۔ روایت ہے کہ
جب مسلمان روز جنگ بھاگ رہے تھے
تو رسول اللہ نے حضرت عباس سے جو
بلند آواز تھے فرمایا کہ ان اصحاب کو
یہ کہکر پکارو "یا معشر الانصار یا اصحاب
الشجرہ" یا اصحاب سورۃ البقرہ۔ چنانچہ
حضرت عباس نے اسی طرح آواز دی۔
اصحاب آواز سنکر چاروں طرف سے
آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئے۔
اور آپ کو صحیح وسلامت پایا سب سے پہلے
جس گروہ نے شرف حضوری حاصل
کیا وہ طائفۂ انصار تھا۔ آپ نے
اُن سے پوچھا تمھارے ساتھ اور
بھی کوئی ہے۔ عرض کیا نہین۔
منقول ہے کہ وادئ حنین مین سے ایک شخص
کفار سے جسکا نام ابو جرول تھا ایک اونٹ پر سوار

روئے بہ مسلمانان نہاد۔ او شجاعی بود۔
سفاک و بیباک عظیم الجثہ طویل القامت
کہ ہیچکس از مبارزان آن عرب ہائے در معرکہ
او قدم نہ نہادے و در برابر وے دست
جرأت از آستین جلاوت بیرون
نیاوردے۔ و این ابوجرول از سر تہور
و غرور رجزے می خواند و مبارزی طلبید
و اصحاب نصرت انتساب در محاربہ او
توقف می نمودند کہ ناگاہ شیر بیشہ ہیجا
و ابن عم مصطفےٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ
متوجہ ابوجرول شد۔ و بزخم تیغ آبدار و مار
از روزگار آن تدبر خاکسار برآورد بہرآم
خون آشام از مشاہدۂ این حال انگشت
تحیر بدندان تفکر گرفت و اہل اسلام از
ملاحظۂ این صورت مستظہر و قوی دل و
مشرکان خوار و خجل گشتند و چہار کس از
سپاہ نصرت بعز شہادت فائز شدند و
و ہفتاد کس از مخالفان بدوزخ رفتند و ہوازن
و ثقیف بالفتح و ظفر روئے از معرکہ برتافتند

ہو کر مسلمانون سے لڑنے کو آیا۔ وہ ایک بڑا
شجاع سفاک بیباک اور عظیم الجثہ طویل القامت
تھا کہ دلیران عرب سے کوئی بھی معرکہ
کارزار مین قدم نہ رکھتا تھا اور اُس کے
سامنے آنیکی کسی کو جرأت نہوتی تھی۔
الغرض ابوجرول نے بہت ہی غرور
و تکبر سے رجز پڑہکر لشکر اسلام سے
مبارز طلب کیا مگر سب اصحاب نے
لڑنے مین توقف و تامل کیا۔ ناگاہ
شیر بیشۂ ہیجا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ
ابوجرول کی طرف بڑہے۔ اور تلوار
کے ایک ہی وار سے اوس کو ہلاک
کر دیا۔ اس واقعہ کو دیکھ کر ہر شخص
تعجب اور حیرت سے انگشت بدندان
ہو گیا اور اہل اسلام قوی دل اور کفار
خوار و خجل ہوے۔ لشکر اسلام سے
چار آدمی شہید ہوئے۔ اور لشکر
مشرکین سے ستر قتل ہوئے۔
قبائل ہوازن و ثقیف منہزم ہو گئے۔

صاحب روضۃ الصفا نے ایک تاریخی واقعہ لکھا ہے جس سے کوئی انکار نہین کرسکتا لیکن اگر ایک تاریخ پر اطمینان نہو تو روضۃ الاحباب۔ حبیب السیر مدارج النبوۃ۔ تاریخ طبری۔ وغیرہ وغیرہ مین ملاحظہ فرمالین کہ سب مورخین نے لکھا ہے اور علمائے کرام و محدثین و متکلمین بھی ان واقعات کی صحت کے قائل ہین۔ مگر یہ سب مودت و عقیدت کے جو اُن کو اصحاب سے ہے کسی طرح ان کے نقص ایمان و اعمال کا اقرار نہین کرتے اور جہان تک ہوسکتا ہے کیا اپنے آئمہ کے اقوال (کیا احادیث نبوی) کیا آیات الٰہی سب پر تحریفات معنوی اور توجیہات و تلبیسات کرکے ان کی پردہ پوشی کرتے ہین۔ چنانچہ شاہ صاحب اصحاب کے فرار سے صاف انکار کرتے ہین۔ جیسا کہ تحفہ اثنا عشریہ ص ۳۰۲ مین تحریر فرماتے ہین۔

خلاصہ عبارت تحفہ دربارہ عدم فرار صحابہ۔

اما فرار روز حنین در حقیقت فرار نبود۔ بلکہ بسبب بی تدبیری و سبقت خالدین ولید و غفلت از کمینگاہ کہ از چپ و راست درمیان بیشہ نشاندہ بودند و گذرگاہ تنگ بود۔ پس و پیش نشیب و فراز در لشکر رو داد و در آن اثنا بعضے مردم کہ پشت دادند از صحابہ کبار نہ بودند۔ بلکہ طلقاء مکہ و مسلمۃ بالفتح باز بر آن اصرار نکردند بلکہ برگشتند و فتح شد بہ یمن کلام الٰہی۔ ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ و علی المومنین و انزل جنودا لم تروھا و نیز آنحضرت کسی را بریں باب عتاب نفرمود۔

اصل یہ کہ روز حنین بھاگنا درحقیقت فرار نہ تھا بلکہ بسبب بے تدبیری و سبقت خالدین ولید اور جائے پناہ نقاب کی غفلت سے جو چپ و راست درمیان بیشہ بٹھائے گئے تھے اور راستہ تنگ تھا لشکر مین نشیب و فراز اور پس و پیش ہوگیا تھا اس حالت مین بعض اشخاص نے پیٹھ پھیری وہ صحابہ کبار سے نہ تھے بلکہ طلقاء مکہ نے اُس پر اصرار نہین کیا اور پلٹ آئے۔ اور بدلیل کلام الٰہی ثم انزل "سکینتہ" فتح حاصل ہوئی۔ نیز آنحضرت صلعم نے کسی پر عتاب نہین فرمایا۔

زیرا کہ عذر معلوم داشت پس دیگر آن را ہم
جائے طعن و عتاب نماند۔ معہذا این قدر گناہ
مقادم طاعات و مشقات جہاد ایشان نمی
تواند شد۔ و بشارا یتکہ در حق ایشان منصوص
قطعیہ قرآن و احادیث متواترہ آمدہ است۔
از آن چشم پوشیدن این عیوبات نادرہ
ایشان را تجسس کردن شان ایمان
نیست اگر صدور گناہ از وے شود چہ باک
این قدر ہست کہ اہلسنت جمیع امور
صحابہ را از حقوق صحبت خدمت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم و جانبازیہا و ترک
خانمان و بذل مال و نفس در راہ خدا
و ترویج دین و شریعت و آیات نازلہ
در شان ایشان و احادیث ناطقہ برفعت
و علو مکان ایشان در نظر دارند و فرقہ
شیعہ غیر از عیوب گناہ ایشان چیزے
نمی بینند۔

اس لیے کہ عذر معلوم تھا اسلیے دوسرون کو
جائے طعن تہین ہے باین الفاظ یہ خفیف
گناہ اصحاب کی اطاعت و مشقت جہاد
کے لحاظ سے قابل الزام نہین ہوسکتا جو بشارتین
قرآن مجید مین نص قطعی اور احادیث متواترہ
ان کے حق مین وارد ہین۔ ان سے چشم پوشی
کرنا ان کے شاذ و نادر عیب ڈھونڈنا شان
ایمان نہین ہے۔ پس اگر کوی گناہ ان سے
سرزد بھی ہو جاے تو محل خوف نہین ہے بات
یہ ہے اہلسنت صحابہ کے سب امور کو بپاس صحبت
رسول اور پیغمبر کی اطاعت و خدمتگذاری و جانبازی
اور گھر بار چھوڑنا اور راہ خدا مین جان و مال نثار کرنا۔
دین شریعت پھیلانا اور ان آیات اور
احادیث کو جو ان کی فضیلت و منقبت مین
وارد ہین پیش نظر رکھتے ہین اور امامیہ
بجز عیب و گناہ کچھ نہین
دیکھتے۔

آیات الٰہی و اسناد کتب حدیث و سیر و بارہ فرار جمیع صحابہ بجز حضرت علی و حضرت عباس و ابوسفیان و عبداللہ بن مسعود۔

اگرچہ شاہ صاحب نے اپنے اصحاب ممدوحین کو محترم و معظم بتانے مین بہت کچھ ارشاد فرمایا ہے مگر بفحوائے آیۂ کریمہ۔

کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم — کیا بڑی بات ہو کر اُنکے منہ سے نکلتی ہے۔

ان یقولون الا کذبا ط — (مگر) سب جھوٹ ہے جو کہتے ہین۔

اخبار و آثار کے خلاف ہے جسکی تردید خود انہین کے محدثین و متکلمین کے اقوال مندرجہ ذیل سے ہوتی ہے۔

پہلا قول۔ تاریخ روضۃ الصفا سے منکشف ہوتا ہے کہ جنگ حنین مین سولہ اصحاب ہمراہ رکاب سعادت انتساب تھے۔ مگر صرف دس جن مین (۹) خاص بنی ہاشم سے تھے جو ثابت قدم رہے باقی سب کے سب فرار ہوے۔ صاحب روضۃ الاحباب بھی جس کو شاہ صاحب بہت معتبر سمجھتے ہین تحریر فرماتے ہین کہ۔

ہیچکس با پیغمبر نماند الا چہار کس ستہ از بنی ہاشم و یکے از غیر ایشان یعنی علیؑ و عباس و ابو سفیان بن حارث و عبد اللہ بن مسعود۔ روضۃ الاحباب جلد اول (صفحہ ۴۵)

دوسرا۔ پہلے ہی حملہ مین جب غنیم نے تیر باری شروع کی تمام مسلمان درہم و برہم ہوگئے اور سب کے پاؤن اکھڑ گئے صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ چند افراد میدان مین رہ گئے آپ نے یہ دیکھکر حضرت عباس سے فرمایا کہ لوگون کو پکارو ان کے بلند آواز سنکر انصار پلٹے جب ان کی تعداد ایک سو ہوگئی تو انھون نے کفار پر حملہ کیا۔ تاریخ الامت (صفحہ ۱۴۱)

تیسرا۔ شمس العلماء شبلی نعمانی رقمطراز ہین کہ فوج اسلام نے جن کی تعداد بارہ ہزار تھی صبح کے وقت حملہ کیا۔ ادھر کمینگاہون سے تیر اندازون کے دستہ نکل آے اور تیرون کا منہ برسا دیا۔ مقدمۃ الجیش ابتری کے ساتھ بے قابو ہوکر پیچھے ہٹا اور پھر تمام فوج کے پاؤن اکھڑ گئے صحیح بخاری مین ہے۔ فادبر واحتی بقی وحدہ یعنی سب لوگ ٹل گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکیلے رہگیے۔ تیرون کا مینہ برس رہا تھا بارہ ہزار فوجین ہوا ہوگئین تھین لیکن ایک پیکر مقدس پا برجا تھا جو تنہا ایک فوج ایک ملک و ایک اقلیم ایک عالم بلکہ مجموعۂ کائنات تھا۔ سیرۃ النبی جلد اول صفحہ ۱۹۱

امام محمد اسمٰعیل نے اُن چار جان نثارون کو بھی جو آنحضرت کے ساتھ موجود رہے تھے عام مفرورین مین شامل کر دیا ہے اس قول سے امام صاحب نے اپنے عقیدت و ارادت کا اظہار کیا ہے جو مخصوص وصئی رسول و دیگر ارکان بنی ہاشم سے اور اسی سبب سے بخاری شریف کو بعد کتاب الباری بخاری کا مرتبہ اور درجہ دیا گیا ہے۔

چوتھا۔ صحیح بخاری کتاب المغازی (ص۶۲۲ ج۲) جنگ حنین مین قتادہ سے روایت ہے۔

وانهزم المسلمون وانهزمت	جنگ حنین سے دیگر مسلمین بھی بھاگے اور مین بھی
معهم فاذا عمر بن الخطاب فی	بھاگتون مین نے عمر کو بھی انہین بھاگنے والون
الناس فقلت له ما شان الناس	مین پایا تو پوچھا کہ لوگون کا کیا حال ہے تو عمر نے
قال امر الله	کہا حکم خدا (اس مین کیا چارہ ہے)

پانچوان قال رجل للبراء بن عازب افررتم عن رسول الله یوم حنین۔ قال لکن رسول الله لم یفر۔

یعنی حنین مین بھاگنا کچھ تعجب نہین یہ تو احد و خیبر مین بھی خوف کے مارے بھاگ گئے تھے۔

چھٹا۔ ابن ابی الحدید معتزلی کا قصیدہ رائیہ منجملہ سبع علویات ملاحظہ ہو جس مین عالم مذکور نے یہ لکھا ہے

ولیس بمنکر فی حنین فراره	اور نہین ہے بروز حنین اوسکا فرار کرنا
وفی احد قد فر خوفا وخیبرا	قابل انکار اور احد مین اور خیبر مین از روے
ایضا صفحہ ۴۲	خوف کے تحقیق کہ وہ بھاگا۔

ساتوان۔ شرح تجرید علامہ قوشجی (ص۳۷۱) مین ہے۔

وقد سار النبی فی عشرة	رسول اللہ صنعم کے ساتھ دس ہزار مسلمان
الاف من المسلمین فتعجب	تھے ابوبکر نے اس کثرت پر عجب کیا اور کہا

ابو بکر من کثرتھم وقال لن نغلب الیوم لقلتھم فانھزموا باجمعھم ولم یبق مع النبی صلعم سوی تسعۃ نفر علی والعباس وابنیہ قثم وفضل وابوسفیان بن الحارث ونوفل بن الحرث وربیعۃ والحرث وعبداللہ بن المسعود وعتبۃ ومصعب ابنا ابی لھب

آج قلت لشکر کی وجہ سے ہم مغلوب نہ ہونگے تمام مع جمعیت ہزیمت پائی اور بجز علیؑ و عباس اور اونکے دونون بیٹون قثم و فضل اور ابوسفیان و نوفل و ربیعہ و عبداللہ و عتبہ اور مصعب کے رسول اللہ صلعم کے پاس کوئی نہ تھا۔ (از میار الفضل صفحہ ۱۴۰)

آٹھوان۔ تاریخ خمیس و یاربکری مین ہے۔

فی روایۃ لم یبق معہ صلعم الا اربعۃ ثلاثۃ من بنی ھاشم علی والعباس وابوسفیان بن الحارث واحد من غیرھم وھو عبداللہ بن مسعود فعلی والعباس یحفظانہ صلعم من قبل وجھہ وابوسفیان بن الحارث اخذ بعنانہ وابنہ وعبداللہ بن مسعود یحفظ من الجانب الایسر۔ الخ (ایضاً)

روایت ہے بنی صلعم کے پاس صرف تین چار شخص رہے بنی ہاشم سے علی اور عباس اور ابوسفیان تھے۔ اور ایک غیر یعنی عبداللہ بن مسعود پس علیؑ اور عباس تو آن حضرت صلعم کے سامنے آپکی حفاظت کر رہے تھے۔ اور ابوسفیان و عبداللہ بن مسعود سواری کی عنان پکڑے آنحضرت کے دہنے و بائین تھے۔

نوان۔ اسی طرح فتح الباری مین ہے۔

لما فر الناس یوم حنین جعل النبی یقول انا النبی لا اکذب فلم یبق معہ صلعم الا اربعۃ نفر ثلاثۃ

حنین کے دن سب لوگ بھاگ گئے آنحضرت صلعم اُن کو پکار کر فرماتے تھے مین نبی ہون دروغ نہین کہتا حضرت صلعم کے پاس

من بنی ھاشم ورجل من غیرھم علی و عباس بین یدیہ ابو سفیان بن الحارث اخذ بالعنان (ایضاً ص۱۲۱)

سوائے علیؓ و عباسؓ اور ابو سفیان کے جو بنی ہاشم سے تھے اور ایک غیر شخص کے کوئی نہ ٹھیرا۔

دسواں۔ جناب شمس العلماء شبلی نعمانی سیرۃ النبی (صفحہ ۲۹۰) مین رقمطراز ہین کہ۔

فتح کی بجائے دہلہ اول مین مطلع صاف تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر اٹھا کر دیکھا تو رفقائے خاص مین سے بھی کوئی پہلو مین نہ تھا حضرت ابو قتادہ جو شریک جنگ تھے۔ اُن کا بیان ہے کہ جب لوگ بھاگے تو مین نے ایک کافر کو دیکھا کہ ایک مسلمان کے سینہ پر سوار ہے مین نے عقب سے اس کی شانہ پر تلوار ماری جو زرہ کو کاٹ کر اندر اُتر گئی۔ اس نے مجھکو اس زور سے دبوچا کہ میری جان پر بن گئی لیکن پھر وہ ٹھنڈا ہو کر گر پڑا۔ اسی اثنا مین مین نے عمر کو دیکھکر پوچھا کہ مسلمانون کا کیا حال ہے۔ بولے قضائے آلہی یہی تھی (صحیح بخاری غزوہ حنین)

گیارھواں۔ روایت است کہ ان روز چہار کس پیش آنحضرت نماندند۔ سہ از بنی ہاشم عباس و علیؓ و ابو سفیان بن حارث و یکے دیگر ابن مسعود رضی اللہ عنہ عباس و علیؓ پیش روے آنحضرت نگاہ داشتند۔ و ابو سفیان عنان شتر گرفتہ بود و عبد اللہ بن مسعود طرف چپ آنحضرت محافظت می نمود (مدارج النبوۃ جلد ۲)

روایت ہے کہ اُسدن چار آدمی سے زیادہ آنحضرت کے نزدیک نہ تھے۔ عباسؓ و علیؓ و ابو سفیان اور ابن مسعودؓ۔ عباسؓ و علیؓ رسول اللہ کے سامنے کی حفاظت کرتے تھے اور ابو سفیان مہار شتر ہاتھ مین لئے ہوئے تھے اور ابن مسعود بائین جانب آنحضرت کی حفاظت مین مشغول تھے۔

جیسا کہ صاحب روضۃ الصفا نے اصحاب کے فرار سے مشرکین کا ہنس ہنس کر یہ کہنا کہ۔

اصحاب محمدؐ چنان روبگریز نہادند کہ تا کنار دریا ہیچ جائے توقف نخواہند کرد۔

لکھا ہے۔ یہی تاریخ کامل مین بھی ہے۔

جب مسلمان لوگ بھاگ گئے تو ابوسفیان بن حرب نے کہا مسلمانون کی ہزیمت یہین ختم نہ ہو گی بلکہ سمندر تک ایسے ہی بھاگتے چلے جائین گے۔ عروج الاسلام جلد ہفتم صفحہ ۱۰۱۹۔

آیہ کریمہ۔ اصحاب کا مغرور ہونا فرار اور امداد غیبی۔

یہ شہادتین تو امام بخاری اور دیگر محدثین کی تھین۔ اب آیت الٰہی کی شہادت پر غور فرمایا جائے جو اصحاب کے کبر و تکبر اور اُن کے مغرور ہونے اور امداد غیبی مین ہے۔

لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ	(مسلمانون) خدا نے تمھارے بہتیرے مقامات پر
ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلن	(غیبی) امداد کی جنگ حنین کے روز جب تمھین اپنی
تغن عنکم شیئا وضاقت	کثرت نے مغرور کر دیا تھا پر وہ کثرت تمھین کچھ بھی
علیکم الارض بما رحبت	کام نہ آئی اور (تم اُلٹے گھبرائے کہ) زمین باوجود
ثم ولیتم مدبرین ثم انزل	اس وسعت کے تمپر تنگ ہو گئی پھر تم پیٹھ پھیر کر
سکینتہ علی رسولہ وعلی المومنین	بھاگ نکلے تب خدا نے اپنے رسول پر اور مومنین
وانزل جنودا لم تروھا وعذب	پر اپنی (طرف سے) تسکین نازل فرمائی اور فرشتون
الذین کفروا وذلک جزاء	کے لشکر بھیجے جنھین تم نہ دیکھتے تھے اور کفار پر عذاب
الکفرین۔ (سورۂ توبہ)	نازل فرمایا۔ اور کافرون کی یہی سزا ہے۔

تفسیر حسینی

اس آیۂ وافی ہدایہ کی تفسیر یہ ہے۔

بدرستیکہ یاری کرد خدا شمارا اے مومنان	اے مسلمانون خدا نے تمھاری امداد
چون روز بدر و حرب بنی نظیر و جنگ بنی قریظہ	جنگ بدر حرب بنی نظیر و بنی قریظہ و اخراب
و روز اخراب و صلح حدیبہ و حرب خیبر و فتح	و صلح حدیبہ و خیبر و فتح مکہ اور
مکہ و در مواطن روز حنین و آنچنان بود کہ	جنگ حنین میں کی ہے۔

وقتیکہ ہوازن وثقیف متفق شدند۔ قصد
با مسلمانان نمودہ خبر بحضرت صلعم رسید۔
با دوازدہ یا شانزدہ ہزار مرد متوجہ ایشان
شد۔ وایشان چہاردہ ہزار مرد بودند۔
یکے از اصحاب گفت امروز ما از قلت لشکر
مغلوب نخواہیم گشت۔ بکثرت سپاہ اعجاب
نمود۔ این سخن حضرت نہ پسندید وبسبب
این عجب در وہلہ اول حال شکست بر لشکر
اسلام آمد۔ پس حق سبحانہ تعالیٰ این قصہ
را با یاد مومنان میدہد۔ کہ خدا شما را
یاری داد و در روز حنین بشگفت آورد۔
شما را بسیاری لشکر شما۔ بس واقع نگیرد
از شما۔ آن کثرت شما چیزے را از صولت
دشمن وتنگ شد۔ بر شما زمین آن وادی
با فراخی وکشادگی کہ داشت پس پشت
بر دشمن کردید و برگشتید۔ از حرب در
حالتیکہ ہزیمت کنندگان بودید۔

آوردہ اند کہ تمامی لشکر منہزم شدند و
با حضرت رسالت پناہ چار تن ماندند علی

ہوازن اور ثقیف متفق ہو کر
مسلمانوں سے جنگ کا قصد کیا جب یہ خبر
رسول اللہ نے سماعت فرمائی تو آپ بارہ یا سولہ
ہزار کا لشکر لے کر حنین گئے۔
اصحاب نے کہا آج تو ہم قلت لشکر کے سبب
مغلوب نہونگے یہ عزا لشکر کے کثرت پر تھا۔ جو
رسول اللہ کو برا معلوم ہوا۔ اور اسی وجہ سے
وہلہ اول مین مسلمانون کو شکست ہوئی۔
پس خدائے عزوجل نے اسکی انکو یاد دلا کر
فرمایا کہ ہم نے تمھاری امداد کی اور تم اپنی
جس کثرت پر پھولے تھے وہ دشمنون کی
صولت وشوکت کے آگے کچھ بھی تمھارے کام
نہ آئی باوجود وسعت کے زمین تم پر
تنگ ہوگئی کہ تم دشمن کو پیٹھ دیکر
فرار ہوگئے۔

منقول ہے کہ تمام لشکر فرار ہو گیا۔
سوائے علیؑ و عباس وابوسفیان

وعباس وابوسفیان بن حارث وعبداللہ بن
مسعود۔ حضرت در آن روز بر اشتر سوار بود
چون اصحاب ہزیمت کردند دشمنان تمامی روئے
بآنحضرت آوردند ایشان اشتر خود را نہیب
میدادند وروئے بدشمن حملہ میفرمود ندا النبی
لاکذب وانا ابن عبدالمطلب وعباس و
ابوسفیان رکاب ولجام اشتر گرفتہ می گذاشتند
کہ آنحضرت میان دشمن در آید وازین صورت
بکمال شجاعت سیدؐ عالم استدلال میتوان
کرد کہ در چنان روز بر اشتر کہ در معرکہ حرب
کر وفرے ندارد سوار شدہ۔ وبے مددگار
متوجہ حرب کفار گشتہ نسب خود را اظہار میفرمود۔
القصہ چون عباس آنحضرت را نگذاشت
کہ محاربہ نماید حضرت رسالت پناہ فرمود
کہ اصحاب را باز خوان چون عباس مردے
بلند آواز بود ندا کرد کہ یا عباد اللہ

اور عبداللہ بن مسعود کے کوی آنحضرت
کے نزدیک نرہا۔ رسولؐ اللہ اُسدن
شتر پر سوار تھے جب اصحاب مفرور
ہوئے تو دشمنون نے آنحضرت پر حملہ
کیا آپ نے شتر اُنکی طرف بڑہا کہ دیا
مین پیغمبر ہون یہ جھوٹ نہین ہے مین
عبدالمطلبؑ کا بیٹا ہون حضرت علیؑ
اور عباس نے بغلہ کی باگ اور رکاب
پکڑلی کہ آنحضرت دشمنون مین نجائین۔ یہ
آنحضرت کی کمال شجاعت کی دلیل ہے
کہ بغیر شان وشوکت اور یاور و انصار
وشمنون مین جا کر رجز فرماوین۔
القصہ جب حضرت عباس نے
آپ کو نہ چھوڑا کہ کفار سے لڑین۔ تو
آنحضرت نے عباس سے فرمایا کہ اصحاب
کو پکارو عباس ایک بلند آواز مرد تھے
ان الفاظ مین پکارا۔ یا اصحاب
الشجرۃ یا اصحاب سورۃ البقرۃ جو
تعداد مین سو سے زیادہ نہ تھے بلکے

jabir.abbas@yahoo.com

دشمنان بصد نمیرسد۔ بکازمت پیوستہ
پذیرائے حملۂ کفار شد۔ حضرت خاک
دسنگریزہ بر طرف کفار ریخت ہیچ کس
نماند کہ چشم و دہان او از غال سنگریزہ
پر نشد و شکست بر دشمنان اُفتاد
دلہائے مومنان آرام پذیرفت۔

جلد اول صفحہ ۲۵۲

اور پھر لڑائی شروع ہوئی رسول اللہ
صلعم نے سنگریزہ و خاک لے کر کفار کی
آنکھون اور منہ مین جھونکی ان مین ایک
شخص بھی ایسا نہ تھا جسکا منہ اور آنکھین خاک مین
آلودہ نہوئی ہون آخر دشمنون کو شکست
اور مومنین کو فتح اور اُن کے دلون کو راحت
و مسرت حاصل ہوئی۔

دیگر تفاسیر مین یہی ہے اس آیت سے ظاہر ہے جب اصحاب تعداد کثیر مین ساز و سامان کے ساتھ حنین کو چلے تو صحابہ نے کثرت اور ساز و سامان پر عزا کیا اور کہا کہ آج ہم مغلوب نہون گے۔ اصحاب کا یہ کبر و غرور باعث عتاب الٰہی ہوا۔

جیسا کہ تاریخ الامت اُو جامعہ ملیہ اسلامیہ علیگڑہ مین ہے۔

آنحضرتؐ کو جب خبر ملی کہ بنی ثقیف اور ہوازن کے قبائل مسلمانون سے مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو کر آئے تو صحابہ کو لے کر مکہ سے اُن کے مقابلہ کے لیے نکلے۔ اسلامی فوج کی تعداد اسوقت بارہ ہزار تھی اور ساز و سامان بھی وافر تھا صحابہ جو ہمیشہ تھوڑی تعداد سے بڑی بڑی فوجون پر غالب آجایا کرتے تھے۔ اپنی اس کثرت اور شوکت کو دیکھکر کہنے لگے کہ اب ہمارے اُوپر کون غالب آسکتا ہے انکی یہ بات درگاہ الٰہی مین ناپسند ہوئی۔

(حصہ اول صفحہ ۱۴۱)

جناب شمس العلماء شبلی نعمانی بھی یہی تحریر فرماتے ہین۔

اسلامی فوجین جن کی تعداد بارہ ہزار تھی اس سر و سامان سے حنین پر بڑہین کہ صحابہ کی

زبان سے بے اختیار یہ لفظ نکل گیا کہ آج ہمپر کون غالب آسکتا ہے لیکن بارگاہ ایزدی مین یہ

نازش پسند نہ تھی۔ در سیرۃ النبی جلد اول صفحہ ۳۳۵۔

واضح ہو کہ یہ کلمہ کبر و غرور کا حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا تھا معتقدین نے ان کا نام چھپا کر عام صحابہ کا لفظ لکھدیا جیسا کہ صاحب روضۃ الصفا تحریر فرماتے ہین۔

روضۃ الصفا مین ہے کہ کلمہ غرور حضرت ابوبکر نے فرمایا تھا۔

گویند کہ ابوبکر صدیق بعد از ملاحظہ کثرت لشکر اسلام گفت امروز ما از قلت سپاہ مغلوب نخواہیم گشت۔

یہی روضۃ الاحباب مین بھی ہے جسکی نقل یہ ہے۔

مرویست کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بعد از وقوف بر عدد لشکر دشمن و ملاحظہ کثرت اسلام با پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم گفت امروز ما از جہت قلت مغلوب نخواہیم گشت (جلد اول ص ۴۴۵)

مروج الاسلام کہ یہ کلمہ رسول اللہ کی زبان مبارک سے نکلا تھا۔

اب بعض علمائے اہلسنت کی وہ عبارت سنیے جو انھون نے اپنے حضرت صدیق کے خاطر کی ہے کہ یہ کلمہ خود رسول اللہ صلعم نے فرمایا تھا۔ چنانچہ عروج الاسلام ترجمہ تاریخ کامل جلد ہفتم صفحہ ۱۶۸ مین جو لکھا ہے اُس کی نقل یہ ہے۔

اُس وقت آپ کے ساتھ دو ہزار مسلمان تھے۔ جو بعد فتح مکہ مسلمان ہوئے تھے۔ اور دس ہزار پہلے اصحاب مین سب بارہ ہزار آدمی تھے۔ جب رسول اللہ نے اپنے ہمراہیون کی کثرت دیکھی تو کہا کہ قلت فوج کے باعث آج ہم مغلوب نہون گے چنانچہ یہی بات اللہ تعالی نے اپنے اس قول مین بیان کی ہے۔ لقد نصرکم اللہ الخ

یہ روایت صاحب روضۃ الاحباب نے بھی درج کی ہے مگر جس کلمہ کو رسول اللہ صلعم کی طرف منسوب کیا ہے اس سے اتفاق نہین کیا۔ وہ یہ ہے۔

در بعض کتب سیر ہست کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بعد از ملاحظہ کثرت لشکر خویش فرمود۔ لن نغلب الیوم من قلّۃ ۸ (یعنی ہم قلت سپاہ کی وجہ سے مغلوب نہون گے) غالبًا این سہو ایست کہ از آن بعض واقع شدہ زیرا کہ مناسب منصب آنحضرت نیست کہ متعجب بہ کثرت لشکر خویش شود۔

جناب امام فخر الدین رازی کا بھی یہی قول ہے۔

قال رجل من المسلمین لن	یعنی مسلمانون مین سے کسی نے کہا آج
نغلب الیوم من قلّۃ فھذہ الکلمۃ	کے دن قلت لشکر سے ہم مغلوب نہ ہون گے
ساءت رسول اللہ صلعم وھی المراد	پس یہ کلمہ رسول صلعم کو برا معلوم ہوا یہی مراد
من قولہ اذ اعجبتکم کثرتکم وقیل انہ قالھا	قول خدا۔ اذ اعجبتکم کثرتکم ہے اور
رسول اللہ وقیل ابوبکر واسنادھذا الکلمۃ	یہ بھی اقوال ہین کہ خود رسول اللہ صلعم نے
الی رسول اللہ صلعم بعید لانہ	یہ کلمہ فرمایا اور یہی قول ابوبکر نے کہا رسول اللہ
کان فی اکثر الاقوال متوکلا	کی طرف اس کلمہ کو منسوب کرنا بعید ہے اسلیے
علی اللہ منقطع القلب عن الدنیا	کہ آپ اکثر اقوال مین متوکل بخدا اور دنیا
واسبابھا (در تفسیر کبیر)	اور اُسکے اسباب سے منقطع القلب تھے۔

روضۃ الاحباب وتفسیر کبیر آنحضرت کی طرف اس کلمہ کو منسوب کرنا بعید ہے

پس ان تمام شہادتوں سے بخوبی ثابت ہے کہ حضرت ابوبکر کے منہ مین تکبر بھی تھا۔ اور یہی کبر باعث شکست ہوا۔ اور اللہ عزوجل کو بھی یہ کلمہ ناپسند ہوا اور اصحاب سے خطاب کرکے فرمایا کہ

تم کو اپنی جس کثرت پر غرہ تھا وہ کچھ تمھارے کام نہ آیا۔ اور اتنی بڑی زمین باوجود وسعت تم پر تنگی کرنے لگی پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے۔

چنانچہ جب دونون لشکر آمنے سامنے ہوئے اور کفار پسپا ہو رہے تھے کہ اتنے مین اصحاب لڑائی

چھوڑ کر غنیمت لوٹنے مین جھک گئے ناگاہ کفار نے مسلمانون پر سخت حملہ کیا آخر مسلمانون کے پاؤن اکھڑ گئے اور سب بھاگ کھڑے ہوئے۔ رسول اللہ صلعم کے پاس بجز دس آدمیون کے جن مین نو تو بنی ہاشم تھے کوئی اور نہ ٹھہرا جناب امیرالمومنین علی مرتضی علیہ السلام آنحضرت صلعم کے سامنے مصروف جہاد تھے اور حضرت عباسؓ و فضل دہنے بائین جانب اور ابوسفیان بن الحارث رسولؐ اللہ کے چچازاد بھائی اور نوفل و ربیعہ و عبداللہ بن زبیر اور عتبہ ارد گرد تھے۔ ہر چند کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھاگنے والون کو پکارا مگر کسی صحابی نے منہ پھیر کر بھی نہ دیکھا۔ حضرت عباس نے جو بلند آواز بھی تھے ایک ٹیلہ پر چڑھ کر حسب ارشاد آنحضرت صلعم ان الفاظ مین مفرورین کو پکارا۔ یا معشر اصحاب سورۃ البقرۃ یا معشر الانصار یا اصحاب الشجرۃ کدہر بھاگے جارہے ہو ادہر آؤ رسول اللہؐ تنہا کھڑے تم کو بلا رہے ہین اس پر ستو اصحاب پلٹے جو طبقۂ انصار سے تھے مہاجرین سے کوئی بھی نہ تھا۔ جیسا کہ تاریخ روضۃ الصفا مین ہے کہ یہ ستو آدمی انصار قبائل عصاب تھے ان سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہا اور لوگ بھی تمھارے ساتھ ہین۔ عرض کیا نہین۔ اور در منثور ص۲۵ مین بھی یہی ہے۔

رسول اللہؐ اصحاب کو پکارنا

حضرت عباس کی آواز پر انصار کا پلٹنا۔

تفسیر در منثور

اخرج ابو الشیخ والحاکم وصححہ	ابو شیخ وغیرہ نے انس سے روایت کی
ابن مردویہ عن انس قال لما التقی	ہے کہ بروز حنین جب اہل مکہ و مدینہ
یوم حنین اھل مکۃ واھل	جمع ہوئے تو انھون نے اپنی کثرت پر ناز
المدینۃ اعجبتھم کثرتھم فقال	کیا اور ایک قبیلہ نے کہا کہ قسم بخدا آج ہم
القوم واللہ نقاتل فلما التقوا	لڑین گے۔ پس جب دونون فوجین ملین
واشتد القتال ولّوا مدبرین	اور قتال کی شدت ہوئی تو پیٹھ پھیر گئے۔
فندب رسول اللہ الانصار	رسول اللہؐ نے جنگ کے لیئے انصار کو

فقالوا الیک واللہ حسبنا فنکثوا رؤسھم ثم قاتلوا حتی فتح اللہ (درمعیار رفضائل صفحہ ۱۴۵)

طلب فرمایا اُنھون نے کہا قسم بخدا ہم حاضر خدمت ہوتے ہین پس وہ حاضر ہوئے اور یہانتک لڑے کہ خدائے تعالی نے فتح دی۔

اور عروج الاسلام جلد سات (صفحہ ۱۷۰) مین ہے۔

عباس اسوقت آپ کے خچر کی لجام پکڑے ہوئے تھے آپ اُسپر سوار تھے عباسؓ ایک بڑے جسیم اور بڑے بلند آواز شخص تھے۔ رسول اللہؐ نے ان سے کہا عباس چلاکر کہو یا معشر الانصار یا اصحاب الشجرۃ۔ عباس نے حکم کی تعمیل کی جنھون نے آواز سنی وہ لبیک۔ لبیک۔ کہکر رسول اللہؐ کے پاس دوڑے اس طرح رسول اللہؐ کے پاس کوئی سَو آدمی جمع ہوگئے اور آپ دشمنون کی طرف چلے اور اُن سے لڑنے لگے۔

اصحاب کا ابوجرول سے لڑنا۔ جناب امیر کے ہاتھ پر لڑائی فتح ہونا

غرض جب سَو اصحاب انصار پلٹ کر آئے تو پھر لڑائی شروع ہوئی لشکر کفار سے ایک پہلوان ابوجرول نامی رجز پڑہتا ہوا میدان جنگ مین آیا اس کی صولت و شجاعت سے اصحاب اسقدر مرعوب ہوئے کہ بجز شاہ لافتی اعلیٰ مرتضیٰ کے کسی کو اُس سے مقابل ہونے کی جرأت نہ ہوئی کرار غیر فرار نے اس دشمن خدا کو فی النار و السقر کیا آخر کار کفار کو شکست ہوئی۔ اور ستر آدمی اُن کے قتل ہوئے جنمین سے چالیس نفر دست ید اللہ سے واصل جہنم ہوئے باقی دیگر اصحاب بنی ہاشم و بنی عباس کے ہاتھ سے۔

شاہ صاحب کے کلام پر تنقید۔

اب اگر کوئی چشم انصاف سے اِن اقوال پر غور کرے تو اُس پر واضح ہوگا کہ چودہ ہزار (۱۴۰۰۰) اصحاب مین سے صرف چار یا دس اصحاب جہاد مین ثابت قدم رہے باقی کلھم اجمعین۔ پیغمبر خداؐ کو چھوڑ کر ایسے بدحواس ہوکر مفرور ہوئے کہ غنیم کے لوگ طعن کرتے تھے کہ۔

اصحاب محمدؐ چنان روے بگریز نہادہ اند۔ کہ تا کنار دریا دہیچ جائے توقف نخواہند کرد۔"

مگر بھاگنے والون کو یہ طعن سنکر بھی کچھ جوش نہ آیا۔

واہ۔ کیا رفیقان جان نثار تھے کہ خود جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو باین القاب یا انصار اللہ و انصار رسولہ یا اصحاب الشجرۃ یا اصحاب سورۃ البقرۃ انا النبی لا کذب یعنی مین پیغمبر ہون جھوٹ نہین ہے پکارتے تھے مگر بقول مورخین عظام۔

ہر چند حضرت اشارت بصبر و ثبات می فرمود مگر از غایت دہشت بر مسلمانان استیلا یافتہ بود ہیچ کس روئے باز پس نمی کرد۔

افسوس باوجودیکہ خدائے عزوجل خود اصحاب مفرورین سے خطاب کرکے اس صراحت سے ثم ولیتم مدبرین "یعنی پھر تم پیٹھ پھیر کے بھاگ نکلے" انکی فرار کی شہادت دیتی اور جناب شاہ صاحب حفظ قرآن کی نعمت سے یہ فرمائین "انا فرار حنین در حقیقت فرار نہ بود" حیرت کا مقام ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو حضرت عباس سے فرمائین کہ ان بھاگنے والون کو یہ کہکر پکارو "یا اصحاب سورۃ البقرۃ یا اصحاب الشجرۃ" یعنی اصحاب بیعت رضوان والو۔ اور بیعت رضوان والون مین سے خود سردار صحابہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جسکی روایت صحیح بخاری۔

قتادہ راوی ہے کہ جنگ حنین مین سے جب مسلمان بھاگے اور مین بھی بھاگا۔ ناگاہ مین نے عمر کو بھی انہین بھاگنے والون مین پایا تو پوچھا کہ لوگون کا کیا حال ہے تو عمر نے کہا حکم خدا۔ اس مین کیا چارہ ہے۔

اپنے فرار کا اقرار کرین اور جناب شاہ صاحب بجائے اس کے یہ فرماوین۔

درین اثنا بعض مردم کہ پشت دادند از صحابہ کبار نہ بودند۔

اب حضرت شاہ صاحب کے اس قول۔

فتح شد بدلیل کلام الٰہی۔ ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المومنین وانزل جنودا لم تروہا۔

پر غور فرمائین کہ خدائے تبارک وتعالیٰ تو صاف الفاظ مین یہ فرماتا ہے کہ

ہم نے رسول اللہؐ اور مومنین پر تسلی نازل کی اور ملائکہ بھیجکر انکی امداد کی اور اُن کو فتح دی۔

اور حضرت شاہ صاحب اس آیت کا اطلاق ان اصحاب مغفورین پر کرین۔ جن سے خدائے پاک ثم ولیتم مدبرین یعنی تم پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ فرما چکا ہے۔ اگرچہ اس آیت مین صاف تحریف معنوی کی ہے۔ جس کیلئے کسی دلیل کی حاجت ہے نہ کسی برہان کی ضرورت۔ تاہم صاحب درمنثور نے جو تفسیر کی ہے۔ اُس پر غور فرمائین کہ صرف انصار حاضر ہوئے۔

اهل مكة واهل المدينة	اہل مکہ و مدینہ جمع ہوئے تو انھون نے
اعجبتهم كثرتهم فقال القوم	اپنی کثرت پر ناز کیا اور ایک گروہ نے کہا قسم بخدا
اليوم والله نقاتل فلما التقوا	آج ہم قتال کرین گے پس جب دونون
واشتد القتال ولوا مدبرين	فوجین مقابل ہوئین اور قتال اشتداد کو پہنچا
فندب رسول الله الانصار	تو یہ لوگ بھاگے رسول اللہؐ نے جنگ کیلئے
فقالوا لبيك الله حسبنا فنكثوا	انصار کو بلایا انھون نے کہا ہم حاضر خدمت
رؤسهم ثم قاتلوا حتى	ہوتے ہین پس وہ لوگ رسولخداؐ کی خدمت
فتح الله۔	مین آئے اور جنگ کرنے لگے تا اینکہ خدائے
(از معیار فضائل صفحہ ۱۴۵)	تعالیٰ نے فتح دی۔

پس آیۂ کریمہ ثم انزل اللہ سکینتہ الخ سے وہ انصار مراد ہین جو حضرت عباسؓ کی آواز پر دوڑ کر آنحضرتؐ کے نزدیک آئے اور پھر میدان حرب مین جاکر لڑے۔ اصحاب ثلثہ اور اُن کے تابعین پر اس آیت کا اطلاق کب ہوسکتا ہے۔ نیز یہ حضرات جنگ اُحد مین بھی تو فرار کر گئے تھے اور جبکہ خدائے عزوجل نے اس فرار کو عفو فرمادیا تھا تو لازم تھا کہ اس عفو کو یاد رکھ کر آیندہ کسی جنگ سے مفرور نہ ہوتے چنانچہ بیعت رضوان مین تو اسی شرط پر بیعت کی گئی تھی کہ آیندہ نہ بھاگین اور خدائے پاک نے

اِن بیعت کرنیوالون سے فرمادیا تھا" وان تتولوا کما تولیتم من قبل یعذبکم عذابا الیما" (یعنی) اگر اب بھی اسی طرح بھاگے جیسے اِس سے پہلے (جنگ اُحد سے) بھاگے تھے تو تمھارے لئے عذاب دردناک موجود ہے۔

پس جبکہ انھون نے جنگ خیبر۔ خندق۔ اور حنین وغیرہ سے فرار ہوکر یہ بیعت توڑدی تو حسب آیۂ کریمہ۔

ولقد کانوا عاھدوا	حالانکہ (یہی لوگ اس سے) پہلے خدا سے عہد کرچکے
اللہ من قبل لا یولون الادبار	تھے کہ ہم (دشمنون کے مقابلہ مین) پیٹھ نہ پھیرین گے
وکان عھد اللہ مسئولا	اور (اِن لوگون نے جو) خدا کے (ساتھ) عہد کیا تھا
(سورۂ احزاب)	اس (کی نسبت) باز پرس ہوکر رہیگی۔

تو آیۂ کریمہ ومن یولھم یومئذٍ دبرہ الخ (یعنی) اور جو شخص اُسدن کفار کی طرف پیٹھ پھیرے گا تا آخر کے مصداق ہین نہ کہ آیات فضیلت وبشارت۔

رضی اللہ عنھم ورضوا	اللہ اُن سے اور وہ اللہ سے راضی ہوگئے
عنہ واعد لھم جنات تجری	اور اللہ نے اُن کے واسطے ایسی جنتین بنائین
من تحتھا الانھار خالدین فیھا	جن کے نیچے نہرین جاری ہین جس مین وہ
ابدا ذلک الفوز العظیم	ہمیشہ رہین گے اور یہی پوری کامیابی ہے۔

قصہ مختصر چونکہ اصحاب ثلثہ اور اُن کے تابعین کی فضیلت کا استدلال آیۂ شریفہ فالذین ھاجروا واخرجوا سے کیا تھا اور اس آیۂ وافی ہدایہ مین الفاظ قاتلوا وقتلوا بھی ہین اس لیئے مین نے چھ سات غزوات کے حالات لکھے ہین۔ جن کے ملاحظہ سے معزز ناظرین پر ظاہر ہوگا کہ

بروئے اقوال مورخین متکلمین محدثین اور مفسرین و شہادت آلہی ان حضرات کا فرار ہر جنگ سے بخوبی ثابت ہے۔ اسپر بھی اور محبان صحابہ فرار سے انکار کرتے ہین اور فقط اپنے علمائے کرام و فضلائے عظام ہی کی شہادتون کی تکذیب نہین کرتے بلکہ نصوص قرآنی پر بھی نظر نہین کرتے جو متعدد ان حضرات کے جنگ سے جی چرانے کفار سے خوف کھانے۔ اور معرکہ سے فرار کرنے پر شاہد ہین۔

افسوس جن کے فرار پر آیۂ کریمہ۔

اذ تصعدون ولا تلوٗن	وہ وقت یاد کرو جبکہ تم بھاگے جاتے تھے اور
علی احد والرّسول یدعوکم	باوجودیکہ رسول اللہ تمھارے پیچھے کھڑے تم کو
فی اخریٰکم۔	بلا رہے تھے لیکن تم مڑکر بھی کسی کو نہین دیکھتے تھے۔

شاہد ہو۔

جن کے ارتداد پر آیۂ کریمہ۔

وما محمدٌ الا رسول قد	اور محمدؐ اس سے بڑھکر اور کیا کہ ایک رسول ہین اور ان سے
خلت من قبلہ الرّسل افان	پہلے۔ (اور) بھی رسول ہوگذرے ہین اگر (محمدؐ اپنی موت سے)
مات او قتل انقلبتم علی	مرجائین یا مارے جائین تو کیا تم الٹے پاؤن (کفر کی طرف)
اعقابکم ومن ینقلب علی	لوٹ جاؤگے اور جو الٹے پاؤن (کفر کی طرف) لوٹ جائیگا
عقبیہ فلن یضر اللہ شیئًا	وہ خدا کا تو کچھ بھی نہین بگاڑ سکے گا اور جو لوگ شکر کرتے
وسیجزی اللہ الشّٰکرین	ہین انکو خدا عنقریب جزائے خیر دیگا۔

نص جلی موجود ہو جن مجاہدین کا دشمنون کے مقابلہ مین خوف اور دہشت سے موت کی سی بیہوشی طاری ہونا خدائے عزوجل ان الفاظ پاک مین ظاہر فرمائے۔

اذ جاؤکم من فوقکم	جسوقت کہ (دشمن) تمہارے اوپر کی طرف بھی

ومن اسفل منکم واذ زاغت	اتے اور تمھارے پیچھے کی طرف سے (پلٹے) اور (مارے خوف کے
الابصار وبلغت القلوب الحناجر	تمھاری) آنکھیں پھری (کی پھری) رہ گئین تھین اور کلیجے
وتظنّون باللہ الظّنونا۔	مونھون کے آگے تھے اور خدا کے نسبت تم (لوگ طرح طرح)
	کے گمان کرنے لگے تھے۔

واعجباہ کہ خاتم المحدثین سرآمد متکلمین حضرت شاہ صاحب ان شہادتون سے کسی جگہ تو یہ فرماکر کہ۔

اہل سنت صحابہ کے سب امور کو بپاس صحبت رسولؐ اور پیغمبرؐ کی اطاعت و خدمتگذاری و جانباری اور گھربار چھوڑنا۔ اور راہ خدا مین جان مال نثار کرنا۔ دین و شریعت پھیلانا۔ اور اُن آیات و حدیث کو جو اُن کی فضیلت مرتبت مین وارد ہین پیش نظر رکھتے ہین اور شیعہ بجز عیوب کچھ نہین دیکھتے۔

چشم پوشی کرتے ہین۔ اور کہین اس طرح رطب اللسان ہوکر اُن کی عیب پوشی فرماتے ہین کہ۔

"در حق این اشخاص باتخصیص حق تعالی بشارتہا و وعدہائے نیک در قرآن مجید نازل فرمودہ"

ان اللہ اشتری من المومنین	بتحقیق اللہ نے مومن کے نفسون اور مالون کو خرید
انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ	کرلیا ہے کہ اُن کیواسطے جنت ہے وہ اللہ کی راہ مین جہاد
یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون و	پس قتل کرتے ہین اور خود قتل ہوتے ہین یہ پکا وعدہ ہے
یقتلون وعدا علیہ حقا فی التوراۃ	اسکو پورا کرنا خدا پر لازم ہے اور ایسا پکا ہے کہ توریت و
والانجیل والقران ومن اوفی بعہدہ	انجیل اور قرآن سب مین لکھا ہے اور اپنے عہد کو پورا
من اللہ فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم	کرنیوالا خدا سے بڑھکر کون ہے۔ پس شاد ہو اپنی اوس
بہ وذلک ہو الفوز العظیم۔	خرید و فروخت سے کہ اوسکے ساتھ کی ہے اور یہ وہی

وذلك هوالفوزالعظيم — یہ شتگاری بزرگ ہے۔

دیگر

یبشرهم ربهم برحمة منه و — اُنکا پروردگار اُنکو اپنی مہربانی اور رضامندی
رضوان وجنات لهم فيها نعيم مقيم — سے بھرے باغون کی خوشخبری دیتا ہے جنمین اُنکے لئے
خالدين فيها ابدا ان الله عنده — دائمی عیش ہے اور یہ لوگ اُن باغونمین ہمیشہ رہینگے
اجر عظيم ۵ — بیشک خدا کے پاس اجر عظیم ہے۔

بالآخر اِس پر فیصلہ قطعی فرماتے ہین کہ :-

" بالجملہ حافظ قرآن را ممکن نیست کہ در بزرگی صحابہ تردد داشتہ باشد زیرا کہ اکثر قران مملوات
از تعریف و توصیف این جماعت و اللہ اگر پدر من غیر حفظ قرآن بمن ہیچ تعلیم نہ می کرد از عہدۂ شکر
آن بزرگوار عالی مقدار می توانستم برآمد ؎

روح پدرم شاد کہ میگفت بأستاد — فرزند مرا عشق بیاموز دگر ہیچ

این ہمہ نعمت حفظ قرآن است کہ در ہر مشکل دینی بآن رجوع آوردہ حل آن می کنم "

فاعتبروا یا اولی الابصار

قل ان الذين يفترون على الله — (اے رسول) تم یہ کہدو کہ بیشک وہ لوگ جو
الكذب لا يفلحون متاع فى الدنيا — خدا پر جھوٹا بہتان باندھتے ہین فلاح نہ پائینگے
ثم الينا مرجعهم ثم نذيقهم العذاب — دنیا مین نفع اُٹھانا تھوڑے دن کا ہے پھر
الشديد بما كانوا يكسبون ۵ — اُنکی بازگشت ہماری طرف ہوگی۔

حافظ وظیفۂ تو دعا گفتن است و بس — در بند آن مباش کہ نشنید یا شنید

قال

تیسری آیت

صحابہ اسابقون الاولون کی فضیلت مین مہاجرین یا نہین

والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضي الله عنهم ورضوا عنه واعد لهم جنت تجري من تحتها الانهار خالدين فيها ابدا

اِس آیت مین اللہ جل شانہ مہاجرین و انصار کی نسبت اپنی رضامندی ظاہر فرماتا ہے اور اُن کو اور انکی پیروی کرنے والون کو جنت کی خوشخبری پہونچاتا ہے۔ ہمارے نزدیک اگر کوئی شخص اِس آیت پر ذرا بھی غور کرے اور اِسکے مطلب کو سوچے تو ہرگز صحابہ کبار اور مہاجرین و انصار کی نسبت سوا فضیلت اور بزرگی کے دوسرا اعتقاد نہ رکھے اِسلئے کہ جب انکی شان مین اللہ جل شانہٗ فرمائے (رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ) مین انسے راضی اور وہ مجھ سے راضی اور انکے حق مین اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد کرے واعد لھم جنات کہ تیار کر رکھی گئی ہین انکے لئے جنتین اور آراستہ کر دی گئی ہین انکے لئے بہشتین تو پھر کون ہے کہ انکی فضیلت کا قائل نہو پس شیعیان پاک کو صرف اسقدر غور کرنا چاہیئے کہ مہاجرین و انصار مین صحابہ کبار جن سے وہ عداوت رکھتے ہین داخل ہین یا نہین۔ اگر ہین تو پھر انکے جنتی ہونے مین کیا شک ہے اور اگر نہین ہین تو یہ خطاب خدا کا کس سے ہے۔

اے بھائیو! ذرا سوچو کہ قرآن مجید پر ایمان اِسی کا نام ہے جسکے حق مین اللہ رضامندی ظاہر کرے انسے تم ناراض ہو اور جسکے جنتی ہونے کی خبر دے اُن کو تم مسلمان بھی نہ سمجھو۔

اقول

تردید۔ اور جناب امیر سابق الاسلام ہین

دوسری آیت مین مہاجرین کی فضیلت کا حال بالتفصیل بیان کیا گیا ہے کہ ہجرت صدق ایمان اور صدق نیت کے ساتھ مشروط ہے اور حضرت ابوبکرؓ کا پچاس اشخاص کے بعد اور حضرت عمرؓ کا چھ سال کے بعد اسلام لانا آیات محکمات جلد اول مین ثابت ہوچکا ہے۔ پس آیہ شریفہ :۔ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ کی فضیلت سے یہ حضرات خارج ہین۔

اس آیت سے وہی لوگ مراد ہین جنھون نے زمرۂ مہاجرین و انصار سے اسلام قبول کرنے مین سبقت کی اور سب سے پہلے ایمان لائے اور اس پر قائم رہے اور وہ لوگ جنھون نے صدق دل سے اسلام و ایمان قبول کرنے مین ان کا اتباع کیا انہین سے اللہ جل شانہ نے یہ خطاب رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ فرمایا ہے کہ مین ان سے راضی اور وہ مجھسے راضی۔ انہین کے حق مین اللہ تبارک تعالیٰ نے ارشاد کیا ہے واعد لھم جنات کہ انکے لئے جنتین تیار کر رکھی گئین ہین۔ اور آراستہ کر دیگئی ہین ان کے واسطے بہشتین۔ یہ ظاہر ہے کہ شرف سابق الاسلامی کل صحابہ مین جناب امیر المومنین و امام المتقین علی بن ابی طالب علیہ السلام کو حاصل ہوا ہے۔ چنانچہ آیات محکمات جلد اول مین آنجناب کا سابق الاسلام و الایمان ہونا باسناد معتبر کتب اہل سنت مندرج ہے ملاحظہ ہو صـ۱۸۲۔

نیز اس موقع پر بھی اور دو چار روایتین ملاحظہ کے لئے پیش کیجاتی ہین اور وہ یہ ہین۔

پہلی۔ عالم کامل ابن عبد البر کا قول ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے جناب سیدہ علیہا سلام سے ارشاد فرمایا۔

زوجك سيدا فى الدنيا والاخرة وانه اول اصحابى اسلاما واكثرهم علما واعظمهم حلما۔

اے فاطمہ تمھارا شوہر دنیا و آخرت دونون مین سردار ہے اور وہ میرے تمام اصحاب سے اسلام مین اول اور علم مین زیادہ ہے اور حلم مین عظیم تر ہے۔

دوسری ۔ ترمذی نے روایت کی ہے۔

بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنین وصلی علی یوم الثلثاء (ینابیع المودۃ مطبوعہ حیدریہ)

رسول خدا صلعم دوشنبہ کے دن مبعوث برسالت ہوے اور حضرت علی نے سہ شنبہ کے دن اُنکے ساتھ نماز پڑہی۔

تیسری ۔ ابن مغازلی شافعی نے روایت کی ہے۔

صلت الملائکۃ علیّ وعلی علی سبع سنین لانہ لم یکن معی من الرجال غیرہ (ایضاً)

آنحضرت نے فرمایا کہ فرشتون نے مجھپر اور علی پر سات برس تک درود بھیجا اسلئے کہ مردون مین بجز علی کے کوئی مسلمان نہوا تھا

چوتھی عن العباس بن عبد المطلب قال سمعت عمر بن الخطاب رض وھو یقول کھوا عن ذکر علی بن ابیطالب فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی علی ثلث خصال وددت ان لی واحدۃ منھن کل واحدۃ منھن

عباس بن عبد المطلب رض کہتے ہین کہ مینے عمر بن الخطاب رض کو کہتے ہوے سنا کہ علی کے ذکر غیبت سے باز رہو مین نے جناب رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوے سنا ہے کہ علی مین ایسی تین باتین ہین کہ اگر ان مین سے ایک بھی مجھے حاصل ہوتی تو سب

احب الی مما طلعت علیہ الشمس — ان چیزون سے کہ جن پر آفتاب طلوع ہوتا ہے

کنت انا و ابو بکرؓ و ابو عبیدۃ ابن — اسکو بہتر سمجھتا ہین و ابو بکر و ابو عبیدہ اور چند

الجراح و نفر من اصحاب رسول اللہ — نفر اصحاب رضی اللہ عنہم جناب رسول خدا صلعم کے

صلی اللہ علیہ وسلم اذ ضرب رسول اللہ — حضور مین حاضر تھے کہ حضرت نے جناب امیر کے

صلی اللہ علیہ وسلم علی کتف — کندھے پر ہاتھ مار کے ارشاد کیا کہ اے علی تم سب

علیؑ فقال یا علی انت اول المسلمین — مومنون سے ایمان لانے مین پہلے ہو اور سب

و اسلاما و انت اول المومنین ایمانا — مسلمانون سے اسلام لانے مین مقدم ہو اور

انت منی بمنزلۃ ہارون من موسی — تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسی سے - وہ

کذب یا علی من زعم انہ یحبنی و — شخص دروغگو ہے جو کہ مجھ سے محبت کا دعوی

یبغضک (اخرجہ الطبری و ابن السمان) — کرتا ہو درآنحالیکہ تم سے بغض رکھتا ہو -

(از السبع المطالب یعنی سوانح عمری حضرت علی ابن ابی طالب)

پانچوین — - اس امر کے تو خود اہلسنت بھی قائل ہین کہ حضرت علی سابق الاسلام ہین چنانچہ فرقہ تفضیلیہ تو آنجناب کو صحابہ ثلاثہؓ پر فضیلت دیتا ہے اور بعض علما جو یہ توجیہ کرتے ہین کہ وہ جناب اسلام لانیکے وقت کم سن تھے اور حضرت ابو بکرؓ کے اسلام کو انکی کبرسنی کی وجہ سے فضیلت دیتے ہین یہ محض تعصب اور کدورت کا سبب ہے حالانکہ بزرگی بعقل است نہ بسال - چنانچہ یہ مسئلہ خلیفہ مامون الرشید کے مشہور مناظرہ سے صاف ہوگیا ہے - اس جلیل القدر خلیفہ کا سنی ہونا تو اسی سے ظاہر ہے کہ وہ بنی عباس کا چھٹا خلیفہ اور حضرات اہلسنت کا خلیفۃ المسلمین بلکہ امیر المومنین تھا اور اوسکے متعصب ہونے پر جناب امام علی رضا علیہ السلام کی شہادت شاہد ہے - چنانچہ جناب شمس العلما شبلی نعمانی نے اپنی تالیف المامون مین جو نہایت درجہ مشہور ہوی اور ہندوستان کے تعلیم یافتہ اسلامی جماعت نے

اسے قبولیت کا شرف بخشا اس جلیل القدر خلیفہ کے حالات مین لکھا ہے کہ:

اسلام کو آج تیرہ سو برس سے کچھ زیادہ ہوے اس وسیع مدت مین ایک تخت نشین بھی ایسا نہین گذرا جو فضل و کمال کے اعتبار سے مامون کی شان یکتائی کا حریف ہو سکتا افسوس کہ سلطنت کے انتساب نے اوسکو خلفاء و سلاطین کے پہلو مین جگہ دی ورنہ شاعری۔ ایام العرب۔ ادب۔ فقہ اور فلسفہ کونسی بزم ہے جہان فخر و شرف کے ساتھ اوسکا استقبال نکیا جاتا اور بقول جناب مولانا سید علی حیدر صاحب سلمہ اللہ تعالی، اوس کے نہایت کمال دوست اور قدر دان علوم و فنون ہونے مین بھی کوئی شک نہین ہے اس زمانہ مین ہر فن اور ہر علم کے جو کاملین و ماہرین موجود تھے ان سب کا اگر مخزن تھا تو صرف دربار مامون الرشید۔ اسکو مباحثات و مناظرات سے بھی بڑی دلچسپی تھی۔ اور خود بھی ہر فن کے مناظرہ مین ید طولی رکھتا تھا۔ چنانچہ کتابون کی ورق گردانی سے اسکے متعدد مناظرون کا پتہ چلتا ہے جو اس نے مختلف اوقات مین مختلف مذاہب کے علماء سے کئے ہین اور جس مین اسکو کامیابی حاصل ہوتی رہی ہے۔

انہین مین مناظرہ متذکرہ بالا بھی ہے۔

یہ پورا مناظرہ جو خلیفہ موصوف نے چالیس اکابر علماء اسحق وغیرہ سے ایک جلسہ مین کیا تھا کتاب آیات محکمات جلد اول مین درج ہو چکا ہے اس جگہ بنظر سہولت معزز ناظرین صرف وہ عبارت جو جناب امیر علیہ السلام کے اسلام کے بارہ مین ہے نقل کی جاتی ہے۔

مامون - اچھا اسحق یہ بتاو کہ جسوقت آنحضرت صلعم مبعوث برسالت ہوے تھے اسوقت سب سے افضل عمل کیا تھا۔

اسحق - خلوص دل سے کلمۂ شہادتین پڑھنا۔

مامون - کیا اسلام قبول کرنے مین سبقت کرنا افضل عمل نہین تھا۔

اسحٰق - بیشک تھا۔

مامون - کلام مجید کے اسی آیہ والسابقون السابقون اولئک المقربون کو پڑھو اسمین سابقون سے مراد وہی لوگ ہین جنھون نے اسلام قبول کرنے مین سبقت کی۔ تو کیا تمھارے علم مین علیؑ سے بھی قبل کوئی مسلمان ہوا تھا۔

اسحٰق - حضور علیؑ تو کم سنی مین مسلمان ہوے تھے جبکہ آنحضرت انکو کسی امر کی تکلیف دی ہی نہین سکتے تھے اور ابوبکرؓ سن کمال پر پہونچکر مسلمان ہوے جبان سے تکلیف متعلق ہوچکی تھی۔

مامون - اول مجھے یہ بتاؤ کہ کون شخص سب سے پہلے مسلمان ہوا پھر مین تم سے کم سنی یا کمال سن کے متعلق مناظرہ کرون گا۔

اسحٰق - بیشک ابوبکرؓ سے پہلے علی نے اسلام قبول کیا لیکن اسی شرط کے ساتھ کہ وہ کم سن تھے۔

مامون - بان ٹھیک ہے کہ علی کم سنی مین مسلمان ہوے۔ اب مجھے یہ بتاؤ کہ علی آنحضرت کے دعوت کرنے سے مسلمان ہوے یا انکو الہام خدا ہوا تھا۔

اسحٰق کہتا ہے کہ مامون کے اس سوال سے پریشان ہوکر مین سوچنے لگا کہ پھر مامون نے کہا تم یہ تو کہہ ہی نہین سکتے کہ علی کو الہام ہوا کیون کہ اس صورت مین تم علی کو آنحضرت سے بھی بڑھا دوگے اسلئے کہ اسوقت تک تو آنحضرت کو بھی الہام نہین ہوا تھا بلکہ جبرئیل کے آنے سے حضرت نے اسلام کو جانا۔

اسحٰق - بیشک علی کو الہام نہین ہوا بلکہ آنحضرت نے ہی اسلام کی طرف آنکو دعوت دی۔

مامون - تو اب دو حال سے خالی نہین یا تو آنحضرت نے خدا کے حکم سے علی کو اسلام کی دعوت دی ہوگی۔ یا اپنے دل سے یہ بات بنائی ہوگی۔ اسحٰق کہتا ہے کہ اس سوال سے پریشان ہوکر مین سوچنے لگا کہ پھر مامون نے کہا۔ اسحٰق رسولخداؐ پر تو اپنی خواہش نفس سے کام کرنیکا

الزام تم قائم ہی نہین کرسکتے کیونکہ خدا حضرت کے بارہ مین فرماتا ہے وما انا من المتکلین کہدو اے رسول کہ مین اپنے دل سے بات بنانیوالا نہین ہون۔

اسحٰق۔ بیشک ایسا نہین ہے بلکہ خدا ہی کے حکم سے آنحضرت نے علی کو دعوت دی تھی۔

مامون۔ تو کیا خدا ے جبار کے لیے یہ زیبا ہے کہ اپنے رسولون کو ایسے شخص کی دعوت کا حکم دے جس پر کسی قسم کی تکلیف جائز نہو۔

اسحٰق۔ معاذ اللہ ہرگز نہین۔

مامون۔ تم نے جو کہا کہ علی کم سنی مین اسلام لاے جبان پر کسی قسم کی تکلیف جائز نہین تھی تو کیا اس سے تمھارا یہ خیال ہے کہ آنحضرت صلعم نے بچون کو اسلام کی دعوت دیکر ایسے امر کی تکلیف دی جو اونکی طاقت سے باہر تھا پھر آنحضرت کی دعوت قبول کرکے مسلمان ہونیکے بعد اگر وہ بچے مرتد ہوجاتے تو کیا انکے مرتد ہوجانیکی کوئی سزا نہین ہوتی اور کیا آنحضرت کا انکو کسی چیز کی تکلیف دینا جائز نہین ہوتا کیا تم اس امر کو آنحضرت کے بارہ مین کہہ سکتے ہو۔

اسحٰق۔ معاذ اللہ ہرگز نہین۔

مامون۔ تو ثابت ہوا کہ تم اس امر کے قائل ہو کہ آنحضرت نے علی کو اسلام کی دعوت دیکر تمام مخلوقات پر اُنکو فضیلت دی اور بسبب اس فضیلت کے علی کو ان سب سے ممتاز کردیا تاکہ لوگ آپ کے فضائل کو سمجھین ورنہ اگر خدا نے آنحضرت کو مطلقاً بچون کی دعوت کا حکم دیا ہوتا تو مثل علی کے دوسرے بچون کو بھی آنحضرت نے دعوت دی ہوتی۔

اسحٰق۔ بیشک۔

مامون۔ تو کیا تم کو معلوم ہے کہ رسولخدا صلعم نے اپنے اہل وعیال اعزا واقربا سے کسی اور بچے کو بھی اسلام کی دعوت دی تھی۔ مین یہ سوال اسلئے کرتا ہون کہ تم یہ نہ کہہ سکو کہ علی چونکہ چچازاد بھائی تھے اس سبب سے آنحضرت نے ان سے بھی مسلمان ہونیکو کہدیا۔ علی کی کوئی ذاتی خصوصیت نہ تھی

اسحٰق - مجھکو معلوم نہین لہذا مین نہین کہہ سکتا کہ آنحضرت نے اور کسی بچے کو دعوت دی یا نہین -

مامون - اسحٰق کیا تم سمجھتے ہو کہ جس چیز کو تم نہ جانتے ہو اور نہ سمجھتے ہو اسکے بارے مین قیامت مین تم سے سوال کیا جائیگا -

اسحٰق - نہین -

مامون - تو خدا نے جس امر کی تکلیف ہم سے اور تم سے ساقط کر دی ہے اس کا ذکر کیون کرتے ہو یعنی جب تمکو معلوم نہین کہ آنحضرت نے اپنے اہل وعیال سے اور کسی بچہ کو اسلام کی دعوت دی تو تم ایسا کیون کہو - سمجھ لو کہ حضرت نے کسی بچہ کو دعوت نہین دی یہ فضیلت علی سے مخصوص تھی - بالآخر سب علما نے بالاتفاق خلیفہ مامون رشید سے کہا کہ حضور نے طالبان خیر کے لئے حق کو واضح کر دیا اور ایسے دلائل سے اپنے دعوی کو ثابت فرمایا جسکو کوئی رد نہین کر سکتا -

اس مناظرہ سے ثابت ہے کہ کل علماء کرام نے بالاتفاق بمقابلہ حضرت ابوبکرؓ جناب امیر علیہ السلام کی سابق الاسلامی کا فیصلہ قطعی کر دیا جس مین مطلق چون وچرا کی گنجایش نہین -

افسوس کہ ایسے مہتم بالشان متفقہ فیصلے پر بھی جو خود انہین کے خلفاء اور علماء کرام وفضلاء عظام کا ہے ہمارے بھائی اپنے عقیدے کی اصلاح نہین کرتے اور انہین کو ایمان اور اسلام مین سبقت اور فضیلت دیتے ہین جنکا نقص ایمان اور ہجرت خود انہین کی مستند کتب سے مسلم ہے - حیرت ہے کہ جو لوگ حسب اقوال امام بخاری ودیگر علماء ہر جنگ سے فرار ہوتے رہے بہ شد ومد انہین کو ؎

بانبی درشد ایدواہوال بذل ارواح کردہ واموال

جان نثار خدا ورسول ٹھہراتے ہین -

اہل حق کے نزدیک اگر کوئی شخص تعصب چھوڑ کر آیات الٰہی کے معانی پر ذرا بھی غور کرے اور انکے مطالب کو سوچے تو ہرگز ہرگز اصحاب مہاجرین وانصار ناقص الایمان کی فضیلت وبزرگی کا اعتقاد

نہ رکھے۔ اسلئے کہ جب خود اللہ جل شانہ خاص صحابہ سے خطاب کرکے ان کا پچھلا فرار یاد دلا کر فرماے۔

وان تتولوا کما تولیتم من قبل اگر تم پھر بھاگو جیسا کہ اس سے پہلے بھاگ چکے ہو"۔ اور ان کے حق مین ارشاد کرے ثم ولیتم مدبرین کہ تم پیٹھ دیکر بھاگ کھڑے ہوے"، تو پھر بقول جناب شاہ صاحب بجز حفاظ قرآن کون ہے کہ اُنکے فضیلت کا قایل ہو۔

پس ہمارے بھائیون کو صرف اسقدر غور کرنا چاہیے کہ مہاجرین و انصارین وہ اصحاب جن سے وہ محبت و عقیدت رکھتے ہین زمرہ مغفورین مین داخل ہین یا نہین اگر ہین تو پھر ان کے ناقص الایمان ہونے مین کیا شک ہے۔ اگر نہین ہین تو خدا کا یہ خطاب ثم ولیتم مدبرین تم پیٹھ دیکر بھاگ کھڑے ہوے۔ کس سے ہے اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے اس قول سے کہ "ابوبکرؓ و عمرؓ بگوشۂ رفتند و عثمان ازان روز بعد سہ یوم در آمدند" کون اصحاب مراد ہین۔ بھائیو ذرا سوچو کیا قرآن مجید پر ایمان لانا اسی کا نام ہے کہ اللہ تبارک و تعالی تو جنگ مین پیٹھ دینے والونکے حق مین

فقد باء بغضب من اللہ ماواہ جھنم وبئس المصیر (پ۹۔ع ۱۶)

وہ یقیناً غضب خدا مین گرفتار ہوگا اور اسکا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔

فرمائے۔ اور تم مغفورین کو خدا کی طرف سے یہ سند دو۔

رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ واعد لھم جنّٰت تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا۔

خدا اون سے راضی اور وہ خدا سے راضی انکے لئے بہشتین تیار رکھی گئی ہین جن کے نیچے نہرین بہتی ہین وہ ہمیشہ ان مین رہینگے۔

قال

بموجب کتاب امامیہ خلفاء ثلاثہ اس آیت مین داخل ہین۔

اگر اس آیت پر بھی کوئی ایمان نہ لاے اور یہ شبہ کرے کہ اسمین خلفاء ثلثہ کے نام تو مذکور ہی نہین ہین اس سے انکی فضیلت کا انکار مستلزم انکار آیت نہین ہے تو اوسکے شبہ دور کرنے کے لئے ہم امام محمد باقر علیہ السلام کی شہادت پیش کرتے ہین جس طرح پر انھون نے خلفاء ثلثہ کو داخل حکم اس آیت کے بیان کیا ہے اسکو ہم بیان کرتے ہین اسکو ذرا دل سے سنو اور اپنے ہی مذہب کی کتاب سے اسکی سند لو ہوا یہ

صاحب الفصول نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی کہ ایک روز حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا گذر ایک جماعت پر ہوا جو کہ خلفاء ثلثہ کی عیب جوئی کر رہے تھے۔ آپ نے پوچھا کہ مجھے بتلاو کہ تم ان مہاجرین مین سے ہو کہ جو خدا کے لئے گھر سے نکالے گئے اور خدا کے لئے ان کا مال لوٹا گیا اور جنھون نے خدا اور رسول کی مدد کی۔ انھون نے کہا کہ ہم انمین سے نہین ہین تب آپ نے پوچھا کہ پھر کیا تم ان لوگون مین سے ہو جنھون نے دار ہجرت مین اور دار ایمان مین گھر بنایا تھا اور مہاجرین کو آرام دیا تھا۔ کہا کہ نہین۔ تب آپ نے کہا کہ خود تم بیزار ہوے اور نہین چاہتے کہ دونون فریق مین سے ہو اور مین اس بات پر گواہی دیتا ہون کہ تم ان مین سے بھی نہین ہو جنکی نسبت خداوند تعالے فرماتا ہے کہ جو لوگ بعد ان مہاجرین اور انصار کے آئینگے وہ ایسے مومن ہونگے کہ یہ دعا کیا کرینگے کہ الٰہی ہمارے اور ہمارے اگلے بھائیون کے جو ہم سے ایمان مین سبقت لے گئے ہین مغفرت کر اور ہمارے دلون مین مسلمانون کی طرف سے کینہ مت رکھ بیشک تو نرمی کرنے والا مہربان ہے۔

اقوام

تردید قول

خدائے پاک کے کلام مین توجیہات وتلبیسات وہی حضرات کرتے ہین جو اپنے اصحاب ممدوحین کی نشہ محبت مین سرشار ہین۔ الحمد للہ امامیہ اس شک وشبہ سے پاک ہین اور آیت مین نام نہونے سے کوئی محل شبہ کا نہین ہوسکتا اسلئے کہ اصحاب مین مومن بھی تھے اور منافق بھی اور خدائے پاک نے دونون کے بارے مین جدا جدا آیات نازل فرمادی ہین یعنی مومنین کی شان مین "اولئك هم المفلحون اعد لهم جنت تجری من تحتها الانهار خلدین فیها ذلك الفوز العظیم" فرمایا (یہی لوگ ہین جنکے لئے دنیا وآخرت کی) سب خوبیان ہین اور وہی لوگ فلاح پانے والے ہین اللہ نے انکے لئے جنتین تیار کی ہین جنکے نیچے نہرین بہتی ہین یہ اون مین رہنے والے ہونگے یہی تو بڑی کامیابی ہے)۔ اور منافقین کے حق مین ارشاد کیا ان المنفقین فی الدرك الاسفل من النار ولن تجد لهم نصیرا اس مین شک نہین کہ منافقین جہنم کے سب سے نیچے کے طبقہ مین ہونگے (اے رسول) تم وہان کسی کو ان کا حمایتی نہ پاوگے۔ اس قسم سے دونون گروہ کے بارہ مین صدہا آیتین ہین۔ پس جو کوئی آیات الٰہی سے اصحاب کی فضیلت اور مذمت کا خواستگار ہو اسکو چاہئے کہ پہلے اصحاب مومنین ومنافقین مین امتیاز کرکے نیک نیتی کے ساتھ انکے افعال واعمال پر نظر کرے۔ پھر بلحاظ انکے اعمال نیک وبد کے اوسی قسم کی آیات کا اونکو مصداق ٹھہرائے جیسا کہ امامیہ کرتے ہین نہ یہ کہ حالات تو کفر ونفاق کے ہون اور بجائے آیات منقصت آیات فضیلت سے انکی بزرگی اور فضیلت کا استدلال کرین۔ جیسا کہ حضرت شاہ صاحب کا عمل ہے اور آپ بھی ہمارے بھائیون کو خوش کرنے کے لئے اسی جادہ پر چل رہے ہین۔

آپ نے اپنے بیان کی تائید مین جو روایت درج کی ہے اور صاحب لفصول کو علماء امامیہ سے

بتایا ہے وہ روایت کتب امامیہ کی نہین ہے اور نہ صاحب الفصول کوئی علماء امامیہ سے ہین - چنانچہ صاحب دبستان المذاہب نے جو مذہب امامیہ سے ہین کتاب مذکور کے صفحہ (۲۲۴) مین ان الفاظ سے اسکی تردید کی ہے کہ ہم "نہ فصول کو مانتے ہین نہ صاحب الفصول کو کہ کون صاحب ہین کتاب غیر مشہور کی توثیق کلام علماء معتبرین سے لازم تھی اور بعد اوسکے ضرور تھا کہ اس کا ثابت کرنا کہ صاحب کتاب مصدق روایت ہے ممکن ہے کہ اس روایت کو اہل سنت سے نقل کیا ہو" جناب موصوف کے بیان کی تائید ہم ایک اور روایت سے بھی کرتے ہین کہ جناب حافظ مولوی سید عمار علی صاحب علی اللہ مقامہ نے جو ایک علماء معتبرین امامیہ سے ہین اپنی تفسیر عمدۃ البیان مین جو بمقام دہلی مطبوعہ یوسفی مین طبع ہوی ہے جسکی تقریظ عالیجناب مولوی نقی صاحب قبلہ نے لکھی ہے اوس کے صفحہ (۵۴۶) مین ان صاحب الفصول کی نسبت یہ تحریر فرمایا ہے کہ۔

صاحب الفصول نے جو روایت امام محمد باقر علیہ السلام سے کی ہے کہ ان کا گذر ایک جماعت مین ہوا وہ ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ کی مذمت کرتے تھے امام نے انکو منع کیا یہ روایت معتبر نہین ہے اسواسطے کہ صاحب الفصول مالکی اہل سنت تھا شاہ عبدالعزیز صاحب نے دروغ اور کذب سے ان کو مذہب امامیہ مین لکھدیا انکی کتاب کو دیکھکر سب سنی ایسا ہی کہتے ہین۔

jabir.abbas@yahoo.com

قال

امامیہ اپنے آئمہ کے اقوال تسلیم نہیں کرتے

اے بھائیو تم اپنے آپکو امامیہ کہتے ہو اور ائمہ کرام کے اقوال کو کم از آیات نہیں سمجھتے مگر معلوم نہیں کہ ان اقوال کو جو صحابہ کے فضائل میں ہیں کیوں نہیں مانتے اور کیوں امامو نکی پیروی نہیں کرتے اور کیوں انکو صحابہ کے فضائل بیان کرنے میں جھوٹا جانتے ہو۔

jabir.abbas@yahoo.com

اقول

تردید

بیشک امامیہ ائمہ اطہار علیہم السلام کے کلام کو بربناء حدیث شریف علی مع القران والقران مع علی اور حسب فتوائے شاہ صاحب "ہر کہ انکار قرآن وعترت کند خارج از دین است" کم از آیات نہین سمجھتے تعجب ہے کہ آپ صحابہ کی فضیلت مین سند تو جعلی پیش کرین اور امامیہ سے انکی فضیلت ومنزلت کی توقع رکھین۔ ہان اگر کوئی سچی شہادت ائمہ اطہار علیہم السلام کی ان حضرات کی نسبت آپکو ملے تو پیش کیجئے۔ اور اوسکا ملنا معلوم کہ آپ خود ہی آیات بینات جزو ثانی صفحہ اول مین کتاب صوارم کی یہ عبارت نقل کرتے ہین کہ۔

احادیث فضائل صحابہ از طریق امامیہ باوجود کثرت احادیث مختلفہ در ہر امر جزئی از جزئیات اصلیہ فرعیہ اگر تمام کتب احادیث امامیہ در قادر قابلیت تفحص بمطالعہ در آرند مظنون آنست کہ زیادہ از سہ چار حدیث کہ سر و پا درست نداشتہ باشد دست بہم ندہد۔ اما احادیث مثالب آنہا بلا اغراق انیست کہ متجاوز از ہزار حدیث باشد"

اے حضرات تم اپنے آپکو اہل سنت والجماعت کہتے ہو اور امام بخاری کے کلام کو قرآن مجید کے برابر سمجھتے ہو مگر نہین معلوم کہ بخاری شریف کے ان بے شمار حدیثون کو جو بالخصوص تمہارے ممدوح مہاجرین وانصار اور صحابہ کے آمنوا وعملوا الصلحت کے خلاف ہین ہین مثل حدیث حوض یعنی بروز حشر ملائکہ عذاب کچھ لوگونکو کشان کشان رسول اللہ صلعم کے سامنے سے لیجائینگے اونکو دیکھکر آپ عرض کرینگے ربّی ربّی یہ لوگ تو میرے اصحاب ہین۔ خدائے پاک فرمائیگا اے رسول تم کو اُن احداث کی کیا خبر ہے جو تمہارے بعد انھون نے کئے کیون نہین مانتے۔ اور جب رسول اللہ صلعم نے شہدائے بدر پر نماز جنازہ پڑہی اور اونکے حق مین دعائے مغفرت فرمائی تو حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا۔

یا رسول اللہ جیسے یہ لوگ ایمان لائے ویسا ہی ہم بھی لائے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ نیا سے باایمان گئے

اور مجھے معلوم نہین کہ تم لوگ میرے بعد کیا احداث کروگے۔

اس قول مین حضرت صدیقؓ کو کیون صادق الاقرار نہین سمجھتے۔ اور جب خود حضرت ام المومنین عائشہؓ کی اس شہادت کی

میرے باپ جنگ احد یاد کرکے روئے مین نے رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ احد کے دن فرار ہوا تھا۔

کیون تصدیق نہین کرتے اور حضرت عمر فاروقؓ نے جو خود اپنی زبان مبارک سے بقول شمس العلما شبلی نعمانی یہ فرمایا تھا۔

یا بنت رسول اللہ واللہ اگر لوگ گھر مین سے نہ نکلین گے تو مین گھر کو آگ لگا دونگا"

اسکی تکذیب کیون کرتے ہو۔

jabir.abbas@yahoo.com

قال

بجز تقیہ جواب نہین دے سکتے

غرضکہ اس حدیث سے امام باقر علیہ السلام کے ثابت ہوا کہ انکے نزدیک خلفاء ثلثہ اس آیت کے حکم مین داخل ہین اور جو وعدے جنت وغیرہ کے خدا نے مہاجرین و انصار سے کئے ہین ان مین وہ شریک ہین اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ جو لوگ انکی عیب جوئی کرتے ہین ان سے حضرت امام موصوف بیزار تھے اور انکو اسلام اور ایمان سے خارج سمجھتے تھے۔ پس سوائے تقیہ کے اور تو کوئی دوسرا جواب ہو ہی نہین سکتا لیکن معلوم نہین کہ کہانتک تقیہ کا عذر کیا کرینگے اور کب تک تقیہ کو سپر بناتے رہین گے۔

افسوس کہ جب خدا صاف صاف مہاجرین و انصار کی تعریف کرے اور ائمہ علیہم السلام خلفاء ثلثہ کی صاف فضیلت بیان کرین اور پھر بھی حضرات شیعہ قائل نہون تو اب معلوم نہین کہ مہاجرین و انصار کی فضیلت کے لئے کیسی دلیل چاہتے ہین۔

jabir.abbas@yahoo.com

اقول

جواز تقیہ کا ثبوت

جو روایت کہ آپ نے اوپر لکھی ہے اوسکا جواب عرض کرچکا ہون کہ یہ روایت کتب امامیہ کی نہین ہے اور اوس سے امام علیہ السلام کی تصدیق خلفاء ثلثہ کی فضیلت کے نسبت ثابت نہین ہوی پس ہم آپ سے اپنے مذہب کی کتابون سے سند چاہتے ہین نہ کہ جھوٹی اور جعلی اور تقیہ پر اہلسنت کی طعن بیجا ہے اسلئے کہ وہ کلام آلہی سے ثابت ہے۔ قولہ تعالیٰ۔

من کفر باللہ من	جو شخص کفر پر مجبور کیا جاے مگر اسکا دل ایمان
بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ	کی طرف سے مطمئن ہو اس سے کچھ مواخذہ نہوگا۔
مطمئن بالایمان ولکن من	لیکن ایمان لانے کے بعد خدا کے ساتھ کفر کرے
شرح بالکفر صدرا فعلیہم	اور کفر بھی کرے تو جی کہولکر تو ایسے لوگون پر
غضب من اللہ ولہم عذاب عظیم ۰	خدا کا غضب اور ان کے لیے سخت عذاب ہے۔

(سورہ نحل) ع ۱۴

تفسیر درمنثور جلد سوم صفحہ (۱۳۲) مطبوعہ مصر مین ہے کہ:۔

"حضرت عمار بن یاسر اور انکے باپ اور مان ایمان لاچکے تھے"۔

اسپر کفار حضرت عمار کو سخت ایذائین دیتے تھے اور کہتے تھے کہ جب تک ہمارے لات وعزا کو اچھا اور محمدؐ کو گالیان نہ دونچھوڑینگے۔ وہ روتے ہوے رسول اللہ کی خدمت مین حاضر ہوے اور یہ حال بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم اپنے دلمین ایمان کو کیا سمجھتے ہو۔ عرض کیا میرے دلکو اپنے ایمان سے اطمینان ہے آپ نے فرمایا اگر اب وہ لوگ تمھین ایذا دین اور تمسے جو کچھ کہلائین تم وہی کہدینا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوی۔

پس جو کوئی خدا پاک کے کلام پر ایمان رکھتا ہے وہ تقیہ کو بھی تسلیم کرے گا تقیہ صحابہ کے اس ایمان و اسلام سے لاکھ درجے بہتر ہے کہ رسول اللہؐ کے سامنے تو اپنا ایمان شد و مد سے جتاتے تھے آنحضرت کے پیچھے نمازین پڑھتے تھے لیکن راتونکو مسجد مین بیٹھکر رسول اللہؐ کے خلاف سازشین اور شورے کیا کرتے تھے انکے اس نفاق و شقاق سے اہلسنت کسی طرح انکار نہین کرسکتے اسلئے کہ خود خدا پاک اسکی تصدیق کرتا ہے۔ اور رسول اللہ کو انکی حالات سے آگاہ فرمایا ہے۔ قولہ تعالیٰ۔

ویقولون طاعۃ فاذا برزوا	یہ لوگ منہ سے تو کہدیتے ہین کہ آپکا ارشاد
من عندك بیت طائفۃ منھم	قبول ہے لیکن جب تمھارے پاس سے چلے
غیر الذی تقول واللہ یکتب	آتے ہین تو بعض لوگ تمھارے باتون کے
مایبیتون فاعرض عنھم وتوکل	خلاف مشورے کرتے ہین خدا انکے نامۂ اعمال
علی اللہ وکفی باللہ وکیلا ۝	مین لکھ لیتا ہے۔ تم ان کا کچھ خیال نکرو اور
(پ ۵ ع ۸)	خدا پر توکل کرو اور خدا ہی کافی وکیل ہے۔

اسی طرح دوسری آیت مین ارشاد فرماتا ہے۔

واذا لقوکم قالوا امنا واذا	(اے رسول) وہ جب تمسے ملتے ہین تو
خلوا عضوا علیکم الانامل من	کہتے ہین کہ ہم بھی ایمان لائے اور جب اکیلے
الغیظ قل موتوا بغیظکم ان	ہوتے ہین تو تمھارے برخلاف غصہ سے اپنی
اللہ علیم بذات الصدور ۝	انگلیان اپنے دانتون سے کاٹتے ہین (انسے
سورۂ آل عمران	کہدو کہ تم آپ ہی اپنے غصہ سے مرجاؤ بیشک
ع ۱۲	اللہ دلون کے حال سے خوب واقف ہے۔

غرض باوجود اسکے کہ خدا صاف صاف ان مہاجرین و انصار کی جنھون نے بطمع دنیا ہجرت کی تھی

نقص ایمان کی شہادت دے اور خود ان سے مخاطب ہوکر ترید ون عرض الدنیا تم طالب دنیا ہو فرماے اور رسول اللہ صلعم صاف صاف صحابہ سے انکے احداث کی خبر دین جسکو سنکر حضرت صدیق رونین اور جمیع علماء و محدثین بالاتفاق رسول اللہ صلعم کا اصحاب مغفورین کو باین الفاظ۔ یاانصارا اللہ ورسولہ۔ یااصحاب الشجرہ انا محمد رسول اللہ انا نبی اللہ پکارنا بیان کرین اور خود خدا ے تبارک و تعالی تصدیق کرے اذ تصعدون ولا تلون احد والرسول یدعوکم فی اخرکم الخ اسوقت کو یاد کرو جبکہ تم بدحواس بھاگے چلے جاتے تھے اور باوجودیکہ رسول تمھارے پیچھے کھڑے تمکو بلا رہے تھے مگر تم مڑکر بھی نہین دیکھتے تھے پھر بھی اُنکے نقص ایمان کے قائل نہون تو بخواہ آیہ کریمہ فبای حدیث بعدہٗ یومنون (المرسلت) پس اس (قرآن) کے بعد وہ کونسی بات پر ایمان لائینگے اب معلوم نہین کہ انکے فرار کے لیے اور کیسی دلیل چاہتے ہین۔

jabir.abbas@yahoo.com

قال

مہاجرین کی ہجرت وانصار کی نصرت بطمع دولت نہ تھی

حضرات شیعہ بعض مرتبہ یہ شبہ کرتے ہین کہ اللہ جل شانہ نے ان مہاجرین وانصار کی تعریفین کی ہین جنھون نے خاص خدا کیلئے ہجرت اور نصرت کی نہ کہ انکی جنھون نے دنیا کی طمع سے کی۔ اس شبہ کو ہم تین طرح سے رد کرتے ہین اول یہ کہ جب مہاجرین نے ہجرت کی اور انصار نے نصرت اسوقت دنیا اور دولت کہان تھی جسکی طمع ہوی۔ جب مہاجرین نے مکہ سے ہجرت کی تب کیا مدینہ مین کسی خزانہ کے نکلنے کی اُنھین خبر ملی تھی جسکے لوٹنے کو گئے ہون یا جب انصار نے مہاجرین کی خاطر کی اور انکو اپنے گھرون مین ٹھہرایا تو کیا مہاجرین بہت سامال اپنے ہمراہ لے گئے تھے جس کے چھین لینے اور لوٹ لینے کی نیت سے انھون نے انکی مدد کی ہو۔ اگر مہاجرین نے خدا کے لیے ہجرت اور انصار نے اللہ کے واسطے نصرت نہین کی تو پھر ان کی ہجرت ونصرت کا کیا سبب تھا۔

jabir.abbas@yahoo.com

اقول

مہاجرین کا مدینہ مین آکر غنی ہونا

شیعہ کیا بلکہ ہر شخص جس کا نفس اغراض ذاتیات سے پاک ہے وہ اس امر کا یقین کرے گا کہ اللہ جل شانہ نے انھین مہاجرین و انصار کی تعریفین کی ہین جنھون نے خاص خدا کے لیے ہجرت و نصرت کی تھی۔

چنانچہ جن مہاجرین نے خدا کے لیے ہجرت کی تھی انھون نے غزوات مین اپنی جانین نثار کین یا فتح کے ساتھ پھرے اور وہ اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور حضرت حمزہؓ وغیرہم رضی اللہ عنہم ہین اور جنھون نے جہاد پر جانے سے تخلف کیا یا اگر کفار کے مقابلہ کو گئے تو اون کے اوچھے سے حملہ کی بھی تاب نہ لاے اور مع الخیر لپٹ آے اونکو جمیع آیات فضیلت سے خارج کرتے ہین اور یہ امر کہ جب مہاجرین نے مکہ سے ہجرت کی تب کیا مدینہ مین کسی خزانہ نکلنے کی خبر ملی تھی جس کے لوٹنے کو گئے تھے،، اس کا حال جناب امام فخر الدین رازی اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب سے پوچھیے جنھون نے آیہ کریمہ الربان للذین امنوا الخ کی یہ تفسیر کی ہے، کہ یہ آیت مہاجرین اولین کے حق مین ہے کہ جب اصحاب مدینہ مین آے تو عیش و آرام طلبی مین مشغول ہو کر اپنے اعمال مین کوتاہی کرنے لگے اس آیت سے ان پر عتاب ہوا،، اور صاحب تفسیر حسینی سے پوچھیے جو فرماتے ہین،، مومنان در مکہ با فقر و فاقہ بعد تمام قواعد طاعت را تمہید کردند بعد ہجرت کہ مال بسیار بدست آمد و نعمت بر ایشان فراخ شد آثار فتور و قصور در اوراد و وظائف و عبادت ایشان ظاہر گشت،، یہ حال اسی جلد مین بعنوان شواہد نقلی تفصیل سے ہمنے لکھا ہے ملاحظہ فرمائین۔

یہ تو انکی دولت و ثروت کی ابتدا تھی اور جب لڑائیون کا سلسلہ چھڑا تو مال غنائم کی نیت سے مجاہدین کے ساتھ ہو جاتے تھے۔ چنانچہ جب مال غنائم بدر جمع کیا گیا تو باہم اصحاب مین اتنا جھگڑا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ انفال نازل فرمایا کہ یہ مال خدا اور رسول کا ہے جب رسول اللہ بعد انفراغ مہایلے ہوازن سے سوار ہو کر روانہ ہوے لوگ آپ کے پیچھے دوڑے اور کہنے لگے کہ ہماری غنیمت ہمکو تقسیم کیجیے

جب اپنی مراد پوری نہوی تو ایک درخت کے پاس آپ سے جا لپٹے اور چادر مبارک آپکی کھینچ لی آپ نے فرمایا
اے صاحبو میری چادر تو مجھے دیدو مین کیا تمکو دینے مین بخل کرتا ہون۔ جب مہاجرین و انصار نے آنحضرت سے
یہ گستاخیان کین اور آپ پر خیانت اور عدل نکرنیکی تہمت کی اور تقسیم غنیمت پر خلاف شان آنحضرت کلام کئے
تو آیہ کریمہ ومنھم من یلمزک فی الصدقات نازل ہوی۔

اے رسول انمین سے کچھ ایسے بھی ہین جو لوگون کے مال کی خیرات کی تقسیم مین بے انصافی کا
تمکو الزام دیتے ہین پھر اگر ان مین سے انہین حسب خواہش دیا جاے تو خوش ہوگئے اور اگر انکی مرضی
کے موافق نہین دیا گیا تو بس فوراً بگڑ جاتے ہین،، غزوہ حنین مین انکی طمع و حرص کی یہ حالت تھی کہ
طرفین سے تلوارین چل رہی تھین قریب تھا کہ دشمن پسپا ہون کہ اتنے مین مجاہدین کو غنیمت نظر پڑی پھر
کیا تھا اسکو دیکھتے ہی صرف دس اشخاص رسول اللہ کے پاس رہ گئے باقی سب کے سب غنیمت لوٹنے
مین لگ گئے جس کی وجہ سے دہلہ اول مین شکست ہوی۔ اسی طرح احد مین بھی۔

ہم یہ حالات بتوضیح و تصریح آیات محکمات جلد اول مین لکھ آے ہین ملاحظہ ہون صفحہ ۲۳۰ تا ۲۵۱۔
اس مین سیرت النبی مولفہ شمس العلماء شبلی نعمانی کا بھی کلام شامل ہے اسکا یہ فقرہ مخصوص لائق غور ہے۔

عین فتح کے وقت جبکہ مجاہدین فتح کے نشہ مین چور ہین مال غنیمت فروخت ہو رہا ہے۔ ایک ایک کو
ہزارون کی رقمین وصول ہو رہی ہین ایک ایک صحابی خوش آتے ہین اور جوش مسرت مین کہتے ہین
یا رسول اللہ آج مین نے مال غنیمت سے جسقدر نفع اٹھایا کبھی نہین اٹھایا تھا پورے تین سو اوقیہ
آے (ایک اوقیہ دس روپیہ کے برابر ہوتا ہے) یعنی تین ہزار روپیہ۔

غرض بجز خالص مومنین کے باقی سب مہاجرین و انصار کی ہجرت و نصرت کے یہ اسباب تھے اگرچہ
خدا و رسول وقتاً فوقتاً حرص دنیا سے متنبہ کرتے رہے اور رسول اللہ صلعم نے بھی وقت رحلت مسجد مین جمع
طولانی خطبہ ارشاد فرمایا تھا اس مین خاص اصحاب سے مخاطب ہو کر صاف ارشاد فرما دیا تھا۔

درحق اصحاب گفت کہ نمی ترسم من برشما از شرک ولیکن می ترسم کہ از دنیا رغبت کنید و تقاتل کنید

ہمدیگر،، مدارج النبوۃ صـ۴۰۰ ۔

خدائے عزوجل نے بھی صحابہ سے خطاب کرکے فرمایا۔

فھل عسیتم ان تولیتم	قریب ہے کہ تم حاکم ہوجاؤ تو تم زمین مین
ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا	فساد اور قطع رحم کرو۔ یہی تو وہ لوگ ہین جن پر
ارحامکم اولئک الذین لعنھم اللہ	اللہ نے لعنت کی اور ان کو بہرا اور اندھا
فاصمھم واعمی ابصارھم سورہ محمد پ۲۶ ع	کردیا۔

مگر ان پر کچھ اثر نہوا۔ آخر اُنکے عہد حکومت مین جو فسادات دکشت وخون وقطع رحم وظلم وستم عموماً اور آل رسول پر خصوصاً ہوے ان کا کچھ ذکر جلد اول مین ہوچکا ہے۔

حضرت عمر کا بیت المال قائم کرنا

پس ان سب واقعات کا سبب بھی حرص وہوا ہی تو تھی جس نے انکو غنی کردیا مسند نشین خلافت ہوتے ہی وصایاے رسول فراموش کرکے اپنی خلافت کی پائداری اور بمقابل حکومت خاندان رسالت ونبوت کو پست وذلیل رکھنے کی غرض سے خلاف روش رسولؐ راہ اختیار کی چنانچہ جناب رسولخدا صلعم نے کبھی کوئی بیت المال قائم نہین کیا تھا جو رقم حضرت کے پاس آتی آپ اسکو فوراً مسلمانون پر تقسیم کردیا کرتے تھے بخلاف اسکے حضرت عمرؓ نے بیت المال قائم کردیا جیسا کہ شمس العلماء شبلی نعمانی الفاروق مین تحریر فرماتے ہین کہ۔

یہ صیغہ بھی حضرت عمر کی ذات سے وجود مین آیا۔ آنحضرت کے زمانہ مین سب سے آخر جو رقم وصول ہوی وہ بحرین کا خراج تھا جسکی تعداد آٹھ لاکھ درہم تھی لیکن آنحضرت نے یہ کل رقم ایک ہی جلسہ مین تقسیم کردی۔ تقریباً ۱۵ھ مین حضرت ابوہریرہ کو حضرت عمر نے بحرین کا عامل مقرر کیا وہ سال تمام مین پانچ لاکھ کی رقم اپنے ساتھ لاے حضرت عمر نے مجلس شوریٰ کا اجلاس عام کرکے

کہا کہ ایک قسم کثیر بحرین سے آئی ہے آپ لوگونکی کیا مرضی ہے حضرت علیؑ نے راے دی کہ جو رقم آے وہ سال کی سال تقسیم کر دیجاے اور خزانہ مین جمع نہ رکھی جاے حضرت عثمان نے اس کے خلاف راے دی۔ ولید بن ہشام نے کہا مین نے سلاطین شام کے ہان دیکھا ہے کہ خزانہ اور دفتر جدا جدا قائم ہے حضرت عمر نے اس راے کو پسند کیا اور بیت المال کی بنیاد ڈالی۔ (حصہ دوم صفحہ ۵۹)۔

جناب سولخدا صلعم کا دستور تھا کہ جو رقم آتی تھی اوسکو علی السویہ تقسیم فرماتے نہ کسی کو زیادہ نہ کسی کو کم خلفاء ثلاثہ اپنی ذاتی مصلحتون پر نظر رکھکر خاص خاص اشخاص کو تو مالامال کر دیتے تھے باقی لوگون کو تھوڑا بہت دیکر ٹال دیا کرتے تھے اور ضعفا و غربا کی طرف تو آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھتے تھے۔ آخر کار قیام بیت المال اور اس تقسیم عمل سے چند ہی دن مین ایسے متمول ہو گئے کہ اکثر اصحاب تو بعد مرگ بھی مال و دولت کثیر چھوڑ گئے جیسا کہ کتب اہلسنت مین مذکور ہے۔ چنانچہ بعض اصحاب عشرہ مبشرہ کی دولت و ثروت کے بارہ مین چند روایات نقل کیجاتی ہین۔ ملاحظہ ہون۔

تمول حضرت ابوبکرؓ

آپ کی وفات کے بعد حضرت عمر نے کئی ہزار روپیہ نقد انکے گھر سے ضبط کر کے بیت المال مین داخل کیا۔ (ریاض النضرۃ جلد ۱ صفحہ ۱۳۷)۔

ابن اثیر۔ جلد ۲ صفحہ ۲۰۵ مین ہے کہ حضرت صدیق کے پاس چالیس ہزار نقد تھے۔

اور دربارۂ تمول حضرت عائشہ رضؓ کتاب تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری مطبع احمدی لاہور کتاب الہبہ باب ہبۃ الواحد للجماعۃ صفحہ ۳۱۱ پر ہے کہ۔

اسماء بنت ابی بکر نے قاسم بن محمد بن ابوبکر اور عبد اللہ بن ابی عتیق سے کہا مجھے اپنی بہن عائشہ کے ترکہ مین سے غابہ مین کچھ جائداد ہاتھ آئی ہے اوسکے عوض معاویہ مجھے ایک لاکھ روپیہ دیتے تھے مگر

مین نے نہین بیچی یہ جائداد تم دونو لیلو"

حضرت عمرؓ

آپ نے اپنے خاص مال سے اپنے ایک خسر کو دس ہزار درہم دئے (طبقات ابن سعد جلد ۳ قسم اول ص ۲۱۹)۔

حضرت عمرؓ نے ام کلثوم سے عقد کیا اور چالیس ہزار درہم مہر مین دئے۔

(طبقات ابن سعد جلد ۳ ص ۲۴۰) اپنے عہد خلافت مین پانچہزار روپیہ اپنی تنخواہ مقرر کی اسپر بھی قناعت نہ کی بلکہ بیت المال سے جسقدر چاہتے لیا کرتے تھے۔ چنانچہ جناب شمس العلماء شبلی نعمانی الفاروق حصہ اول ص ۲۷۲ مین رقمطراز ہین کہ۔

وقت رحلت جب قوم کے کام سے فراغت ہو چکی تو اپنے ذاتی مطالب پر توجہ کی۔ عبداللہ اپنے بیٹے کو بلا کر کہا کہ مجھپر کسقدر قرض ہے معلوم ہوا کہ چھیاسی ہزار درہم فرمایا کہ میرے متروکہ سے ادا ہو سکے تو بہتر ورنہ خاندان بنی عدی سے درخواست کرنا اور اگر وہ بھی پورا نہ کر سکین تو کل قریش سے (یہ صحیح بخاری کی روایت ہے) لیکن عمر بن شیبہ نے کتاب المدینہ مین بسند صحیح روایت کی ہے کہ نافع جو حضرت عمر کے غلام تھے کہتے تھے کہ عمر پر قرض کیونکر رہ سکتا تھا حالانکہ انکے ایک وارث نے اپنے حصہ وراثت کو ایک لاکھ پر بیچا تھا (دیکھو فتح الباری مطبوعہ مصر جلد ۷ صفحہ ۵۳) حقیقت یہ ہے کہ حضرت عمر پر چھیاسی ہزار کا قرض ضرور تھا لیکن وہ اس طرح ادا کیا گیا کہ ان کا مکان مسکونہ بیچڈالا گیا جسکو امیر معاویہ نے خریدا۔

ان روایتون سے روشن ہے کہ آپ اپنی ذات کے لئے حسب خواہش بیت المال سے بیدریغ رقم اوٹھا لیتے تھے جو منافی شان امانت ہے اور یہ رقم کثیر اپنے بارہ سال کے عہد خلافت مین بھی داخل بیت المال نہ کی۔ یہ تو اندرونی حالت تھی اور بظاہر اپنے کو پاک دامن بتانے کے لئے اپنے عہد خلافت مین فرماتے تھے کہ عمر کے لیئے بیت المال سے صرف اسقدر جائز ہے کہ دو کپڑے پہننے کے لئے لے اور حج وغیرہ کے لئے سواری اور اپنے اہل وعیال کا خرچ ایک اوسط درجہ کے آدمی کے خرچ کے برابر لیا کرے (ابن سعد جلد ۳ قسم اول ص ۱۹۷)

(۲) ایک دفعہ بیمار ہوے لوگون نے علاج کے لیے شہد کا استعمال تجویز کیا تو مجمع عام مین آکر اصحاب سے فرمایا کہ اگر تم لوگون کی اجازت ہو تو بیت المال مین جو شہد رکھا ہوا ہے اوس مین سے کچھ لے لون لوگون نے اجازت دیدی۔ (ابن سعد جلد ۳ قسم اول صفحہ ۱۹۰)

(۳) ایک مرتبہ احنف بن قیس روسا عرب کے ساتھ حضرت عمر سے ملنے کو گئے دیکھا تو داغن چڑہاے ادہر اودہر دوڑتے پھرتے ہین احنف کو دیکھکر کہا آؤ تم بھی میرا ساتھ دو بیت المال کا ایک اونٹ بھاگ گیا ہے تم جانتے ہو کہ ایک اونٹ مین کتنے غریبون کا حق شامل ہے ایک شخص نے کہا امیر المومنین آپ کیون تکلیف اٹھاتے ہین کسی کو حکم دیجئے وہ ڈہونڈ کے لائیگا فرمایا ای عبد اعبد منی یعنی مجھسے بڑہکر کون غلام ہوسکتا ہے۔ (الفاروق حصہ دوم صفحہ ۲۳۲)

پس روایات مندرجہ بالا سے جناب خلافتمآب کا تمول روشن ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ تمول موروثی تھا یا کسبی آپکی موروثی حالت وحیثیت کے متعلق ہم خود کچھ کہنا نہین چاہتے مگر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے ایک طولانی روایت ازالۃ الخفا صفحہ ۱۸۳ مقصد دوم مین لکھی ہے بقدر ضرورت اسی کا اقتباس ہدیہ ناظرین کرتے ہین اور وہ یہ ہے۔

قال لعن الله يوما كنت	یعنی عمرو عاص نے مسلمہ سے کہا خدا اوس
فيه واليا لابن الخطاب والله لقد	روز پر لعنت کرے کہ جس روز ہم ابن خطاب
رأيته ورأيت اباه وان على كل	کی طرف سے والی ہون قسم بخدا ہمنے اسکو اور
واحد منهما عباءة قطرانية	اوسکے باپ کو دیکھا ہے کہ ایک عبا سے
موتزرا بها ما تبلغ مار بض ركبتيه	قطرانی کا لنگ باندہے ہوے تھے جس سے
وعلى عنق كل واحد منهما حزمة	ان کا گھٹنا بھی نہین چھپتا تھا اور دونون کی
من حطب۔	گردن پر لکڑی کا گٹھا تھا۔

اور مداح مہر وماہ فلک اسلام (شبلی صاحب) رقم فرماتے ہین کہ۔

"سن رشد کو پہونچ کر خطاب ذن کے (حضرت عمر) کے باپ نے انکو جو خدمت سپرد کی وہ اونٹونکا چرانا تھا خطاب نہایت بیرحمی کے ساتھ اون سے سلوک کرتے تھے جس میدان مین حضرت عمر کو یہ مصیبت انگیز خدمت انجام دینی پڑتی تھی ایکدفعہ خلافت کے زمانہ مین حضرت کا ادھر گذر ہوا تو اونکو نہایت عبرت ہوی آبدیدہ ہوکر فرمایا اللہ اکبر ایک وہ زمانہ تھا کہ مین یہان نمدہ کا کرتا پہنے ہوے اونٹ چرایا کرتا اور تھک کر بیٹھ جاتا تو باپ کے ہاتھ سے مار کھاتا آج یہ دن ہے کہ خدا کے سوا میرے اوپر اور حاکم نہین۔ (الفاروق حصہ اول صفحہ ۲۱)

تمول حضرت عثمانؓ

ایک ہزار اونٹ غلہ سے لدے ہوئے شام سے آے۔ (ریاض النضرہ جلد ۱ صفحہ ۱۰۱)

ایک کنوان پنتیس ہزار درہم مین خرید کیا (ایضاً جلد ۲ صفحہ ۹۲)

پچیس ہزار درہم مین ایک زمین خرید کی۔ (ایضاً)

غزوہ تبوک کے لیے حضرت عثمانؓ نے نوسو پچاس اونٹ۔ پچاس گھوڑے اور ایک ہزار دینار عطا فرماے۔ (ریاض النظرہ جلد ۲ صفحہ ۹۱)

شہادت کے وقت آپ کے خزانچی کے پاس تین کروڑ پانچ لاکھ درہم اور ایک لاکھ دینار تھے۔ اور بیس ہزار اونٹ زبدہ مین موجود تھے۔ (طبقات ابن سعد جلد ۳ قسم اول صہ ۵۳)

حضرت عبدالرحمن بن عوف داماد حضرت عثمان ومیر مجلس۔ مجلس شوریٰ

آپ نے وقت وفات چالیس ہزار نقد پانسو گھوڑے اور ڈیڑھ ہزار اونٹ چھوڑے۔

(ریاض النظرۃ جلد ۲ صہ ۲۸۸)

منجملہ اور چیزون کے سونے کے بڑے بڑے ٹکڑے چھوڑے جو کلہاڑیون سے

کاٹے گئے۔ (طبقات ابن سعد جلد ۳ قسم اول صـ۹۶)

اپنی ملوکہ ایک زمین حضرت عثمانؓ کو چالیس ہزار دینار مین فروخت کی۔ (ایضاً صـ۹۴ جلد ۳)

اور حسب وصیت پچاس ہزار دینار صرف ہوے وقت انتقال مال کثیر ہزار اونٹ سو گھوڑے تین ہزار بکری اور زمینداری چھوڑ گئے۔ (ایضاً صـ۹۶)

استیعاب مین ان کے متروکہ کا حساب یون لگایا گیا ہے کہ ہزار اونٹ تین ہزار بکری سو گھوڑا چھوڑا۔ اور نقدی کا حساب یون لگایا گیا ہے کہ چار عورتون سے ایک عورت کو زمانہ مرض مین طلاق دیدی تھی جو چوتھائے ثمن کی مالک تھی اوس سے تراسی ہزار پر مصالحہ ہوا۔ جب ایک ثمن کا چوتھا حصہ اتنا تھا تو پھر ان کا مال کتنا ہوگا حساب لگا لیجئے۔

حضرت شاہ صاحب تحفہ مین تحریر فرماتے ہین کہ۔

"درہمین اثنا عبدالرحمن بن عوف کہ بالقطع مبشر بجنت دیگی از دہ یار بہشتی بود رحلت فرمود و مال فراوان گذاشت بحدیکہ بعد از ادائے دیون و تنفید وصایاے او۔ چون ترکہ اورا تقسیم نمودند ثمن مال باقی اش بچہار زن او رسید منجملہ آن چہار یک را زیاد بر ہشتاد ہزار درہم در حصہ میرسید چون اورا در مرض مطلقہ نمودہ بود تمام حصہ اش ندادند بر ہشتاد ہزار درہم حصہ نمودند۔

یعنی یہ صورت مالداری کی تھی کہ قرضہ وغیرہ ادا کرنے اور تعمیل وصایا کے بعد جو بچا اُس کے آٹھوین حصہ کو چار بیبیون پر تقسیم کرنے سے ایک بی بی کو جس نے مرض الموت مین مطلقہ ہونے کی وجہ سے پورا حصہ نہین پایا تو بھی اسی ہزار درہم ملے۔

حضرت طلحہ و اما د حضرت ابوبکرؓ

آپ کی املاک و جائداد کوفہ اور مدینہ مین اندازۂ شمار سے زیادہ تھی اور دوسری جگہ بھی مکانات بہت مضبوط گچ وغیرہ اور ساکھو کی لکڑی سے بنے تھے اور غلہ کی قیمت جو عراق مین تھا ایک درہم مین

ہزار دینار آتے تھے۔

آپ کو عراق کی کاشت سے چار پانچ لاکھ اور سیرات کی کاشت سے کم وبیش دس ہزار دینار وصول ہوتے تھے۔ (طبقات ابن سعد جلد ۳ قسم اول صہ ۱۵۸)

ایک دفعہ ایک دن مین لاکھ درہم خرچ کئے۔ زمینداری بہت بڑے وسیع پیمانہ پر تھی۔ اور اور ایک زمین سات لاکھ درہم مین فروخت کی اور چار لاکھ نقد۔ (ایضاً)

ایک زمین حضرت عثمان کے ہاتھ چالیس ہزار دینار مین فروخت کی (ایضاً صفحہ ۹۴)

اور بھی ایک زمین حضرت عثمان کے ہاتھ سات لاکھ درہم مین فروخت کی۔ (ایضاً صفحہ ۱۵۰)

آپ نے بائیس لاکھ درہم اور دو لاکھ دینار نقد اور تین کروڑ درہم کی جائداد چھوڑی (ایضاً)

تمول حضرت زبیر شیرزادہ حضرت عائشہؓ

آپ نے اپنی مملوکہ ایک زمین چھ لاکھ مین فروخت کی۔ ایک گھر چھ لاکھ درہم مین فروخت کیا۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ صہ ۲۷۲)

آپ نے تین کروڑ باون لاکھ درہم کی جائداد چھوڑی۔ چار بیبیون مین سے ہر ایک کو بتیسوان حصہ یعنی گیارہ گیارہ لاکھ درہم ملے۔ (ایضاً جلد ۲ صہ ۱۷۰)

اور تاریخ خمیس صفحہ ۳۱۱ جلد ۲ مین ہے۔

وقد خلف املاکا بیعت بنحو فی اربعین الف الف درھم وھذا لم یسمع بمثلہ قط (ردتحفہ) صہ ۱۲۰

یعنی زبیر نے اسقدر ملک چھوڑی تھی کہ چار کروڑ درہم مین انکی املاک بیع ہوی اور یہ وہ مقدار ہے کہ جو کسی کے لیے نہین سنی گئی۔

حضرات طلحہ وزبیر کے سچے اسلام اور پکے ایمان کا حال یہ تھا کہ سب سے پہلے جناب امیر علیہ السلام کی

بیعت کرنے والے یہی تھے اور پھر بیعت سے منحرف ہو کر بغاوت کا جھنڈا کھڑا کرنے والے اور جنگ جمل وغیرہ کے سرغنہ بنے۔

آیات و روایات طالبان دنیا کی مذمت میں

پس مہاجرین و انصار کی دولت و ثروت پیش نظر رکھکر خدائے پاک کے اس ارشاد پر غور کرو۔

تریدون عرض الدنیا واللہ	تم خواستگار دنیا ہو اور خدا آخرت کا
یرید الاخرۃ	خواہان ہے۔

قولہ تعالیٰ

من کان یرید العاجلۃ عجلنا	جو شخص دنیا کا طالب ہو تو ہم جسے چاہتے
لہ فیہا ما نشاء لمن نرید ثم جعلنا	ہیں اُسے دنیا میں سردست دیدیتے ہیں۔
لہ جہنم یصلہا مذموما	(مگر) پھر (آخرکار) ہمنے اوس کے لئے دوزخ
مدحورا ومن اراد الاخرۃ	ٹھہرا رکھی ہے جسمین وہ بُرے حالون راندۂ
وسعی لہا سعیہا وہو مومن	(درگاہ خدا) ہوکر داخل ہوگا اور جو شخص طالب
فاولئک کان سعیہم مشکورا	آخرت ہوگا اور آخرت کے لئے جیسی کوشش
سورہ بنی اسرائیل	کرنی چاہئے ویسی اس کے لئے کوشش بھی
پارہ (۱۵)	کرے اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو تو یہی لوگ ہین
ع ۲	جنکی محنت (خدا کے ہان) مقبول ہوگی۔

اس موقع پر سیرت النبی جلد اول صفحہ ۴۴۹ کی یہ عبارت بھی قابل ملاحظہ ہے۔

"جہاد مین فتح پانے اور زمین پر قبضہ حاصل کرنے کا مقصد یہ نہین قرار دیا گیا کہ فاتح دولت و مال اور حکومت کا لطف اٹھائین بلکہ یہ غرض رکھی گئی کہ لوگون کو عبادت و ریاضت اور فقرا کی دستگیری کی تلقین کرین اور اچھی باتین پھیلائین اور برے کامون سے لوگون کو روکدین۔

الذین مکنّاھم فی	یعنی وہ لوگ کہ اگر ہم انکو زمین پر قبضہ دین
الارض اقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ	تو وہ نماز کے پابند ہون گے زکواۃ ادا کرینگے
وامروا بالمعروف ونھوا عن	اچھی باتون کا حکم دین گے اور بری باتون سے
المنکر	روکین گے۔

کسی ملک کی فتح سے جو دولت ومال ہاتھ آتا تھا وہ فاتح کا خاص حصہ ہوتا تھا جسکو وہ اپنے مصارف عیش مین استعمال کرتا تھا۔ اور دربار کے امرا درجہ بدرجہ اس سے مستفید ہوتے تھے لیکن اسکا مصرف یہ قرار دیا۔ واعلموا انما غنمتم الخ اور جان لو کہ جو کچھ مال غنیمت ملے تو اسکا پانچوان حصہ خدا کا ہے اور رسول کا اور رشتہ دارونکا اور یتیمونکا اور غریبونکا اور مسافرون کا۔ جہاد نہ صرف حقیقت کے لحاظ بلکہ صورۃً بھی عبادت بنا دیا گیا مجاہدین کو تاکید تھی کہ عین جنگ کے وقت بھی خدا کا نام لیتے رہین۔

یا ایھا الذین اٰمنوا اذا لقیتم	مسلمانو جب کسی گروہ سے مڈبھیڑ
فئۃ فاثبتوا واذکروا اللہ کثیرا	ہو جائے تو ثابت قدم رہو اور بار بار خدا کا
لعلکم تفلحون (انفال)	نام لیتے جاؤ تو تم کامیاب ہوگے (جلد اول ص۴۴۶)

قصہ مختصر اب انکے مال غنائم لوٹنے اور زر ومال جمع کرنے پر نگاہ رکھکر فرمائے کیا یہی وہ اصحاب ہین جن کی نسبت آپنے شد ومد سے تحریر فرمایا ہے کہ وہ قدم بقدم اپنے پیغمبر کے چلتے تھے اور حرص وہوا کو کسی کام مین دخل نہ دیتے تھے،

حدیث الفقر فخری

کیا سرور عالم صلعم نے بیت المال قائم کیا تھا اور جو مال آتا تھا اوسکو رکھ چھوڑتے تھے۔

کیا تقسیم مال مین رعایت فرمایا کرتے تھے۔

کیا حضرت صلعم کے حالت حیات وممات مین ایک درہم بھی بیت الشرف سے نکلا۔

فقر وفاقہ کو کون دوست رکھتا تھا۔ اور الفقر فخری کس کا قول تھا۔

جہیز حضرت فاطمہ زہراؑ

رسول الثقلین نے جو دین و دنیا کے شہنشاہ تھے اپنی اکلوتی بیٹی کو جو جہیز دیا تھا اسکی تصریح جناب مولوی شبلی صاحب یہ کرتے ہین۔

شہنشاہ کونین نے سیدہ عالم کو جو جہیز دیا وہ باندہ کی چارپائی چمڑے کا گدا جس مین روئی کے بجاے کھجور کے پتے تھے ایک چھاگل ایک مشک اور دو مٹی کے گھڑے تھے۔ (سیرت النبی جلد ۱ ص ۲۶۸)

مہر حضرت فاطمہ زہراؑ

پس صحابہ ممدوحین کا تو قدم بہ قدم اپنے پیغمبر کے چلنا بے بنیاد ہے۔ ہان آل رسول بیشک قدم بہ قدم اپنے پیغمبر کے چلتے تھے اور حرص و ہوا سے پاک تھے جس کا کچھ ذکر ہم اس جلد مین بعنوان شواہد نقلی کر چکے ہین اس جگہ اوس مہر کا ذکر کرتے ہین جس کا حال جناب شمس العلما نے تحریر فرمایا ہے اسکی نقل یہ ہے۔

جب حضرت علی نے رسول اللہ سے درخواست کی تو آپ نے حضرت فاطمہ کی مرضی دریافت کی وہ چپ رہین یہ ایک طرح کا اظہار رضا تھا۔

آپ نے حضرت علی سے پوچھا کہ تمھارے پاس مہر مین دینے کے لئے کیا ہے بولے کچھ نہین۔ آپ نے فرمایا وہ زرہ کیا ہوی (جنگ بدر مین ہاتھ آئی تھی) عرض کی وہ تو موجود ہے آپنے فرمایا بس وہ کافی ہے۔ ناظرین کو خیال ہوگا کہ بڑی قیمتی چیز ہوگی لیکن اگر وہ اوسکی مقدار جاننا چاہتے ہین تو جواب یہ ہے کہ صرف سوا پانچ روپیہ کا مال تھا زرہ کے سوا اور جو کچھ حضرت علی کا سرمایہ تھا وہ ایک بھیڑ کی کھال اور ایک بوسیدہ کمبنی چادر تھی حضرت علی نے یہ سب سرمایہ حضرت فاطمہ کے نذر کیا۔ (ایضاً ص ۲۶۷)

جس طرح آل رسول کے فقر کی یہ حالت تھی اسی طرح معیشت کی بھی یہی کیفیت تھی کہ مثل رسول فاقے پر فاقے گزرا کرتے تھے۔ پانی سے افطار کر کے روزہ پہ روزہ رکھتے تھے لیکن سائل کو

محروم نہ پھیرتے اور اپنی نذر پوری کرتے تھے جس پر خود کلام الٰہی شاہد ہے۔

شان نزول آیہ کریمہ یوفون بالنذر الخ

مروی ہے کہ ایک دفعہ حسنین علیہما السلام بیمار ہوے جناب امیر اور جناب سیدہ علیہما السلام نے نذر کی کہ اگر پروردگار عالم ان دونون کو اس بیماری سے صحت دے تو تین روزے رکھین گے شافی مطلق نے صحت عطا فرمائی جناب امیر اور جناب سیدہ علیہما السلام نے اپنی نذر پوری کی یعنی پیاپے تین روزے رکھے اور ہر افطار پر سائل آتے رہے اور یہ خاصان خدا اپنے اپنے حصہ کی روٹی انکو دیتے رہے اور پانی پی پی کر تین روزے مسلسل رکھے۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے سورہ دہر انکی شان مین نازل فرمایا اوس مین یہ آیات پاک ملاحظہ ہون۔

یوفون بالنذر ویخافون	یہ وہ لوگ ہین جو نذرین پوری کرتے ہین اور
یوما کان شرہ مستطیرا ۵	اسدن سے جسکی سختی ہر طرف پھیلی ہوگی ڈرتے ہین
ویطعمون الطعام علی حبہ	اور اسکی محبت مین محتاج اور یتیم اور اسیر کو کھانا
مسکینا ویتیما واسیرا ۸	کھلاتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم تو تمکو خالص خدا کیلئے
انما نطعمکم لوجہ اللہ لا نرید	کھلاتے ہین ہم تم سے نہ بدلے کے خواستگار ہین
منکم جزاء ولا شکورا ۹ انا	اور نہ شکر گزاری کے ہمکو تو اپنے پروردگار سے
نخاف من ربنا یوما عبوسا	اسدن کا ڈر ہے جسمین منہ بھن جائینگے اور چہرے
قمطریرا ۱۰ (سورہ دہر)	ہوایان اڑتی ہونگی۔

مفسرین اہلسنت نے اس سورے کا شان نزول یہ لکھا ہے۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حسن و حسین علیہما السلام بیمار ہوے تو جناب سولخدا صلعم کچھ لوگون کے ساتھ عیادت کو تشریف لاے بعد دیکھنے کے جناب امیر سے فرمایا اے ابوالحسن بہتر ہوتا اگر تم ان دونون فرزندون کی صحت کے لیے نذر کرتے یہ سنتے ہی جناب امیر فاطمہ زہرا اور

فضہ نے تین تین روزون کی نذر کی جب دونون صاحبزادے اچھے ہوے اور نذر کے پورا کرنیکا
وقت آیا تو گھر مین کچھ نہ تھا جناب امیر نے شمعون یہودی سے تین صاع جو قرض لئے جناب سیدہ نے
ایک صاع جو پیسا اور پانچ روٹیان پکائین شام کو کھانا ہی چاہتے تھے کہ ایک سائل نے آواز دی
السلام علیکم یا اہلبیت محمدؐ مین ایک مسلمان مسکین ہون مجھے کھانا دو خدا تمھین جنت کے
خوان عطا کرے گا۔ یہ آواز سنتے ہی سب نے اپنے اپنے آگے کی روٹیان دیدین اور فقط
پانی پیکر سو رہے۔ دوسرے دن۔ پھر روزہ رکھا جناب سیدہ نے پھر پانچ روٹیان پکائین
اور کھانے بیٹھے تھے کہ ایک یتیم نے آواز دی سب نے اپنی اپنی روٹی اوسکو دیدی اور
صرف پانی سے افطار کیا تیسرے روز پھر روزہ رکھا اور افطار کرنے بیٹھے تھے کہ ایک
قیدی نے آواز دی پھر سب بزرگوارون نے اپنی اپنی روٹی دیدی چوتھے دن صبح کو جناب امیرؑ
صاحبزادون کے ہاتھ پکڑے ہوے حضرت رسولؐ کی خدمت مین حاضر ہوے جب رسول اللہ
کی نظر پڑی کہ بھوک کی شدت سے کانپ رہے ہین تو فرمایا کہ مین تم لوگون کو کسقدر تکلیف
کی حالت مین دیکھ رہا ہون پھر خود اٹھے اور اون کے ساتھ جناب سیدہ کے مکان مین
آئے تو فاطمہ زہراؑ کو محراب عبادت مین دیکھا انکی پیٹھ پیٹ سے ملگئی ہے۔ اور آنکھین
دھنس گئی ہین یہ دیکھکر حضرت کو بہت رنج ہوا کہ یکایک حضرت جبریل نازل ہوے
اور کہا لیجیے یارسول اللہ آپ کو مبارک ہو کہ خدا نے یہ سورہ آپ کے اہل بیت کی
شان مین نازل کیا ہے اور سورہ دہر کی تلاوت فرمائی" (دیکھو تفسیر کشاف جلد سوم صہ ۲۳۹
سطر ۲۹ مطبوعہ مصر)۔

اس روایت کو بیضاوی وغیرہ نے بھی ذکر کیا ہے۔ (منقول از ترجمہ قران مولوی حافظ
فرمان علی صاحب صہ ۹۲۴)۔

عبادت رسولؐ
و وصی رسولؐ

جناب سید المرسلین۔ امام المتقین۔ خاتم النبیین رحمۃ للعالمین علاوہ فرائض نبوت و رسالت عبادت مین بھی بہت مشقت فرماتے تھے دس برس تک پنجون کے بھل کھڑے ہو کر رات رات بھر نماز پڑہی حتی کہ آپ کے پاؤن سوج گئے اور رنگ زرد ہو گیا خدائے عزوجل نے آیہ کریمہ۔

طٰہٰ ما انزلنا علیک القرآن لتشقی الا تذکرۃ لمن یخشیٰ ۵	(اے) طٰہٰ (رسول اللہ) ہمنے تمپر قرآن اس لئے تو نازل نہین کیا کہ تم (اسقدر) مشقت اٹھاؤ مگر جو شخص خدا سے ڈرتا ہے اس کیلئے نصیحت (قرار دیا) ہے۔

نازل فرماکر اپنے حبیب کو اسقدر مشقت سے روکا۔ آل رسول نے اس مین بھی آپ کا اتباع کیا۔ چنانچہ وصی رسول کا دن و رات مین ایک ہزار رکعت نماز پڑہنے اور خضوع و خشوع کا حال اوپر "شواہد نقلی" مین لکھا گیا ہے۔

عبادت جناب امام زین العابدینؑ

احوال جناب امام زین العابدین علیہ السلام مین منقول ہے کہ ایک شخص امام علیہ السلام کے پاس آیا اور گستاخانہ کہنے لگا کہ آپ نماز کی حقیقت سے بھی واقف ہین فرمایا البتہ مین نماز کو خوب جانتا ہون۔ اُس نے افعال نماز مبطلات نماز۔ نوافل نماز۔ فرائض نماز۔ سبکو پوچھنا شروع کیا حضرت نے سب کا جواب دیا یہان تک کہ اوس نے پوچھا افتتاح نماز یعنی ابتدا اسکی کیا چیز ہے فرمایا تکبیر۔ اوس نے کہا برہان نماز کیا ہے فرمایا قرأت۔ پوچھا خشوع نماز کیا ہے فرمایا نظر سجدہ گاہ پر رکھنا۔ کہا تحریم نماز کیا ہے فرمایا تکبیر۔ کہا تحلیل نماز کیا ہے فرمایا تسلیم۔ پوچھا جوہر نماز کیا ہے فرمایا تسبیح۔ کہا آخر نماز کیا ہے فرمایا تعقیب کہا تمامی نماز اور مکمل نماز کیا ہے فرمایا درود بھیجنا محمدؐ اور آل محمدؐ پر۔ پوچھا سبب قبول نماز کیا ہے فرمایا ہم اہلبیت کی محبت اور ہمارے دشمنون سے کراہت۔

یہ سنکر کہنے لگا کہ آپ نے کوئی حجت اُٹھا نہین رکھی اور یہ آیت پڑھتا ہوا چلا گیا۔

اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ	اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ اُس نے اپنی رسالت کہان قرار دی ہے۔

خوف خدا کا یہ حال تھا کہ جب وضو فرماتے تھے تو رنگ چہرۂ مبارک کا زرد ہو جاتا تھا اور تمام جسم مین لرزہ پڑ جاتا تھا۔ جب کوی پوچھتا تھا تو فرماتے تھے کیا تم نہین جانتے کہ کس کے سامنے کھڑے ہونیکو اور کس سے باتین کرنے کو جاتا ہون۔ جب نماز کو کھڑے ہوتے تھے تو رنگ بدل جاتا تھا اور اس طرح کھڑے ہوتے تھے جس طرح عبد ذلیل بادشاہ جلیل کے سامنے کھڑا ہوتا ہے خوف خدا سے بند بند بلکہ تمام اعضا کانپنے لگتے تھے اور آپ اپنے سر نیاز کو درگاہ بے نیاز مین رکھے یہ عرض کرتے تھے۔

الٰہی نامت العیون وغارت	خداوندا سب لوگ سو گئے۔ آسمان پر
النجوم وانت الملک الحی القیوم	ستارے ڈوبنے لگے مگر تو ایسا بادشاہ زندہ
غلقت الملوک ابوابہا واقامت	وقیوم ہے جو کبھی نہین سوتا۔ بار الٰہا بادشاہان
علیہ حراسہا وبابک مفتوح	دنیا نے اپنے دروازے بند کر لئے اور دروازون پر
للسائلین جئتک لتنظر	دربان مقرر کر دئے ہین کہ کوئی وہان پہونچ نہین
الی برحمتک یا ارحم الراحمین	سکتا مگر تیرا دروازہ سائلین کے واسطے کھلا ہوا
	ہے مین تیرے در پر حاضر ہوا ہون تو میری طرف
	عین عنایت اور نظر مرحمت سے دیکھ کہ تو ارحم الراحمین ہے

اشعار

یا من یجیب دعا المضطر فی الظلم	یا کاشف الضر والبلوی مع السقم
اے قبول کرنیوالے دعا مضطر کے اس تاریکی مین	اے دور کرنے والے مصیبت و بلا کے مع بیمارے کے

ادعوك رب دعاء قد امرت بہ	فارحم بکائی بحق البیت والحرم
مین تیرے حکم کے بموجب تجھ سے دعا کرتا ہون	اس خانہ معظم اور حرم محترم کا واسطہ میرے رونے پر رحم کر
ان کان عفوك لا یرجوہ ذو شرف	فمن یجود علی العاصین بالنعم
اگر تیرا فضل اور تیرا عفو گناہگارون کے وسیلے نہو	تو پھر گنہگارون پر کون رحم کرنے والا ہے

ایک مرتبہ امام محمد باقر علیہ السلام اپنے پدر بزرگوار کی خدمت مین گئے دیکھا کہ آپ کی عبادت انتہائے مرتبہ کی بڑھی ہوی ہے۔ جاگنے سے رنگ زرد ہے رونے سے آنکھین ورم کر گئین ہین کثرت سجود سے پیشانی پر گھٹہ پڑ گیا ہے۔ اور کثرت قیام سے دونون پاون پر ورم آگیا ہے۔ امام علیہ السلام فرماتے ہین کہ جب مین نے یہ حال دیکھا رونے لگا تھوڑی دیر کے بعد وہ حضرت میری طرف متوجہ ہوے اور فرمایا اے فرزند وہ صحیفہ جس مین عبادت علی ابن ابی طالب لکھی ہے لے آ۔ جب مین نے لاکر دیا تھوڑا سا اس مین سے پڑہا اور گھبرا کر رکھدیا اور فرمایا کس کی مجال ہے کہ مثل علی ابن ابی طالب کے عبادت کر سکے۔ اور جنکو آپ رسول اللہ کے قدم بہ قدم چلنا بتاتے ہین اُن کی نماز کا حال بقول شبلی صاحب یہ تھا کہ۔

کوئی ضروری کام آپڑتا تو حضرت عمر پہلے اسکو انجام دیتے۔ ایکدفعہ اقامت ہو چکی تھی اور صفین درست ہو چکی تھین کہ ایک شخص صف سے نکلکر آپکی طرف بڑہا وہ اس کی طرف متوجہ ہو گئے اور دیر تک اس سے باتین کرتے رہے"

ہمنے جو حالات آپ کے زہد و تقوی اور روزہ نماز کے الفاروق سے لے کر اسی جلد مین بعنوان شواہد نقلی لکھے ہین وہ ملاحظہ فرمائین۔ غرض خلق و مروت۔ مرتبت و ہمت۔ اطاعت و عبادت سخاوت و شجاعت حلم و حیا صبر و رضا۔ زہد و اتقا۔ جود و سخا۔ مہر و وفا۔ خلت و صفا۔ اور رحم و کرم وغیرہ وغیرہ صفات مین کونسی صفت ایسی ہے جس مین آل رسول نے آنحضرت صلعم کی پیروی نہین کی۔ اللہم صل علی محمد و آل محمد

پس یہی خاصان خدا ہین جو ہر امر مین رضاے آلہی ملحوظ رکھتے تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم بہ قدم چلتے تھے جسکا مداح خود خداوند عالم ہے نہ کہ وہ مہاجرین و انصار جو طالب دنیا تھے۔ جو اپنے اغراض کی خاطر خلاف سنت رسول مقبول صلعم بیت المال قائم کرکے غنی بن گئے۔ چونکہ ان حضرات کو خوب معلوم تھا کہ حضرت علیؑ تو ہر امر مین رسول کے قدم بقدم چلین گے اسی لئے مجلس شوری مین اُن جناب سے خلافت دینے کے لئے سیرت شیخین پر عمل کرنیکی شرط کی گئی تھی جس سے آپ نے قطعًا انکار کیا اور فرمایا کہ مین کتاب خدا اور سنت رسول پر عمل کرونگا۔

علامہ ابن ابی الحدید معتزلی نے شرح نہج البلاغہ جلد اول صفحہ ۹ مقدمہ کتاب مین خلفاء ثلاثہ کے طرز عمل کی طرف اشارہ کیا ہے۔

جناب امیرؑ مہاجر اول اور مدبر تھے

واما الرای والتدبیر فکان	یعنی راے اور تدبیر مین حضرت علی کا
من استقام الناس رایا واصحهم	درجہ سب سے بڑہا ہوا تھا آپ کی راے
تدبیرا وهو الذی اشار علی	سدید ہوتی تھی اور تدبیر آپ کی صحیح حضرت
عمر لما عزم علی ان یتوجه بنفسه	ہی نے عمر کو اسوقت راے دی تھی جبکہ وہ خود
الی حرب الروم والفرس بما اشار	حرب روم و فارس کو جارہے تھے اور انھون
وهو الذی اشار علی عثمان	نے اوسپر عمل کیا حضرت نے عثمانؓ کو
بامور کان صلاحه فیها ولو قبلها	کیسی کیسی رائین دین کہ اگر وہ ان پر
لم یحدث علیه ما احدث وانما	عمل کرتے تو ان آفتون مین نہ مبتلا ہوتے۔
قال اعداؤه ولا رأی له لانه	یہ جملہ آپ کے دشمنون نے گڑھا ہے کہ
کان متقیدا بالشریعة لا یری	حضرت صائب راے نہ تھے کیونکہ آپ
خلافها ولا یعمل بما یقتضی	پابند شریعت تھے اوسکے خلاف کرنا

الدین تحریم وقد قال علیہ السلام
لولا الدین والتقی لکنت ادھی العرب
وغیرہ من الخلفاء کان یعمل بمقتضی
ما یستصلح ولیتوقف سواء کان
مطابقا للشرع اولم یکن ولا ریب ان
من یعمل بما یودی الیہ اجتہادہ ولا یقف
مع ضوابط وقیود یمتنع لاجلھا مما یری
الصلاح فیہ تکون احوالہ الدنیاویۃ
الی الانتظام اقرب ومن کان
بخلاف ذلک تکون احوالہ الدنیاویۃ
الی الانتشار اقرب

جائز نہ جانتے اور وہ باتین نہ کرتے جواز روے
دین حرام تھین چنانچہ خود حضرت نے
فرمایا اگر خیال دین وتقوی نہوتا تو ہم
تمامی عرب سے زیادہ چالاک ہوتے۔
دوسرے خلفاء اس طرح پابند نہ تھے وہ
مصلحت وقت کے مطابق عمل کرتے تھے
خواہ شریعت کے موافق ہو یا اسکے خلاف۔
اور ظاہر ہے کہ جو شخص اپنی راے اور
اجتہاد پر عمل کرتا ہے وہ کسی ضابطہ شرعی
وقاعدہ دینی کا پابند نہین ہوتا اسکے امور
دنیویہ منتظم ہوتے ہین اور جو اوسکے خلاف
کرتا ہے اکثر امور دنیویہ مین انتشار ہوتا ہے

(از ردتحفہ ص۲۵۵)

سبب مخالفت جناب امیرؑ۔

اور صفحہ ۸ اینن اور زیادہ تفصیل سے لکھا ہے اور وہ یہ ہے۔

وروی علی بن محمد بن ابی سیف المدائنی عن فضیل ابن الجعد قال اکد الاسباب فی تقاعد العرب عن امیر المومنین علیہ السلام امر المال فانہ لم یکن یفضل شریفا علی مشروف ولا عربیا علی عجمی ولا یصانع الرؤساء

علی بن محمدؐ ابو یوسف مدائنی فضیل بن جعد سے روایت کرتے ہین کہ سب سے بڑا سبب عرب کی مخالفت کا جناب امیرؑ سے یہی مال تھا کہ وہ حضرت نہ کسی شریف کو زیادہ مال دیتے نہ عربی کو عجمی پر فضیلت دیتے نہ روساء نہ امراء قبائل کا زیادہ خیال

وامراء القبائل كما يصنع الملوك ولا يستميل احدا الى نفسه وكان معاوية بخلاف ذلك فترك الناس عليا والتحقوا بمعاوية فشكى على عليه السلام الى الاشتر تخاذل اصحابه وفرار بعضهم الى معاوية فقال الاشتر يا امير المومنين انا قاتلنا اهل البصرة باهل البصرة واهل الكوفة وراى الناس واحد وقد اختلفوا بعد وتعادوا وضعفت النية وقل العدو وانت تاخذهم بالعدل وتعمل فيهم بالحق اذ عموا به وانعموا من العدل اذ صاروا فيه ورا ء صنائع معاوية عند اهل الغناء والشريف فثاقت انفس الناس الى الدنيا وقل من ليس للدنيا بصاحب واكثرهم يحتوى الحق ويشترى الباطل ويوثر الدنيا فان تبذل

کرتے جو قاعدہ سلاطین کا ہے اور نہ کسی کو
مال کے ذریعہ سے اپنی طرف مائل کرتے اور
معویہ کا عمل اسکے خلاف تھا اس وجہ سے عرب
نے حضرت کا ساتھ چھوڑ دیا اور معاویہ سے
مل گئے جناب امیر نے اسکی شکایت کی مالک
اشتر سے کہ لوگ ہمارا ساتھ چھوڑ کر معویہ سے
ملے جاتے ہین تو مالک اشتر نے جواب دیا کہ
یا حضرت پہلے ہمنے خود اہل بصرہ کے ساتھ
اہل بصرہ و اہل کوفہ کی معیت مین جہاد کیا
اوس وقت راے ایک تھی اسکے بعد اختلاف
پیدا ہوا اور نیتین ضعیف ہوگئین اور تعداد
اونکی کم ہوگئی آپ سب کے ساتھ عدل
کرتے ہین اور حق کے مطابق عمل کرتے ہین
وضیع و شریف مین آپ کے نزدیک کوئی
فرق نہین تو جو لوگ آپ کے ساتھ ہین وہ بھی
آپ کے عدل و انصاف سے گھبرا اوٹھے
اور اون ترکیبون کو دیکھا جو معاویہ کرتا ہے
اہل غنا و شریف کے ساتھ کیونکہ کم لوگ
ایسے ہین جو دنیا کے خواہان نہون اکثر تو

المال یاامیرالمومنین یمیل
الیك اعناق الرجال وتصف
السنتهم لك ویستخلص ودّهم
صنع الله لك یاامیرالمومنین
وکبت اعداءك وقص جمعهم
واوهن کیدهم وشتّت امورهم
انه بما یعلمون خبیر فقال علی
علیه السلام امّا ماذکرت
من عملنا وسیرتنا بالعدل
فان الله عزّوجل یقول من
عمل صالحا فلنفسه ومن اساء
فعلیها وما ربّك بظلام
للعبید وانا من ان اکون
مقصر فیما ذکرت احوف واما
ماذکرت من ان الحق ثقل
علیهم ففارقونا لذالك
فقد علم الله انهم لم یفارقونا
من جور ولا الجوا ذفارقونا الی عدل ولم
یاتسوا الادنیا زایلة عنهم کان قد فارقوها

ایسے ہوتے ہین جو حق کو بیچکر باطل خریدتے
ہین اور دنیا کو اختیار کرتے ہین۔ پس اگر
آپ مال دنیا سے بخشش کرین تو دیکھین کسطرح
لوگون کی گردنین آپ کی طرف جھکتے ہین
اور کیسے خیر خواہ بنجاتے ہین خدا آپ کے
امور کو درست کرے اور دشمنون کے جمعیت
اور کید و مکر کو پراگندہ کرے۔ انّہ
بما تعملون خبیر
جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا تمنے جو کہا کہ
ہم عدل و انصاف سے کام لیتے ہین تو
خداوند عالم فرماتا ہے من عمل صالحا
فلنفسہ ومن اساء فعلیها وما ربّك
بظلّام للعبید یعنی جس نے
اعمال نیک کئے تو اپنے واسطے کئے اور اگر
اعمال بد ہین تو اوسکا وبال اوسی پر پڑے گا
اور اللہ اپنے بندون پر ظلم نہین کرتا۔
اب اگر ہم اس مین تقصیر کرین تو خدا سے
خوف کرتے ہین۔ رہا یہ امر کہ حق اون پر گران
گذرتا ہے اس وجہ سے وہ ہمسے جدا ہوجاتے ہین

ولیسئلن یوم القیٰمة الدّنیا
ارادوا وﷲ عملوا وامّا ماذکرت
من بذل الاموال واصطناع
الرّجال فانّہ لایسعنا ان نوتی
امرا من الفی اکثر من حقہ
وقد قال اللہ سبحانہ وتعالی
وقولہ الحق لکم من فئتہ قلیلة
غلبت فئتہ کثیرة باذن
اللہ واللہ مع الصابرین وقد
بعث اللہ محمدا صلی اللہ
علیہ والہ وحدہ فکثّرہ بعد
القلة واعزّفئة بعد الذلّة
وان یرد اللہ ان یولینا
ھذا الامر یذل لناصعبہ
ویسھل لنا حزنہ وانا
قابلی من رایک وما
کان اللہ عزّوجل
رضا وانت من امن النّاس
عندی وانصحھم لی

تو خدا جانتا ہے کہ انھون نے اسوجہ سے مفارقت
نہین کی کہ ہم نے اون پر کوئی ظلم کیا ہو اور نہ
ہمکو چھوڑ کر وہ کسی عادل کی پناہ مین جاتے
ہین بلکہ اونکی غرض وہی دنیا ہے جو زایل
ہونے والی ہے اُسی کی خواہش مین جاتے ہین
اور بروز قیامت ان سے سوال کیا جائے گا
کہ دنیا کی خواہش کی تھی یا خدا کے لئے عمل
کیا تھا۔ ہا یہ امر کہ ہم بھی بذل مال کرین اور
اس ذریعہ سے لوگون کو مایل کرین تو ہمکو جائز
نہین کہ مال غنیمت سے کسی کو اُس کے حق سے
زیادہ دین حالانکہ خداوند عالم فرماتا ہے۔
ایسا کتنی ہوا ہے کہ خدا کے حکم سے گروہ قلیل
گروہ کثیر پر غالب آتا ہے اور خدا صبر کرنے والونکے
ساتھ ہے اور خدا نے حضرت کو مبعوث برسالت
کیا جو تنہا تھے پھر بعد قلت خدا نے انکو بڑہایا
اور بعد ذلت عزیز کیا تو اگر خدا کو یہ منظور ہے
کہ ہمارے امور کی اصلاح کرے تو ان سختیونکو
دور کردے گا اور اُس کی دشواریونکو آسان
کرے گا اور ہم تمھاری وہ رائے قبول کرینگے

واوثقھم فی نفسی ان شاء اللہ۔

(ایضاً صفحہ ۲۵۲)

جس مین خداوند عالم کی رضا ہے اور تم ہمارے نزدیک سب سے زیادہ امین و معتمد علیہ اور خیر خواہ ہو۔

کون اپنے پیغمبر کا پیرو تھا۔

اب ہمارے بھائی چشم انصاف سے ان روایتون کو ملاحظہ فرماوین اور خود ہی فیصلہ کرین کہ آل رسول اور اصحاب رسول مین کون اپنے پیغمبر کے قدم بقدم چلتا تھا۔ کون پابند حرص و ہوا تھا۔ اور کون اُس سے پاک رہا۔ کس نے بمقابلہ آخرت دنیا کو ترجیح دی اور کس نے آخرت کو۔

قولہ تعالیٰ

تلك الدار الآخرة نجعلها للذين لا يريدون علوا في الارض ولا فسادا والعاقبة للمتقين

(سورۃ قصص)

دنیا کی نعمتین تو ہر کس و ناکس کو مل جاتی ہین مگر یہ آخرت کا گھر ہے جسکی نعمتون کو ہمنے اُن لوگون کیلئے خاص کر رکھا ہے جو شخص دنیا مین کسی طرح کی شیخی نہین کرنا چاہتے اور نہ فساد کے خواہان ہین۔ اور انجام بخیر تو پرہیزگارون ہی کا ہے۔

الحاصل اگر کل مہاجرین و انصار کی ہجرت و نصرت محض رضائے خدا کے لئے تھی تو میدان جنگ مین اپنے پیغمبر کو تنہا دشمنون مین چھوڑ کر غنیمت لوٹنے مین مشغول ہو جانے اور تقسیم مال کے وقت باہم لڑنے جھگڑنے اور صرف اپنے ہی آپ کو مال کا مستحق بتانے اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے "اعدل یا محمد" کہنے، اور خدائے پاک کا سورہ انفال نازل فرمانے کا سبب کیا تھا۔

اگر حضرت ابوبکرؓ اور دیگر اصحاب نے قیدیان بدر سے فدیہ لینے کا مشورہ بنظر ترحم دیا تھا تو نزول آیہ کریمہ۔

تریدون عرض الدنیا

تم خواستگار دنیا ہو اور خدا آخرت چاہتا ہے

واللہ یرید الاخرۃ لولا کتاب من اللہ سبق الخ	اگر نہ لکہ چکا ہوتا خدا اپنے علم مین تو اس فدیہ لینے سے تمپر سخت عذاب نازل کرتا۔

کا باعث کیا تھا۔ اگر کلہم اجمعین طمع و حرص سے پاک تھے تو خدائے پاک کا یہ ارشاد کہ

منکم من یرید الدنیا و منکم یرید الاخرۃ	تم مین سے کوئی طالب دنیا ہے اور کوئی طالب آخرت۔

کن لوگون کے نسبت ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

قال

دوسرے اگر تمام مہاجرین وانصار نے ہجرت ونصرت دنیا کی طمع پر کی تھی، تو خدا کا مہاجرین وانصار کی تعریف کرنا معاذ اللہ فضول وہمل ہوا جاتا ہے۔ اس لئے جبکہ کسی نے خدا کے لیے ہجرت ونصرت نہیں کی تو کس کی شان مین خدا والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار فرماتا ہے۔ اور جب سب کے سب منافق تھے تو کن کے نسبت لقد رضی اللہ عنهم ورضوا عنه ارشاد کرتا ہے۔ اور بعضون کی ہجرت اور نصرت خدا کے لیئے اور بعضون کی دنیا کے لئے تھی تو اونکا نشان دیجئے کہ دے کتنے صاحب تھے جنھون نے خدا کے لیئے ہجرت ونصرت کی جب نام لینا اور نشان دینا شروع کروگے تو سوا سے تین چار کے اور کوئی نہ نکلے گا اور تین چار کی ہجرت اور نصرت کے ثبوت سے کچھ فائدہ حاصل نہ ہوگا۔

jabir.abbas@yahoo.com

اقول

کون کہتا ہے کہ جمیع مہاجرین وانصار نے ہجرت ونصرت لطمع دنیا کی تھی معاذ اللہ حالانکہ صدہا مہاجرین وانصار تھے جنھون نے غزوات مین خدا اور رسول پر اپنی جانین نثار کین اور ایمان پر خاتمہ کیا۔ اللہ جل شانہ والسابقون الاولون اون کی شان مین فرماتا ہے جنھون نے پہلے پہل اس کیلئے گھر چھوڑے اور ہر طرح کی ایذائین اُٹھائین اور ہنگام جدال وقتال اپنے سینون کو تیرون سے غربال کیا مگر اپنے پیغمبر کے تن پاک پر ایک بھی تیر نہ آنے دیا انھین کے حق مین رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ فرماتا ہے۔ اُن خالص مخلصون کے اسلام اور ہجرت کا حال تفصیل کے ساتھ جلد اول مین درج ہوچکا ہے لیکن اگر بروے اعتقاد اہلسنت تمام مہاجرین وانصار نے ہجرت اور نصرت خدا کے لئے کی تھی تو خدا کا مہاجرین وانصار کی مذمت وعتاب فرمانا معاذ اللہ فضول اور مہمل ہوجاتا ہے اسلئے جبکہ کلھم اجمعین نے خدا ہی کے لئے ہجرت اور نصرت کی تھی تو پھر خدا کس کی شان مین

منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الاخرۃ

تم مین کوئی طالب دنیا ہے اور کوئی طالب آخرت۔

فرماتا ہے اور جب سب کے سب سچے مسلمان اور پکے ایمان والے تھے تو۔

فاعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم

بہانہ مت کرو تم ایمان لانے کے بعد پھر کافر ہوگئے۔

کس کے حق مین ارشاد کرتا ہے۔

قال صحیح

آیات آلہی کہ مہاجرین انصار کی ہجرت و نصرت خدا کے لئے تھی۔

تیسرے اللہ جل شانہ نے خود اپنی کتاب مین اس شبہ کو دور کر دیا اور اپنے مہاجرین و انصار کی طرف سے جواب دیدیا چنانچہ اور دو آیتون مین اللہ جل شانہ اس امر کی تصدیق کرتا ہے کہ مہاجرین و انصار نے جو کچھ کیا میرے ہی واسطے کیا ہے چنانچہ ہم دو آیتون کو ایک مہاجرین کی نسبت دوسری انصار کی نسبت بیان کرتے ہین۔

پہلی آیت اللہ جل شانہ مہاجرین کے نسبت فرماتا ہے۔

الذین اخرجوا من دیارھم	جو لوگ نکالے گئے اپنے گھرون سے انسے کوئی قصور
بغیر حق الا ان یقولوا	نہین ہوا تھا سوا اسکے کہ وہ اللہ کو اپنا پروردگار
ربنا اللہ	کہتے تھے اور کفر کو چھوڑ کر مسلمان ہو گئے تھے۔

اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مہاجرین کے ہجرت کا باعث سوا اسکے دوسرا نہ تھا کہ کفار ان کے اسلام لانے سے خفا ہو گئے تھے اور اونکے خدا کو رب نہ کہنے سے ناراض ہو گئے تھے اسی قصور مین انھون نے ایذا دینی شروع کی اور بہ مجبوری انکو گھر بار چھوڑنا پڑا۔ اب اس آیت کو سن کر بھی حضرات شیعہ یہ کہین کہ مہاجرین نے بہ طمع دنیا ہجرت کی تھی تو اونکو زیبا ہے ہمارے تو منہ سے ایسی بات نکل ہی نہین سکتی۔

jabir.abbas@yahoo.com

قولِ حق

تردید

بلاشبہ اللہ جل شانہ نے "الذین اخرجوا من دیارھم الخ" سے خاص خاص مہاجرین کی ہجرت کی تصدیق کی ہے نہ کلہم اجمعین کی ؎

ولیکن نہ جملہ زراہِ یقین یکے بھر دنیا یکے بھر دین

چنانچہ مہاجرین طالبان دنیا کے تمول کے بارہ مین جو روایتین ہم اوپر نقل کرآے ہین وہ انکی دنیا طلبی پر شاہد ہین۔

ان مہاجرین نے دنیا کو دین پر ترجیح دی حتی کہ میدان جنگ سے غنیمت لوٹنے کو فرار ہو جاتے تھے۔ چنانچہ مال غنائم کی نسبت جناب مولوی شبلی صاحب سیرت النبی جلد اول صفحہ ۴۴۲ مین یہ تحریر فرماتے ہین کہ۔

ابو داؤد کتاب الجہاد جلد اول صفحہ ۳۴۲ مین ہے کہ کسی نے آنحضرت صلعم سے پوچھا ایک شخص خدا کی راہ مین جہاد کرنا چاہتا ہے لیکن کچھ دنیوی فائدہ بھی چاہتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اسکو کچھ ثواب نہین ملے گا۔ قرآن مجید مین غنیمت کے متعلق متاع دنیوی کا لفظ آتا تھا اور اوسکی طرف انہماک اور وارفتگی پر ملامت کی جاتی تھی۔ جنگ احد مین اس بنا پر شکست پہونچی کہ کچھ لوگ کفار کا مقابلہ چھوڑ کر غنیمت مین مصروف ہو گئے تو یہ آیت اتری۔

منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الاخرۃ

تم مین کچھ لوگ دنیا کے طلب گار ہین اور کچھ آخرت کے۔

چونکہ خدا عزوجل ہر ایک کے حالت قلبی سے واقف و آگاہ ہے اور وہ مومن و منافق کو خوب جانتا ہے اس لئے اوس نے دوسری آیتون مین مہاجرین کی نسبت صاف الفاظ مین ارشاد فرما دیا۔

کہ مہاجرین یہ خیال نکرین کہ وہ صرف بحیثیت مہاجر ہونے ہی کے خوشنودی خدا کے مستحق ہوجائینگے۔ بلکہ ہم انکو آزمائین گے کہ آیا جہاد مین ثابت قدم رہے۔ اور سختیان اور تکلیفین صبر وتحمل کے ساتھ برداشت کین۔

قولہ تعالی

ثم ان ربك للذين هاجروا	بیشک تمھارا پروردگار ان لوگون کو جنھون نے
من بعد ما فتنوا ثم جاهدوا	اپنے گھر چھوڑے اور جہاد کیا اور صبر کیا انکی
وصبروا ان ربك من بعدها	آزمایش کرنے کے بعد بخشنے والا اور مہربان ہے
لغفور الرحيم ۵-پ-۱۴-ع-۲۰	

اس سے ماقبل کی آیت فالذین هاجروا واخرجوا من دیارهم مین بھی یہ توضیح فرمادی ہے کہ "جنھون نے ہماری راہ مین ایذائین اٹھائین اور قتل کیا اور قتل کئے گئے" اصحاب ثلثہ کا خدا کی راہ مین گھر چھوڑنا اوس کی راہ مین ایذائین اٹھانے کا حال اوپر تفصیل سے بیان ہوچکا ہے حضرت ابوبکر جو سب صدیقون کے سردار اور افضل الصحابہ اور افضل المہاجرین کہے جاتے ہین ان کی ہجرت کا حال یہ ہے کہ پہلی ہی منزل سے ابن الدغنہ کافر کے ساتھ مکہ واپس آگئے مشرکین وکفار نے حسب رائے ابن الدغنہ پھر آپ سے کچھ تعرض نہ کیا آخر حضرت اپنی قوم کے ساتھ امن وامان سے مکہ مین رہے۔

پس ان آیتون سے بخوبی منکشف ہوتا ہے کہ کل مہاجرین وانصار کی ہجرت ونصرت خدا کے لئے نہ تھی یہی سبب ہے کہ جو ان مین منافق تھے انھون نے تقسیم مال غنیمت مین آنحضرت صلعم پر خیانت کا الزام لگایا۔ خلاف آداب سالت گفتگو کی جسکو ہم مفصل پہلی جلد مین بیان کرآے ہین۔ غرض اللہ جل شانہ کے کلام سے شیعون کے عقائد کی تصدیق ہوتی ہے نہ کہ اہلسنت والجماعت کی۔ جو اپنے اغراض کی خاطر خدا کی رضامندی منافقین سے منسوب کرتے ہین پس باوجود اس علم کے کہ صحابۂ ممدوحین کا نہ ایمان درست تھا نہ ہجرت اور نہ نصرت اسپر بھی حضرات اہلسنّت وجماعت یہ فرمائین کہ کل مہاجرین نے خدا کیلیے ہجرت کی تھی اور جمیع انصار نے اللہ کیلیئے نصرت کی تو یہ فرمانا انھین کو زیبا ہے ہمارے منہ سے تو ایسی بات نکل ہی نہین سکتی

قال ؒ

دوسری آیت مین اللہ جل شانہ انصار کی شان مین فرماتا ہے۔

والذین تبوؤ الدار والایمان	اور جو لوگ مہاجرین سے پہلے مدینہ مین رہتے
من قبلھم یحبون من ھاجر الیھم و	تھے وہ چاہتے ہین ان لوگون کو جو ہجرت کرکے
لا یجدون فی صدورھم حاجۃ مما اوتوا	ان کے پاس آئین اور جو کچھ مہاجرین کو دیا جاتا ہے
ویؤثرون علی انفسھم ولو کان	اس کا کچھ خیال نہین کرتے اگرچہ وہ خود ہی محتاج
بھم خصاصۃ ومن یوق شح	ہین اور اپنی جانون سے زیادہ مہاجرین کو چاہتے
نفسہ فاولئک ھم	ہین اور کچھ بھی حرص وطمع نہین رکھتے اور جو ایسے
المفلحون	ہین وہی فلاح پائینگے۔

پس دیکھنا چاہئے کہ خدا انصار کی کیسی تعریف کرتا ہے اور اس امر کی کہ انکی نصرت صرف واسطے خدا کے ہے کیسی توصیف فرماتا ہے پس ہم حیران ہین کہ جب اللہ جل شانہ مہاجرین کی ہجرت کو صرف اپنے واسطے فرماے اور انصار کی نصرت کو فقط اپنے لئے تصدیق کرے اوسپر بھی شیعون کے منہ سے یہ بات نکلے کہ اونکی ہجرت ونصرت دنیا کے واسطے تھی۔

اقوال مؤلف

اللہ جل شانہ کی تصدیق انہین انصار کے نسبت ہے جنھون نے لوجہ اللہ مہاجرین کو اپنے گھر وطن ٹھیرایا اور انکی مدد کی اور جب جہاد کا حکم ہوا تو رسول اللہ صلعم کے قدمون پر اپنی جانین نثار کین اور خاتمہ ایمان پر کیا اللہ جل شانہ نے اون انصار کی تصدیق نہین کی جنھون نے دنیا کے لئے ٹھہرایا تھا۔ اور بقول علمار مفسرین اہلسنت۔

جب روز حنین خدا نے غنیمت مال ہوازن عنایت کی تو رسول اللہ صلعم نے اوس مین سے سو سو شتر قریشیون کو دئے اوسپر انصار نے کہا کہ خدا رسول کی مغفرت کرے کہ وہ قریشیون کو دیتے ہین اور ہمکو نہین دیتے حالانکہ ہماری تلوارون سے خون قریش ٹپکتا ہے اور جب شدت کا وقت ہوتا ہے اوسوقت ہم پکارے جاتے ہین اور غنیمت کا مال جو ہمارا ہے غیرونکو دیا جاتا ہے"

(دیکھو آیات محکمات جلد اول دوسری فصل)

بلکہ حق سبحانہ وتعالیٰ ایسے انصار و مہاجرین کی حرص و ہوس اور طمع کی تصدیق فرماتا ہے۔

یسئلونك عن الانفال قل	(اے رسول) لوگ تم سے مال غنیمت کے بارہ مین
الانفال لله والرسول فاتقوا	پوچھتے ہین تم کہدو کہ وہ اللہ اور رسول کا ہے اور
الله واصلحوا ذات بینکم و	تم اللہ سے ڈرتے رہو اور اپنے باہمی جھگڑونکی اصلاح
اطیعوا الله ورسوله ان کنتم	کرو۔ اور اگر تم مومن ہو تو اللہ اور اوسکے رسول کی
مومنین۔	اطاعت کرو۔

پس ہم حیران ہین کہ جب اللہ جل شانہ بیشتر مہاجرین کی ہجرت کو صرف دنیا کے لئے فرمائے اور آیت انفال نازل فرما کر انصار کے طمع کی تصدیق کرے پھر بھی ہمارے بھائیونکے منہ سے

یہ بات نکلے کہ کل مہاجرین کی ہجرت اور جمیع انصار کی نصرت خدا کے واسطے تھی۔ اِن ہذا لشئ عجاب۔ قولہ تعالیٰ۔

افلا یتدبرون القرآن ام	کیا وہ لوگ قرآن پر غور نہین کرتے اور
علی قلوب اقفالھا	نہین سمجھتے کیا اونکے دلون پر قفل لگے ہوئے ہین

jabir.abbas@yahoo.com

قال

اما یہ خدا کے کلام کی تصدیق نہین کرتے

اے یارو ذرا تو سوچو کہ تم خدا کے کلام کی تصدیق کرتے ہو یا تکذیب۔ اللہ کے حکم کو مانتے ہو یا اوس سے مقابلہ کرتے ہو۔ خدا تو فرماے کہ مہاجرین و انصار اچھے اور تم کہو کہ نہین وہ برے سے برے۔ وہ کہے کہ مین اون سے راضی اور وہ مجھسے راضی۔ تم کہو کہ نہین بالکل غلط نہ خدا اون سے راضی اور نہ وہ خدا سے راضی۔ اللہ فرماے کہ انھون نے میرے لئے ہجرت کی اور نصرت میرے واسطے کی اور تم کہو نہین وہ دنیا کی طمع سے نکلے۔ حرص و دولت کے پیچھے پیغمبر کی نصرت مین شریک ہوے۔ آخر ذرا تو غور کرو کہ کیا کہتے ہو اور کیا کرتے ہو۔

اے بھائیو ایک آیت دو آیتین ہون تو اوسکی تاویل ہو سکتی ہے اوسکے معنی بن سکتے ہین جب سارا قرآن مجید مہاجرین و انصار کے ذکر سے بھرا ہے تو کہان کہان تاویل کروگے کس کس آیت کی تحریف معنوی فرماوگے۔

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہی

حقیقت یہ ہے کہ مذہب تو عبداللہ بن سبا کا اختیار کر لیا مگر اب کوئی بات بن نہین پڑتی نہ تو قرآن مجید سے انکار ہو سکتا ہے نہ اسکی تصدیق کیجاتی ہے ؎

عشق چہ آسان نمود آہ چہ دشوار بود ہجر چہ دشوار بود یار چہ آسان گرفت

jabir.abbas@yahoo.com

اقول

امامیہ تصدیق کرتے ہین۔

الحمدللہ علی احسانہ شیعیان علیؑ خدا و رسول کے احکام پر چلتے ہین اور اُن کا مذہب بموجب حدیث قرطاس قرآن و اہلبیت پر ہے۔ عبداللہ بن سبا ایک یہودی کافر تھا جو جناب امیر علیہ السلام کو خدا مانتا تھا اُن جناب نے اسکو بہت سمجھایا ڈرایا کہ اس کفر سے باز رہے مگر وہ نہ مانا آخر آپ نے اُسکو جلوا دیا۔ جناب شاہ صاحب نے اپنے مذہب کو فروغ دینے کی خاطر مذہب امامیہ اثنا عشریہ کو اُس ملعون سے منسوب کر دیا ہے۔ پس ہم خدائے پاک کے کلام کی تصدیق کرتے ہین۔ چونکہ مہاجرین و انصار مین مومن و منافق دونون گروہ شامل تھے لہذا محض ہجرت ایمان کامل کی دلیل نہین ہے۔ قرآن مجید مین متعدد مقامات پر اصحاب منافقین کا ذکر ہے ان کے بارہ مین متعدد آیتین آیات محکمات جلد اول مین اور اس جلد مین بھی درج ہو چکی ہین۔ پس اُن مین جو مومن تھے انہین کو خدائے عزوجل نے اچھا فرمایا ہے۔ اور ہم بھی حسب قول بارتعالیٰ ولیعلمن اللہ الذین اٰمنوا ولیعلمن المنفقین "ضرور اللہ انکو بھی جان لیگا جو ایمان لے آئے اور وہ منافقونکو بھی خاطر خواہ جان لیگا" مومنین کو اچھا اور منافقین کو برا سمجھتے ہین۔

بھائیو ذرا تو سوچو کہ تم خدائے پاک کے کلام کی تصدیق کرتے ہو یا تکذیب۔ اللہ کے حکم کو مانتے ہو یا اوس سے مقابلہ کرتے ہو۔ خدا تو اصحاب رسول کی نسبت صاف ارشاد فرمائے کہ۔

منھم المومنون واکثرھم الفاسقون ۵ — اُن مین مومن بھی ہین اور بہتیرے فاسق

تم کہو نہین "جمیع صحابہ عدول اند" وہ تو باین شروط۔

ثم ان ربک للذین ھاجروا من بعد ما فتنوا ثم جاھدوا وصبروا ان ربک من بعدھا لغفور رحیم ۵ — بیشک تمہارا پروردگار اُن لوگون کو جنھون نے اپنے گھر چھوڑے اور جہاد کئے اور صبر کیا اُنکی آزمایش کرنے کے بعد بخشنے والا اور مہربان ہے۔

وعدۂ مغفرت فرمائے۔ تم کہو سب غلط خدا نے اُنکے حق مین فرمادیا ہے کہ اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم۔ جو چاہو کرو مین نے تمکو بخشدیا۔ اللہ تعالی تو غزوہ حنین سے اصحاب کے فرار ہوجانے پر باین الفاظ پاک۔

لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ	خدا نے تمھاری بہتیرے مقامات پر (غیبی) امداد کی
ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم	اور جنگ حنین کے روز جب تمھین اپنی کثرت نے
فلن تغن عنکم شیئا وضاقت	مغرور کردیا تھا پھر وہ کثرت تمھین کچھ بھی کام نہ آئی
علیکم الارض بما رحبت ثم	اور تم ایسے گھبرائے کہ زمین باوجود اس وسعت کے
ولیتم مدبرین ۵	تمپر تنگ ہوگئی پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے

شہادت دے۔ اور جناب شاہ صاحب فرمائین۔ اما فرار حنین در حقیقت فرار نبود۔

غرضیکہ ایک آیت ہو دو آیتین ہون اُسکی تاویل ہوسکتی ہے اُس کے معنی بن سکتے ہین جب سارا قرآن اصحاب منافقین کے ذکر سے بھرا ہوا ہے تو کہان کہان تاویل کروگے اور بہ نعمت حفظ قرآن کس کس آیت کی تحریف معنوی فرماؤگے۔ ع

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہی

حقیقت یہ ہے کہ مذہب تو تمنے اپنے اُن پیشواؤن کا اختیار کرلیا جنھون نے خلاف اطیعوا اللہ ورسولہ عمل کیا۔ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "انی تارک فیکم الثقلین الخ" کو پس پشت ڈال کر ایک نیا دین ومذہب قائم کرلیا تھا مگر اب کوئی بات بن نہین پڑتی۔ نہ قرآن مجید سے انکار ہوسکتا ہے اور نہ اوس کی تصدیق کی جاتی ہے ؎

عشق چہ آسان نمود آہ چہ دشوار بود	ہجر چہ دشوار بود یار چہ آسان گرفت

قال اللہ تبارک وتعالی۔

وقد کان فریق منھم	حالانکہ ایک گروہ اُن مین ایسا ہے کہ

یسمعون کلام اللہ ثم یحرفونہ	کلام خدا کو سنتے ہین پھر بعد اس کے کہ اُسے سمجھ
من بعد ما عقلوہ وھم یعلمون ۵ (س بقرہ ع ۹)	چکے ہون جان بوجھکر اُس مین تحریف کرتے ہین

احوال ہجرت و شہادت انصار سید الشہدا علیہ السلام

اس موقع پر ہم معزز ناظرین کی توجہ آیہ کریمہ والسابقون الاولون کے ان الفاظ پاک والذین اتبعوھم باحسان الخ پر مبذول کراتے ہین اور کچھ ذکر ان خالص مومنین کا کرتے ہین جنھون نے ان مہاجرین و انصار کا اتباع کیا اور بسبب قبول حسن طاعت و ریاضت خوشنودی خدا حاصل کی اور اس آیت کے مصداق ہوئے۔ چنانچہ تفسیر حسینی مین ہے۔

و آنانکہ متابعت کردند سابقان را بایمان و طاعت مراد سائر صحابہ اند مہاجر و انصار کہ پیروی

سابقان کردند و گفتہ اند کہ متابعت ایشان کند تا قیامت از زمرہ متابعان خوشنود شد خدا ے

از ایشان بقبول طاعت ایشان۔ سابق و لاحق درین رضا داخل اند۔ (جلد اول صفحہ ۲۶۷)۔

ان سے مراد ہماری وہ چند نفوس پاک ہین جنھون نے در دین سے محض خدا و رسول کی خوشنودی کیلئے اپنے عیال و اطفال اور گھر بار چھوڑکر سبط رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام کی نصرت و حمایت کی اور اپنی جانین امام علیہ السلام پر نثار کین۔ صاحب مجمع البیان علیہ الرحمہ آیہ وافی ہدایہ۔

اذن للذین یقاتلون	اجازت دیگئی ان لوگونکو جن سے (مشرکین)
بانھم ظلموا وان اللہ علی	لڑا کرتے ہین اسوجہ سے کہ ان پر ظلم کیا گیا بہ تحقیق
نصرھم لقدیرہ الذین	کہ اللہ ان (مومنین) کی مدد کرنے پر قادر و توانا
اخرجوا من دیارھم	ہے وہ لوگ ایسے ہین کہ اپنے گھرون سے

بغیر حقٍّ الا ان یقولوا ربنا اللہ ۔ (پ ۱۷ ع ۱۳)

ناحق نکالے گئے۔ انکا اسکے سوا کوئی قصور نہ تھا کہ وہ یہ کہا کرتے تھے کہ ہمارا پروردگار خدائے واحد ہے۔

کی تفسیر کرتے ہین کہ یہ اول آیت ہے جو جہاد کے بارہ مین نازل ہوی جب آنحضرت صلعم مکہ مین تھے تو کفار مسلمانون کو بہت اذیت پہنچایا کرتے تھے وہ لوگ آکر جناب رسول خدا صلعم سے شکایت کیا کرتے تھے حضرت فرمادیتے تھے کہ صبر کرو ابھی ہمین حکم جہاد نہین ہوا ہے یہان تک کہ آپ نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی اسوقت یہ آیت نازل ہوی۔

آیہ والسابقون کا اتمام اہلبیت پر

جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آیت شان مین تو مہاجرین کے نازل ہوی مگر اسکا انجام و اتمام اہلبیت رسول خدا پر ہوا کہ ان پر ظلم کیا گیا اور وہ ناحق اپنے اپنے گھرون سے نکالے گئے

امام حسینؑ کا خطبہ مکہ مین۔

جناب امام حسین علیہ السلام کے لئے ایک امر خاص تھا جو اور کسی کے واسطے نہ تھا وہ یہ کہ اس جناب کو آوارہ وطن ہی نہین کیا بلکہ تمام شہرون سے اور ملکون سے آپ کو منع کیا کہ کسی جگہ اور کسی مقام پر بھی حضرت کو امان نہ ملے۔

وہ حضرت خود فرماتے تھے کہ اگر سوراخ مار و کژدم مین بھی پناہ لون تو وہان سے بھی ظالم مجھے نکال کر قتل کرینگے اور یہ ظلم و ستم فقط اُن حضرت پر ہی منحصر نہ تھا بلکہ آپ کے سب عزیز و انصار و عیال و اطفال مبتلاء مصائب و آلام ہوئے۔ واحسرتا کہ مدینہ سے جدا ہو کر خدا کے گھر مین پناہ لی مگر وہان بھی پناہ نہ ملی۔ حج بھی نکرنے پائے تھے کہ وہان سے بھی عورتون اور بچون کے ساتھ سفر غربت اختیار کرنا پڑا۔ چنانچہ جسوقت آپ نے وہان سے کوچ فرمانے کا ارادہ کیا تو ایک خطبہ مسجد الحرام مین ارشاد کیا اور حاجیون سے خطاب کرکے فرمایا۔

ایہا الناس جو شخص راہ خدا مین جان دینا چاہے وہ میرے ہمراہ ہو کہ کل صبح یہان سے میرا کوچ ہے قسم بخدا مین دیکھتا ہونکہ گویا گرگان صحرا میرے جسم کو درمیان نوا دبس و کربلا کے پارہ پارہ کررہے ہین

مگر کسی نے جواب ندیا۔ حالانکہ حاجیون کا مجمع کثیر تھا جنمین صحابہ وتابعین سب جمع تھے مثل عبداللہ بن عمرو عبداللہ بن زبیر وغیرہ کے اور سب اسلام کے مدعی تھے۔ سبط رسول یہ سبب جبر وتشدد حج چھوڑ کر اپنی قتل گاہ کی طرف جارہا ہے مگر ان حجاج اور صحابہ اور تابعین مین کوئی بھی ایسا مسلمان نہ تھا جس کے دل مین رسول اللہؐ کی اتنی بھی محبت ہوتی کہ وہ فرزند رسول کی حمایت اور نصرت کو جزو ایمان سمجھتا اور نصرت کرتا۔ باوجودیکہ اکثر وہ اصحاب بھی اس مجمع مین موجود تھے جو بلاواسطہ خود جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد سن چکے تھے کہ میرا بیٹا حسین زمین کربلا پر مارا جائیگا جو تم مین سے اُسوقت موجود ہو اسکی مدد کرے۔

واخرج ابن السکن والبغوی	یعنی کتاب الصحابہ مین ابن السکن اور بغوی
فی الصحابۃ وابونعیم من طریق	اور ابونعیم نے سیخم سے روایت کی ہے کہ انس بن
سخیم عن انس بن الحارث قال	حارث نے کہا کہ مین نے جناب رسول اللہ سے
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ	یہ فرماتے سنا کہ یہ بیٹا میرا اس زمین مین مارا
وسلم یقول ان ابنی ھذا یقتل	جائیگا جس کا نام کربلا ہے پس جو شخص تم لوگون مین
بارض یقال لھا کربلاء فمن یشھد	سے وہان موجود ہو اسکی مدد کرے۔ پس انس
ذلک منکم فلینصرہ فخرج انس بن الحارث	بن حارث کربلا گئے اور امام حسین کے ساتھ
الی کربلا فقتل بھا مع الحسین	شہید ہوے۔ (دیکھو سر الشہادتین شاہ عبدالعزیز صـ۲۹)

مگر چند نفوس نے جو سید الشہداؑ کے ہمراہ تھے بلاشبہ سعادت حاصل کی اور اپنی جانین سبط رسولؐ پر قربان کین۔

احوال شب عاشور

خطبہ شب عاشور

جناب امام حسین علیہ السلام نے اپنے لشکر کے کل اصحاب وانصار کو جمع کیا اور ایک خطبہ افصیح

وبلاغت شب نہم ماہ محرم کربلا مین ادا فرمایا۔

یعنے مین حمد وثنا خداوند عالم کی بجالاتا ہون ہر حال مین خواہ وہ وقت خوشی ومسرت کا ہو یا رنج ومصیبت کا بارالہا مین اس بات کا شکر کرتا ہون کہ تونے ہمکو فضیلت نبوت ورسالت کے ساتھ بزرگی وشرف بھی عطا فرمایا ہے اور ہمکو قرآن مجید تعلیم فرمایا اور مسائل حلال وحرام اور احکام دین سے واقف وآگاہ گردانا ہے۔ پروردگارا تونے ہمکو اپنے فضل وکرم سے گوش شنوا اور چشم بینا اور قلب آگاہ مرحمت فرمایا ہے۔ پس ہمکو تو شاکرین مین محسوب فرما۔ اس کے بعد حضرت فرماتے ہین کہ مین نہین جانتا ہون کسی کے اصحاب کو کہ وہ میرے اصحاب سے زیادہ وفادار ہون۔ اور نہ کسی کے اہلبیت کو زیادہ بہتر ونیکوکار اپنے اہلبیت سے خدا تم سب کو جزاء خیر دے۔

بعد اسکے اپنا حال بیان فرماتے ہین کہ

میرا یہ حال ہے کہ ان اشقیا سے ضرور مجھے جنگ کرنی ہوگی اور یہ اشقیا ضرور مجھے قتل کرینگے۔ پس اے میرے اصحاب اعزا آگاہ ہو کہ مین نے تم سب کو اجازت دیدی۔ یہ پردۂ شب تمکو گھیرے ہوے ہے جس طرف جی چاہے چلے جاؤ اور مجھکو تنہا ان دشمنون مین چھوڑ جاؤ کہ یہ لوگ فقط میری ہی جان کے خواہان ہین اور کسی سے انکو کچھ کام نہین ہے"۔

شہ نے فرمایا کہ ہو جائینگے کل راہین بند — جسکو جانا ہو وہ لشکر سے نکل جائے ابھی
رفقا ہنسکے یہ کہتے تھے کہ دہشت کیا ہے — تیغ کل چلتی ہو گردن پہ تو چل جائے ابھی

سارحسین مین کا صدق ایمان

الحق ؎

وہ عاشق صادق تھے وہ تھے مومن کامل — دی تھی انھین خالق نے تمیز حق و باطل
کیا ہوش تھا کیا فہم تھی کیا عقل تھی کیا دل — کس حسن سے طے کر گئے وہ عشق کی منزل

محراب عبادت خم شمشیر کو سمجھے

جادہ وہ مسافر دم شمشیر کو سمجھے

دنیا کے نہ خواہان تھے نہ تھی خواہش اجلال　　تھے دوست فقیرون کے نہ تھی حب زر و مال
نہ یاد وطن تھی نہ انھین الفت اطفال　　شبیرؑ کے عاشق تھے زہے بخت خوشا حال
مقصود یہ تھا جی سے گذر جائینگے پہلے
اس بات پہ مرتے تھے کہ مر جائینگے پہلے

کچھ پیاس کا شکوہ تھا نہ فاقون کی شکایت　　ایک ایک تھا پروانۂ مصباح ہدایت
تھی دل مین ولاے پسر شاہ ولایت　　لب پر نسیکفیکھما اللہ کی آیت
ہر چند نہ سامان و غا ان کی طرف تھا
حضرت کے یہ تھے ساتھ خدا انکی طرف تھا

مست مئی عرفان تھے وہ سب عاقل و ذی ہوش　　تھی غیر خدا سب کی انھین یاد فراموش
دنیا سے بری یار علائق سے سبکدوش　　دل یاد الٰہی مین جو یون دیکھو تو خاموش
ہر دم سر تسلیم تھا خم راہ خدا مین
بڑھتے چلے جاتے تھے قدم راہ خدا مین

مرحبا ان کے صدق ایمان و اعتقاد اور صبر و رضا پر۔

کیا جوانان خوش اطوار تھے سبحان اللہ　　کیا رفیقان وفادار تھے سبحان اللہ
صفدر و غازی و جرار تھے سبحان اللہ　　زاہد و عابد و ابرار تھے سبحان اللہ
زن و فرزند سے فرقت ہوی مسکن چھوڑا
مگر احمد کے نواسے کا نہ دامن چھوڑا

اللہ اللہ عجب فوج عجب غازی تھے　　عجب اسوار تھے بے مثل عجب تازی تھے

گو بہت کم تھے پہ آمادہ جانبازی تھے لائقِ مدح و سزاوارِ سرافرازی تھے

پیاس ایسی تھی کہ آآ گئی جان ہونٹون پر

صابر ایسے تھے کہ پھیری نہ زبان ہونٹون پر

زہد مین حضرت سلمان کے برابر تھا کوئی دولت فقر و قناعت مین ابا ذر تھا کوئی

صدق گفتار مین عمار کا ہمسر تھا کوئی حمزۂ عصر کوئی مالک اشتر تھا کوئی

ہونگے ایسے ہی محمدؐ کے جو شیدا ہونگے

پھر جہاد ایسا نہوگا نہ وہ پیدا ہونگے

گو مصیبت مین تلاطم مین تباہی مین رہے سر کٹے پاؤن مگر راہ الٰہی مین رہے

یون سرافراز وہ سب لشکر شاہی مین رہے جس طرح تیغ دودم دست سپاہی مین رہے

اس مصیبت مین نہ پایا کبھی شاکی ان کو

آبرو ساقی کوثر نے عطا کی ان کو

وہ تخشع وہ تضرع وہ قیام اور وہ قعود وہ تذلل وہ دعا مین وہ رکوع اور وہ سجود

یاد حق دل مین تو سوکھے ہوے ہونٹون پہ درود یہ دعا خالق اکبر سے کہ اے رب ودود

یون لٹین ہم کہ نہ آل اور نہ اولاد رہے

مگر احمد کے نواسے کا گھر آباد رہے

پیاس مین حرف نہ شکوے کا زبان پر لائین سینۂ صاف پہ فاقون مین سنانین کھائین

دل نہ تڑپے جو دم نزع نہ پانی پائین تیرے محبوب کی تائید کرین مر جائین

لاشے مقتل مین ہون لاش شہ دلگیر کے پاس

سر ہون نیزون پہ سر حضرتِ شبیر کے پاس

اللہ اللہ باوجودیکہ آفت وبلا اورتین شبانہ روز کی بھوک وپیاس کی تعب مین مبتلا ہین۔ مگر یہ

پڑہ پڑہ کے نمازین شب عاشور گذاری　　خشکیدہ زبانون پہ رہا شکر ہی جاری

ہر دم یہی نعرہ تھا کہ اے ایزدِ باری　　اب صبح کو عزت ہے تیرے ہاتھ ہماری

خوشنود رہین فاطمہ وہ کام کرین ہم

پہلے ترے محبوب کے پیارے سے مرین ہم

ہم ہین ترے محبوب کے پیارے کے مددگار　　مرنے کے لئے آئے ہین یان چھوڑکے گھربار

یہ بندۂ بیکس ہمہ تن مصیبت مین گرفتار　　کر رحم کہ ہے ذات تری راحم وغفار

فاقون کے سبب جسم کی طاقت مین کمی ہے

تجھ سے طلبِ قوتِ ثابت قدمی ہے

بیکس ہین مسافر ہین وطن دور ہے گھر دور　　ہفتم سے ہمین گھیرے ہے یہ لشکر مقہور

تیرون سے ہون غربال کہ تیغون سے بدن چور　　احمد کے نواسے سے جدائی نہین منظور

پھر منہ کسے دکھلائین جو سردار کو چھوڑین

کیونکر ترے مقبول کی سرکار کو چھوڑین

مردون کے لئے ننگ ہے تلوار سے ڈرنا　　راحت ہو کہ ایذا ہمین جینا ہمین مرنا

تو چاہے تو مشکل نہین کچھ جی سے گذرنا　　اے کل کے مددگار مدد جنگ مین کرنا

فاقون مین ہزارون سے وغا ہو تو مزا ہے

کچھ حق نمک ہم سے ادا ہو تو مزا ہے

نماز شب عاشور

یہ ذکر ابھی تھا کہ یکایک خبر آئی　　اے چاند یداللہ کے شب دو پہر آئی

حضرت کو ستارون کی جو گردش نظر آئی　　دل یاد خدا کرنے لگا چشم بھر آئی

فرمایا بڑا اجر ہے بیداری شب کا

اے تشنہ لبو وقت ہے یہ طاعت رب کا

اب عمر بھی آخر ہے نمازین بھی ہین آخر　　بے توشہ پہونچتا نہین منزل پہ مسافر

ہر وقت ہے رب دوجہان حافظ و ناصر　　اجر اُنکے مضاعف ہین جو ہین صابر و شاکر

مشکل نہ کسی رنج کو سمجھے نہ بلا کو

بندہ وہی بندہ ہے جو بھولے نہ خدا کو

نام اُسکا رہے ورد سفر ہو کہ حضر ہو　　موجود سمجھ لے اُسے جنگل ہو کہ گھر ہو

سجدے ہی کرے دکھ مین کہ راحت مین بسر ہو　　تسبیح مین شب ہو تو نمازون مین سحر ہو

عشق گل تر ظلم کے خارون مین نہ بھولے

معشوق کو تلوارون کی دھارون مین نہ بھولے

چوما لب سوفار جو سینے مین لگین تیر　　دم عشق کا بھرتا رہے زیر دم شمشیر

زخمون کو یہ سمجھے کہ کھلا گلشن توقیر　　تکبیر کا نعرہ ہو زبان پر دم تکبیر

کٹنے مین رگون کے نہ صدا آہ کی نکلے

ہر رنگ مین بو الفت اللہ کی نکلے

شہ نے سخن معرفت حق جو سنائے　　اشک آنکھون مین ہر عاشق صادق کے بھر آئے

کچھ پیاس کا شکوہ بھی زبانون پہ نہ لائے　　سجادے دہین لاکے دلیرون نے بچھائے

تکبیرین ہوئین لشکر اللہ و نبی مین

سب محو ہوے یاد جناب احدی مین

اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن مجید و فرقان حمید مین ارشاد فرماتا ہے۔

انما المومنون الذین اذا	مومن وہ ہین کہ جب خدا کا نام لیا جاے تو
ذکر اللہ وجلت قلوبھم واذا	اون کے دل دہل جائین اور جب اوسکی آیتین
تلیت علیھم ایاتہ زادتھم ایمانا	پڑہکر سنائی جائین تو اون کا ایمان بڑہجاتا ہے
وعلی ربھم یتوکلون ۝ الذین یقیمون	اور وہ اپنے خدا پر بھروسہ کرتے ہین جو نماز
الصلوٰۃ ومما رزقنٰھم ینفقون ۝	بپابندی پڑہتے ہین اور خدا نے جو اونکو روزی
اولئک ھم المومنون حقا لھم درجات	دی ہے اوس سے راہ خدا مین بھی کچھ دیتے ہین
عند ربھم ومغفرۃ ورزق کریم	یہ ہین سچے مومن ان کے لئے خدا کے پاس رتبے
(پ ۹ ع ۱۵)	ہین بخشش ہے اور اچھی روزی ہے ۔

ایہا المومنون عزیزان و اعوان سید الشہدا کی طاعت وعبادت پر غور فرماؤ کہ یہ تین دن کے بھوکے پیاسے کس خضوع وخشوع سے اپنے معبود کے سامنے حاضر ہین۔

اللہ اکبر ان کی عبادت کا ذکر کیا	سجدون مین خوف حق سے نہ ہلتے تھے وہ پا
یہ ہے رجوع قلب یہ ہے طاعت خدا	ہون محو جو ادہر انھین کیا فکر ماسوا

تینغین پڑین بدن پہ تو جنبش مین سر نہو
ہو جاے سر قلم تو جسد کو خبر نہو

اور اد مین تھے محو شجاعان ذی کمال	تھا ولولہ جہاد کا اور مرگ کا خیال
پڑہتے تھے پنجسورہ واسطے ذوالجلال	ادعیہ و وظائف وآیات حسب حال

جز فکر یاد حق تھی نہ فکر ان کے واسطے
تھا ذکر اسم ربک فرد کراون کے واسطے

عارف تھے معرفت سے نہ خالی تھی کوئی بات	پڑہتے تھے اسم ذات وحروف مقطعات

سمجھے تھے موت کو جو مقدم وہ نیکذات کہتے تھے الذی خلق الموت والحیات

یارب کا غل کہین تھا کہین یا قدیر کا

نعرہ تھا ربنا والیک المصیر کا

مشغول حمد مین تھا کوئی صاحب یقین باصد نیاز سجدہ مین تھا کوئی نازنین

قاری دعا، نور کا تھا کوئی مہ جبین سرمست تھا دعا، قدح سے کوئی حسین

تکیہ کسی کو لطف خدائے جہان پہ تھا

یا من لطیف لم یزل اللطف زبان پہ تھا

پڑہتا تھا کوئی فتح کا سورہ پئے فتوح تھی لذت دعائے صباح افضل الصبوح

طوفان غم کا دل کو خطر تھا جو بالوضوح جوش بکا مین پڑہتا تھا کوئی دعائے نوح

یہ عرض تھی کہ سرور ذیشان کی خیر ہو

اس ناخدائے کشتی ایمان کی خیر ہو

قرآن کی کر رہا تھا تلاوت کوئی متین یاسین پڑہکے کرتا تھا دم کوئی مہ جبین

نعرہ کسی کا تھا کہ ترا فضل ہے معین کہتا تھا کوئی تن کے وایاک نستعین

حسرت سے تھی کسی کی نظر آسمان پر

تھا اہدنا الصراط کسی کی زبان پر

ہر شخص نشہ مے وحدت مین چور تھا کوثر کے اشتیاق مین جوش سرور تھا

لب پر کسی کے وقت دعا یا غفور تھا ورد زبان کسی کے الیہ النشور تھا

واغفر لنا کوئی بدل زار کہتا تھا

کوئی توفنا مع الابرار کہتا تھا

ناگاہ چرخ پر خطِ ابیض ہوا عیان — تشریف جانماز پہ لائے شہِ زمان
تازہ سر عاشور

سجادے بچھ گئے عقب شاہ انس و جان — صوت حسن سے اکبر مہ رو نے دی اذان

ہر اک کی چشم آنسوؤں سے ڈبڈبا گئی
گویا صدا رسول کی کانوں مین آ گئی

چپ تھے طیور جھومتے تھے وجد مین شجر — تسبیح خوان تھے برگ و گل و غنچہ و ثمر
محو ثنا کلوخ و نباتات و دشت و در — پانی سے منہ نکالے تھے دریا کے جانور

اعجاز تھا کہ دلبر شبیر کی صدا
ہر خشک و تر سے آتی تھی تکبیر کی صدا

صف مین ہوا جو نعرۂ قد قامت الصلوٰۃ — قائم ہوی نماز اٹھے شاہ کائنات
وہ نور کی صفین وہ مصلّی ملک صفات — سردار کے قدم کے تلے تھی رو نجات

مولا تھے جانماز ہدایت بساط پر
یا قبلہ رو کھڑے تھے سلیمان بساط پر

قرآن کھلا ہوا کہ جماعت کی تھی نماز — بسم اللہ جیسے آگے ہوئین تھے شہِ حجاز
سطرین تھین یا صفین عقب شاہِ سرفراز — کرتی تھی خود نماز بھی ان کی ادا پہ ناز

صدقے سحر بیاض پہ بین السطور کی
سب آیتین تھین مصحفِ ناطق کے نور کی

امید مغفرت ہے علی علیم سے — غیر از کرم کچھ اور نہو گا کریم سے
لیکن ڈگے نہ پاؤن رہِ مستقیم سے — پہلے اشارہ ہے یہ الف لام میم سے

حبل المتین یہی ہین نجات انکے ہاتھ ہے

قرآن اور آل محمد کا ساتھ ہے

باہم مکبرون کی صدائین وہ دل پسند　　کرو بیان عرش تھے سب جس سے بہرہ مند
ایمان کا نور چہرون پہ تھا چاند سے دوچند　　خوف خدا سے کانپتے تھے سب بے بند بند

خم گردنین تھین سبکی خضوع اور خشوع مین
سجدون مین چاند تھے تو مہ نور کوع مین

دنیا سے اُٹھ گیا وہ قیام اور وہ قعود　　ان کے لئے تھی بندگی واجب الوجود
وہ عجز وہ طویل رکوع اور وہ سجود　　طاعت مین نیست جانتے تھے اپنی ہست و بود

طاقت نہ چلنے پھرنیکی تھی ہاتھ پاؤن مین
گر گر کے سجدے کرتے تھے تیغون کی چھاؤنین

اِدہر تو یہ تین دن کے بھوکے پیاسے محو طاعت پروردگار تھے۔ اُدہر وہ سمیع و بصیر انکی اس عبادت و طاعت پر ملائکہ مقربین سے فرماتا تھا

اسدم تھی یہ آواز پس پردۂ قدرت　　اے قدسیو دیکھو مرے بندونکی عبادت
نہ پیاس کا شکوہ ہے نہ فاقون کی شکایت　　یہ زہد یہ تقوی یہ اطاعت یہ ریاضت

کونین مین یہ صاحب اقبال و شرف ہین
عالم ہون کہ ان لوگونکے دل میری طرف ہین

پرسش نہ لحد مین نہ حساب انکے لئے ہے　　یہ لائق رحمت ہین ثواب انکے لئے ہے
موتی سے جو ہے صاف وہ آب انکے لئے ہے　　مین جس کا ہون ساقی وہ شراب انکے لئے ہے

اس نخل ریاضت کے ثمران کو ملین گے
جو عرش کے نیچے ہین وہ گھر انکو ملین گے

الغرض۔ ؎

فارغ ہوے نماز سے جب قبلۂ انام　　آئے مصافحہ کو جوانان تشنہ کام
چومے کسی نے دست شہنشاہ خاص و عام　　انکھین ملین کسی نے قدم پر باحترام

کیا دل تھے کیا سپاہ سعید و رشید تھی
باہم معانقے تھے کہ مرنے کی عید تھی

زاری تھی التجا تھی مناجات تھی ادھر　　وان صف کشی و ظلم و تعدی و شور و شر
کہتا تھا ابن سعد یہ بڑھ جا کے نہر پر　　گھاٹون سے ہوشیار ترائی سے باخبر

دور و نزدیک ہے تشنہ دہانی حسین کو
ہان مرتے دم تو دیجیو پانی حسین کو

تعقیب فرض صبح ابھی پڑھ رہے تھے شاہ　　جو تیر آئے رن سے کئی سوئے خیمہ گاہ
کی مڑکے شاہ نے رخ عباس پر نگاہ　　غازی نے عرض کی کہ بڑھی آتی ہے سپاہ

لازم ہے جنگ خیمہ کے ڈیوڑھی سے دور ہو
روکے انھین غلام جو حکم حضور ہو

شہ نے کیا اشارہ کہ چلتے ہین ہم بھی اب　　آنے دو تیر جاؤ نہ تم جو رضائے رب
چپ رہ گیا یہ سنکے وہ غازی بصد ادب　　سجدے مین سر جھکا کے اٹھے شاہ تشنہ لب

رخصت کو بیبیون سے علی کا خلف گیا
بیت الشرف مین نیر برج شرف گیا

زینب حسین بچیو اس پریشان تھے سر کے بال　　چلاتی تھین دہائی ہے یا شیر ذوالجلال
روتے تھے دیکھ دیکھ کے حضرت بھی کا حال　　غل تھا کہ مرنے جاتا ہے خیر النسا کا لال

اشکر خدا کا ران کو
جانا اور انصار کو
اپنے مراقب نظر آنا

فرماکے الوداع ہر ایک سوگوار سے
خیمہ سے نکلے شاہ پیمبر مزار سے

نکلے محل سے کرکے یہ حسرت کی گفتگو　　دیکھا کہ سر بکف ہین جوانان ماہرو
کہنے لگے پکار کے شبیر نیک خو　　اے سالکان جادۂ تسلیم ارکبوا

خاصان حق کے واسطے دنیا کنشت ہے
باگین اٹھاؤ سامنے باغ بہشت ہے

یہ کہکے جلوہ گر ہوے حضرت سمند پر　　دوڑی نثار ہونے کو شوکت سمند پر
پائی جو مصطفےٰ کی بضاعت سمند پر　　نازل ہوی کریم کی رحمت سمند پر

ہم طلعت نبی رخ شبیر ہوگیا
کھچکر فرس براق کی تصویر ہوگیا

رن کو سواری شہ جن و بشر چلی　　پیچھے تمام فوج ملک نوحہ گر چلی
گھوڑے کے ساتھ فاطمہ تھامے جگر چلی　　شبدیز کیا چلا کہ نسیم سحر چلی

طبقہ تمام نور الٰہی سے عرش تھا
سونیکی تھی زمین تو ستارون کا فرش تھا

جنت کا سما

جسدم ہوے سوار مجاہد بکر و فر　　فرمایا شاہ دین نے کہ دیکھو اٹھاکے سر
پودے جو لیکے باگون کے یکبار کی نظر　　جنت مین جھومتے نظر آنے لگے شجر

ہر سمت وا بہشت کے دروازے ہوگئے
میوے نظر وہ آے کہ دل تازے ہوگئے

آراستہ بہشت برین کے چمن جو پاے　　سب کی زبان سے یہی نکلا کہ ہاے ہاے

مژدے جو بار بار شگوفون نے کچھ سنائے　　غنچونکی طرح غنچہ دہن تن کے مسکرائے

یون خندہ زن ہوے چمن مرتضی کے گل

کھلتے ہین جیسے وقت سحر کھلکھلا کے گل

رخت زمردین مین ہر ایک نخل تھا نہال　　تھا خوش قدی کا اپنی ہر ایک سرو کو خیال

طاوس وجد مین رخ لالہ خوشی سے لال　　ہر سو نسیم چلتی تھی اٹھکھیلیون کی چال

طوبا تو مست یاد الٰہی تھا اوج مین

کوثر بھی جوش مارتا تھا اپنی موج مین

نہرین وہ صاف آئینۂ قدرت وود　　خود جنکی آبرو کے نگہبان تھے فیض وجود

بالا سے تہہ کا حال کما ینبغی نمود　　پیاسے وفور شوق مین پڑھنے لگے درود

راہِ تعلقات جہان کاٹنے لگے

نہر لبن کو دیکھکے لب چاٹنے لگے

بالاے شاخسار جو کی یک بیک نظر　　ہوش اڑ گئے پھڑک گئے دیکھے وہ جانور

سرخ وکبود وسبز ومنقش ہر اک کا سر　　شکلین جو مختلف تو مخطط شکم کے پر

سرمایۂ جمالِ ومحاسن متاع تھے

شہپر چمک مین رشکِ خطوطِ شعاع تھے

ترکیب سے ہر اک کی عیان شانِ داوری　　لعلین کسی کی چشم مگر جسم اخضری

بالکل بسان سنگ ستارہ کوئی زری　　یکرنگ کوئی غیرت یاقوت احمری

سادہ تھا اک تو رشکِ دُرِ شاہوار تھا

سر سے قدم تک ایک جواہر نگار تھا

زرین کسی کا سر متلوّن کلی کلی　　مقیش کی کسی کے پروں مین جھلاجھلی
سر پر کسی کے نام محمدؐ لکھا جلی　　سینے پہ بعض کے بخط سبز یا علیؑ

کتتون کے جسم بھر پہ رقم پنجتن کے اسم
اکثر کے بازو پہ حسینؑ و حسنؑ کے اسم

پیاری ادا وہ انکی ہر اک جو نظر کو بھاے　　خوش فعلیون پہ ہر دل غمدیدہ لوٹ جاے
پھولے بصد سرور کبھی گاہ چھپاے　　پلٹے کبھی اُدھر کبھی ان ڈالیون پہ آے

پتی ہلی تو رہ گئے پر تولتے ہوے
چٹکی کلی تو رل کے اٹے بولتے ہوے

زہراؑ کے باغ کے نظر آے جو نونہال　　سبز ان خلد کو بھی مسرت ہوی کمال
جو پھل تھا وہ مراد کو پہونچا ہے جمال　　ڈالی مین سیب کا ہوا چہرہ خوشی سے لال

خرمون نے خرمی کا طریقہ ادا کیا
رُمان تر نے خندۂ دندان نما کیا

ہر برگ ہاتھ اٹھا کے پکارا یہ برملا　　کیا گلبدن ہین صل علی آل مصطفا
بلبل ہزار جان سے ہوی دیکھکر فدا　　حورین سب آ کھڑی ہوئین غرفونکو کر کے وا

نرگس کے گل جما کے نظر تاکنے لگے
انگور بھی بغور ادھر تاکنے لگے

طوبا کو یہ ہوا تھی کہ سایہ مین میرے آئین　　ہر قصر منتظر تھا کہ تشریف ادھر کو لائین
کوثر یہ چاہتا تھا کہ پیاس آ کے یان بجھائین　　مشتاق ڈالیان تھین کہ ان نعمتونکو کھائین

انجام عشق دلبر مشکل کشا یہ ہے

میوے تھے ذوق و شوق مین طرفہ مزا یہ ہے

حوران خلد مین سے یک بیک آنکھین ہوین جو چار — تیر نگاہ ناز ہوے ہر جگر کے پار

بولین وہ ہمکو آپ تمھارا ہے انتظار — جلد آؤ اب کہ ہجر کا صدمہ ہے ناگوار

جنت یہ ہے یہ جام شراب طہور مین

حوران خلد ہم ہین یہ اعلی قصور مین

ہر دم سہانا وقت ہے نہ روز ہے نہ شب — کیسا ملال ہوتا ہے کیا چیز ہے تعب

پتون کو کرتی ہے متحرک نسیم جب — سنتے ہین ان سے نغمہ دلکش عجیب عجب

عیش و طرب کا چار طرف ساز و برگ ہے

یان درد ہے نہ غم نہ تغیر نہ مرگ ہے

آراستہ ہوے ہین تمھارے لئے یہ گھر — سب فرش ہے حریر بہشتی کا سر بسر

روشن ہے صورت دل عارف ہر ایک در — پردے مثال چادر مہتاب جلوہ گر

ہر ہین درخت پہنے ہوے رخت نور ہین

ایوان جواہرات کے ہین تخت نور ہین

ہر شے مین شان صنعت پروردگار ہے — ہر رنگ کے گلو نپہ ہمیشہ بہار ہے

گلشن کا رخت سبز جواہر نگار ہے — شاخون سے حسن دست نگار آشکار ہے

یان کی زمین بھی ہے تو عنبر سرشت ہے

گویا دلھن بنا ہوا سارا بہشت ہے

ذرے پہ یان کے صدقہ ہے دنیا کی کائنات — وہ عارضیت سرا تو ہمیشہ اسے ثبات

یہ پر فضا مقام یہ سلسبیل یہ میوہ جات — پہونچے یہان کہ رنج و الم سے ہوی نجات

جو کچھ تمھارے واسطے سامان ہین جہین کے
اے گلرخو یہ پھل ہین ولائے حسین کے

سب کی نظر سے جب وہ مرقع ہوا نہان — ہر اک نے بڑھ کے رخ شاہ انس و جان دیکھا
فرمایا کیا سمان نظر آیا کر بیان — کی عرض سب نے دیکھ لیا گلشن جنان

جنت مین ہم تھے گو تیے قدم یان کی خاک پر
مولا نثار آپ کے نعلین پاک پر

ہنستے ہوے بڑھے شہ عالم بصد وقار — تنتے چلے جلو مین عزیز و رفیق و یار
غل قدسیون مین تھا کہ زہے شان کردگار — ہے گلشن نبی پہ خزان مین عجب بہار

دیکھو شکوہ بادشہ مشرقین کی
فردوس مین چلی ہے سواری حسین کی

پہونچے جو زمگاہ مین شاہنشہ امم — کانپی زمین لرزنے لگا وادیٔ ستم
ریتی مین گاڑ گاڑ کے نیزے بصد حشم — باندھا پرا سپاہ خدا نے کھلا علم

بپھرے ہزبر فوج کے جنگل کو دیکھکر
گھوڑون پہ جھومنے لگے مقتل کو دیکھکر

لشکر مخالف کو ہدایت و نصیحت

حضرت سید الشہدا علیہ السلام ایک ناقہ بلند پر سوار ہوے اور لشکر مخالف کے قریب تشریف لے گئے دیکھا کہ سارا میدان کثرت سواران و پیادگان سے ایک بحر موج اور دریاے ناپیدا کنار معلوم ہوتا ہے اور اسی مجمع مین عمر سعد کھڑا ہے حضرت نے باواز بلند فرمایا۔ اے گروہ اشرار و اے قوم جفا شعار تم سب متوجہ ہو کر میرا کلام ہدایت التیام سنو اور میرے قتل مین جلدی نہ کرو۔ چونکہ ابلاغ و افہام مجھپر واجب ہے لہذا اتماماً للحجۃ تمھارے سامنے اس کلام کو بیان کرتا ہون اگر تمھین اختیار ہے

مانو چاہے نہ مانو یہ سنکر سب اہل لشکر خاموش ہوگئے حضرت نے فرمایا۔

الحمد لله الذی	مین اُس خدا کا شکر کرتا ہون جس نے دنیا کو
خلق الدنیا وجعلها	پیدا کیا۔ اور اسکو مقام فنا و زوال قرار دیا۔
دار فناء وزوال متصرفة	دنیا کے رہنے والونکا حال ایک طرح پر نہین
باهلها حالا بعد حال فالمغرور	رہتا کبھی راحت ہے تو کبھی ملال کبھی شادی
من غرته والشقی من فتنته	ہے تو کبھی رنج۔ اے گروہ کوفہ و شام اس شخص
فلا تغرنکم الدنیا فانها تقطع	نے جو دنیا کے مکر و فریب مین آگیا فریب کھایا ہے
رجاء من رکن الیها وتخیب طمع	اور وہ شخص جو دنیا پر فریفتہ ہو گیا بدبخت و
من طمع فیها واراکم قد اجتمعتم	مردود ہے پس تمکو لازم ہے کہ اس دنیا کے
علی امر قد اسخطم الله فیه	فریب اور جال مین نہ پھنسو کہ اس دنیا نے
علیکم واعرض بوجهه الکریم	کسی سے وفا نہین کی بلکہ اس شخص کو جو
عنکم واحل نقمته وجنبکم	اس سے بہتری اور خیر کی امید رکھتا ہے ناکام
رحمته اقر رتم بالطاعة	اور مایوس کر دیتی ہے۔ اے گروہ ناعاقبت اندیش
وامنتم بالرسول ثم انکم	مین دیکھتا ہون کہ تم سب ایسے امر پر مجتمع ہوئے ہو
زحفتم الی ذریته وعترته	جس سے خداوند قہار تم پر غضبناک ہے اور اسنے
تریدون قتلهم استحوذ	تمہاری طرف سے روے رحمت کو پھیر لیا ہے
علیکم الشیطان	اور تمہارے لئے عذاب معین کر رکھا ہے۔
فانسکم ذکر الله العظیم	پہلے تم نے وحدانیت خداوند رب العالمین کا
فتبا لکم ولما	اقرار کیا بعد ازان رسالت خاتم النبین کا اعتقاد رکھا

تریدون انا للہ
وانا الیہ راجعون



پھر اب کیا باعث ہوا کہ تم سب کے سب فعتہ مرتد
ہوگئے اور اسلام سے یکبارگی ہاتھ اٹھا لیا اور
اہل بیت رسول کے قتل پر آمادہ و مستعد ہوگئے اور
ذریت علی و بتول کے دشمن بن گئے۔ آگاہ ہو کہ شیطان
تمپر ایسا مسلط ہو گیا ہے کہ اوس نے یاد خدا کو تمھارے
دلون سے بالکل محو کر دیا ہے پس وا ہو تمپر اور تمھارے
اس ارادہ پر کیا تم نہین جانتے کہ تم سبکی بازگشت
ایک دن اسی حاکم عادل اور منتقم حقیقی کی طرف ہے،

پھر حضرت نے کلام خدا دونون ہاتون پر بلند کیا اور فرمایا بینی و بینکم کتاب اللہ (اے گروہ اشقیا یہ کتاب خدا میرے اور تمھارے درمیان ہے) گویا مراد حضرت کی یہ تھی کہ جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا ہے انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی (کہ مین تمہین دو عظیم القدر چیزین چھوڑتا ہون ایک کتاب خدا اور ایک اپنی عترت) پس یہ قرآن ہے اور مین عترت رسول ہون۔ لہذا قرآن کا اور میرا احترام کرو اور مجھے قتل نہ کرو۔ جابر بن عبداللہ انصاری۔ ابوسعید خدری۔ زید بن ارقم۔ انس بن مالک و سہیل بن سعد ساعدی یہ سب اصحاب رسول ابھی زندہ موجود ہین ان لوگون نے بارہا سنا ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے الحسن والحسین سیدا شباب اھل الجنۃ حسن و حسین جوانان اہل بہشت کے سردار ہین۔ ان لوگون سے دریافت کرلو کہ مین نے جو بیان کیا سچ ہے یا نہین۔ عمر سعد نے جب دیکھا کہ لشکر کا رنگ بدلا چاہتا ہے تو پکار کے کہنے لگا اے بےعقلو کس کا کلام سن رہے ہو۔ یہ فرزند علی ابن ابی طالبؑ ہین قسم بخدا یہ وہ فصیح و بلیغ ہین کہ اگر آج تمام دن بیان کے لئے کھڑے ہون تو ہرگز ساکت نہون یہ کہکر وہ خود پسند تو اپنے خیمہ کی طرف مڑا اور اُدھر۔

آغاز جنگ اور
انصار کی شہادت

ناگاہ فوج شام مین بجنے لگے دُہل　　تیغین کھنچین چمکنے لگے برچھیون کے پھل
کڑکین کمانین آنے لگے ناوکِ اجل　　شیرون کے تیورون پہ پڑے اطرف بھی بل
تن تن کے ہونٹ چاب کے تھرا کے رہ گئے
تیرون کے زخم شاہ کو دکھلا کے رہ گئے

بڑھکر جو خود سرون نے مبارز کئے طلب　　یاور امام پاک کے برہم ہوئے غضب
تھی ایسی منچلون کو توقف کی تاب کب　　دیکھا ہر اک نے مڑکے رخ شاہ تشنہ لب
فرمایا شہ نے عزم ادھر ہے فساد کا
اچھا لڑو کہ وقت اب آیا جہاد کا

جانے لگے یہ سنتے ہی غازی پے جدال　　ہونے لگا نبرد کا میدان لہو سے لال
رہ رہ کے گرم ہوتا تھا ہنگامۂ قتال　　دیتا تھا داغ ایک کے بعد ایک ذی کمال
رہنا تھا ناگوار جو دنیا سے زشت مین
انجام کار سب ہوئے داخل بہشت مین

سبحان اللہ ؎

رُتبے یہ تھے کہ لڑکے سپاہِ جہول سے　　پہلے گئے بہشت مین آل رسول سے

غرض ؎

سب ناصران قبلہ عالم بچھڑ گئے　　غربت مین ان کو دیکے عجب غم بچھڑ گئے
کیا جرأتین دکھاکے وہ ضیغم بچھڑ گئے　　فوجونکو کرکے درہم و برہم بچھڑ گئے
اعدا کے ہاتھ بہر امان دمبدم اٹھے
خود اٹھ گئے پہ رن سے نہ اونکے قدم اٹھے

پیدا نہونگے ایسے وفادار جان نثار　　خوش فہم خوش نہاد خوش اطوار جان نثار

صفدر ہزار معرکہ جرار جان نثار　　پیرو امام پاک کے ابرار جان نثار

آیا کسی جگہ نہ خلل اعتقاد مین

پیچھے رہے نماز مین آگے جہاد مین

قال اللہ تبارک وتعالی یاایھا　　اے مسلمانو جب کسی گروہ سے مڈبھیڑ ہوجاے

الذین اٰمنوا اذا لقیتم فئۃ فاثبتوا　　تو ثابت قدم رہو اور بار بار خدا کا نام لیتے

واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون　　جاؤ تو تم کامیاب ہوگے

(انفال)　　(جلد اول صـ۴۴۵)

تقابل نماز اصحاب رسولؐ و انصار حسینؑ

بھایو ذرا اصحاب حسین کے ایمان و اعتقاد پر نظر فرما کر ان اصحاب رسولؐ کے سچے اسلام اور سچے ایمان پر بھی غور فرماؤ جو جنگ احد و حنین وغیرہ مین اپنے پیغمبر کو تنہا چھوڑ کر فرار ہو جاتے تھے نہ صرف جہاد ہی مین بلکہ عین نماز مین بھی۔ چنانچہ ایک دفعہ مدینہ مین قحط تھا اور جمعہ کے دن جناب رسولخدا صلعم مسجد مین نماز پڑھ رہے تھے کہ شام سے کوئی قافلہ غلہ لے کر تالیان بجاتا ہوا آپہونچا اصحاب یہ آواز سنتے ہی کچھ غلہ خریدنے اور کچھ سیر و تماشے کی غرض سے بارہ آدمیون کے سوا سب کے سب نماز توڑ کر چلتے ہوے جیسا کہ خداوند متعال سورہ جمعہ مین اس کا ذکر فرماتا ہے۔

واذا راوا تجارۃ اولھوا انفضوا　　اور (انکی حالت تو یہ ہے) جب یہ لوگ

الیھا وترکوک قائما ط　　سودا بکتا یا تماشا ہوتا دیکھین تو اسکی طرف

(سورہ جمعہ)　　ٹوٹ پڑین اور تمکو کھڑا ہوا چھوڑ دین۔

اور اصحاب حسین نے روز عاشورہ اپنے امام کے پیچھے عین معرکۂ جہاد اور تیرون کی بوچھار مین نماز باجماعت پڑہی وہ نماز ظہر تھی جو بطریق نماز خوف قصر تھی مگر بعض اصحاب کو تو پوری قصر بھی ممکن نہین ہوی

بلکہ قصر نماز مین بھی قصر ہوا یعنی اثناء نماز مین تیر ستم کھاکے خاک پر گر پڑے اور شہید ہوگئے حق تعالی
انکی شان مین فرماتا ہے والذین ھم علی صلاتھم یحافظون (اور یقیناً کامیاب ہونیوالے
مومن وہ ہین جو اپنی نماز کی محافظت کرتے رہے) جیسا کہ صاحب تفسیر مجمع البیان نے جناب امام
موسی کاظمؑ سے روایت کی ہے کہ یہ آیت اصحاب جناب امام حسینؑ کی شان مین نازل ہوی ہے۔
فی الواقع مومنین کیا اصحاب تھے حضرت کے کہ ایسے وقت نازک مین کہ تلوارین چل رہی تھین تیر و نکا
مینہ برس رہا تھا وہ لوگ نماز کو نہ بھولے اور اسکی محافظت کی بلکہ خود اسکی محافظت کی جو ہمہ تن جانِ
نماز تھا اور جسپر صلوات وسلام بھیجے بغیر نماز ہی درست نہین۔ چنانچہ لکھا ہے کہ روز عاشورہ وقت
زوال ابوثمامہ صیدادی نے عرض کی اے مولا میری جان آپ پر فدا ہو یہ ملاعین بہت قریب آگئے
ہین واجب ان القی اللہ وقد صلیت ھذہ الصلوٰۃ (اور مین مشتاق ہون کہ یہ نماز
آپ کے ساتھ بجماعت پڑھ کے خدائے تعالی کی حضوری حاصل کرون) حضرت نے سر مبارک آسمان کی
طرف اٹھایا اور فرمایا ذکرت الصلوۃ جعلک اللہ من المصلین (اے ابوثمامہ اسوقت
جو تمنے نماز یاد کی خدا تمھین نماز گزارون مین محسوب کرے) ہان یہ اول وقت ظہر ہے ان منافقون سے
کہو کہ اتنی ہمین مہلت دیدو کہ نماز ظہر ادا کرلین۔ بموجب ارشاد حضرت اُن ظالمون سے کہا گیا کہ فرزند
رسولخداؐ تم سے نماز پڑھنے کی مہلت مانگتا ہے حصین بن نمیرؔ نے جواب دیا کہ حسین کی نماز قبول نہوگی۔
حبیب ابن مظاہرؓ نے فرمایا اے شقی تعجب ہے کہ فرزند رسولخداؐ کی تو نماز قبول نہو اور تجھ ایسے فاسق و فاجر
کی نماز قبول ہو۔ جب حضرت نے دیکھا کہ یہ ملاعنہ مہلت نہین دیتے تو آپ نے زہیر بن قین اور سعید
بن عبداللہ سے فرمایا کہ تم میرے آگے کھڑے ہوجاؤ کہ مین نماز پڑھ لون چنانچہ وہ دونون بزرگ
سامنے کھڑے ہوگئے۔ لکھا ہے کہ جب لشکر مخالف سے کوئی تیر آتا تھا تو یہ بزرگوار داہنے اور بائین
جھک جھک کر اپنے اپنے سینے پر لیتے تھے تاکہ آقا پر کوئی گزند نہ پہونچے یہانتک کہ سعید سعادت

زخمون کی کثرت سے زمین پر گر پڑے اور شہید ہو گئے۔

تقابل اصحاب و اصحاب حسینؑ

اسی طرح ان کے جہاد اور حسن اعتقاد کا بھی ان اصحاب بدر سے تقابل کرو جو غزوہ بدر کو مدینہ سے نکلنے مین ہچکچاتے تھے گویا وہ سمجھتے تھے کہ موت کے منہ مین جا رہے ہین جیسا کہ خدائے پاک فرماتا ہے

وان فریقا من المومنین	حالانکہ مسلمانون کا ایک گروہ اس سے
لکارھون ۝ یجادلونک فی الحق	ناخوش تھا وہ تم سے حق ظاہر ہونے کے پیچھے بھی
بعد ما تبین کانما یساقون الی	جھگڑتا ہے گویا کہ وہ موت کی طرف ہنکائے
الموت وھم ینظرون ۝ پ ۹ ع ۱۵	جا رہے ہین اور موت کے تئین دیکھ رہے ہین

پیشتر اصحاب غزوات مین بطمع غنیمت مجاہدین کے ساتھ شریک ہو جایا کرتے تھے اور جنگ چھوڑ کر غنیمت لوٹنے لگتے تھے جب بدر مین خدائے عزوجل نے خبر دی کہ مال کفار ہاتھ آئے گا یا لڑائی ہوگی۔ تو پیغمبر خدا صلعم نے اصحاب سے پوچھا کہ دونون صورتون مین کونسی پسند کرتے ہو باستثنا چند مومنین سب نے جنگ سے کراہت کی اور مال پر رغبت ظاہر کی جیسا کہ خدا فرماتا ہے اذ یعدکم اللہ احدی الطائفتین الخ یعنی جب خدا تمسے قریش کے قافلہ اور قریش کی فوج مین سے ایک کا وعدہ کرتا ہے کہ وہ تمھارے لئے ہے تم چاہتے ہو کہ بے خرخشہ والا گروہ تمکو ملجائے (یعنی قافلہ مال) اور خدا چاہتا ہے کہ حق کو اپنے حکم سے ثابت کرے اور باطل کو مٹا دے گو گنہگار اس سے رنجیدہ ہون اور اصحاب حسینؑ سب تکالیف و مصائب پیش نظر رکھکر جان دینے ہی کے لئے اپنے اپنے گھر سے نکلے تھے اصحاب بدر باستثنا خاص مومنین مقابلہ اعدا سے پرہیز کرتے تھے جیسا کہ خدائے پاک شہادت دیتا ہے ،،

وتودون ان غیر ذات الشوکۃ تکون لکم (یعنی تم لوگ چاہتے تھے کہ لڑائی نہوتی) اور اصحاب حسین کا روز عاشور یہ حال تھا کہ ایک دوسرے پر سبقت کرتا تھا اور اپنے آپ کو تلوارون کی باڑھ پر ڈالے دیتا تھا اور یہی چاہتا تھا کہ سب سے پہلے مین ہی اپنے آقا پر فدا ہون اور شہید ہو کر زندگانی جاوید

حاصل کرون اور خدا کے پاس سے روزی پانیکا مستحق ہوجاؤن۔ چنانچہ جسوقت جہاد کا اذن ملا تو اس مژدہ سے انکے چہرے سرخ ہوگئے۔ سبحان اللہ کیا شوق شہادت تھا کہ ؎

یون جاتے تھے میدان شہادت مین وہ ابرار　　جس طرح کہ بچھڑی ہوئی بلبل سوے گلزار
خود روکتے تھے فرق پہ جب پڑتی تھی تلوار　　باران کرم جانتے تھے تیرون کی بوچھار

برچھی جو لگی نخل شہادت مین پھل آیا
جان آگئی جسوقت پیام اجل آیا

زخمون کو عطاے صمدی جانتے تھے وہ　　آزار کو لطف احدی جانتے تھے وہ
جینے کو مقدر کی بدی جانتے تھے وہ　　مرنے کو حیات ابدی جانتے تھے وہ

سوکھے ہوے ہونٹون پہ محمد کی ثنا تھی
دو روز کی پیاس انکے لئے آب بقا تھی

قربان تو لاے حبیب ابن مظاہر　　یکسان صفت مہر مبین باطن و ظاہر
عصیان سے بری طیب و پاکیزہ و طاہر　　جانبار جہاندیدہ فن جنگ سے ماہر

سر ہلتا تھا پیری سے قد راست مین خم تھا
اس پر بھی کچھ آگے ہی جوانون سے قدم تھا

رعشا تھا کہ قابو مین نہ تھے دست نکوکار　　پر ایک مین محکم تھی سپر ایک مین تلوار
جب شہ کی طرف تیر لگاتے تھے ستمگار　　یہ بڑھ کے اوسے روکتے تھے سینہ پہ ہر بار

بھائی مرے پاس آو یہ فرماتے تھے شبیر
جب تیر انھین لگتا تھا تڑپ جاتے تھے شبیر

اللہ اللہ ان غازیون کے جہاد کی ثنا کیا ہوسکتی ہے ؎

جوانان حسینی نے صفین اُلٹین پرے توڑے　　نہ بھوے گی لڑائی تاقیامت مرنے والون کی

اصحاب بدر تین سو تیرہ آدمی تھے اور انکے مقابلہ مین ہزار آدمی کی جمعیت تھی اور سو سوارون کا رسالہ تھا۔ اور کربلا مین اصحاب حسین کل بہتر تھے اور ان کے مقابلہ مین ستر ہزار اشقیا تھے۔ اور کم سے کم تیس ہزار کی روایت ہے باوجودیکہ اصحاب بدر سے پروردگار عالم نے نصرت کا وعدہ فرمایا تھا مگر وہ مشرکین وکفار کی کثرت دیکھکر فریاد کرنے لگے جیساکہ اللہ تعالی فرماتا ہے۔

اذ تستغیثون ربکم فاستجاب	یاد کرو جب تم اپنے پروردگار سے فریاد کررہے
لکم انی ممدکم بالف من الملئکۃ	تھے اس نے تمھاری سنی (اور کہا) مین تمھاری
مردفین"۔	لگاتار ہزار فرشتون سے مدد کرونگا۔

آخر اوس نے ایک ہزار فرشتون کو انکی مدد کے واسطے بھیجا۔ اور اصحاب حسین پر کسی طرح کا ہراس نہ تھا شب عاشور سے جان دینے پر مستعد تھے ؎

تھے شوق شہادت مین اِدھر شہ کے موالی　　شیدائے علیؑ عاشق روے شہ عالی

بیحال ریاضت سے یہ چہرون پہ بحالی　　زردی کے عوض پھول سے رخسارون پہ لالی

ہر سو تھی مہک وے سمن بو ہون تو ایسے

خوشخو ہون تو ایسے ہون جو گلرو ہون تو ایسے

ذی ہمت و والاحشم وصاحب اقبال　　دلدادۂ اولاد نبی شیفتۂ آل

کیا بیش بہا دُر تھے زہے شوکت اجلال　　یکتاے جہان جن کو کہے فاطمہ کا لال

جرأت کا نشان گاڑ گئے نامور ایسے

ایسا نہ سنے کان سے عالی قدر ایسے

کیا لوگ تھے کیا فوج تھی اللہ رے ارادے　　اس پر کہ بہتر تھے سوار اور پیادے

ایک ایک جب آقا کے لئے جان لڑا دے　　کیونکر نہ بھلا فاطمہ ان سب کو دعا دے

سردار مجاہد ہو تو انصار ہون ایسے

آقا جو ہو ایسا تو مددگار ہون ایسے

مارے گئے لڑ بھڑ کے جو وہ مومن کامل　　جا جا کے اٹھالائے انھین سرور عادل

کس طرح بشر سے ہون بیان اُنکے فضائل　　رہتے ہین ملک ہو نہ سکے جن کے مقابل

رونے کو نہ مادر تھی نہ ہمشیر سرہانے

تھا وقت اجل زانوے شبیر سرہانے

یہ وہ شہید راہ خدا ہین جنکے واسطے کبھی موت نہین ہے بلکہ زندہ جاوید ہین اور اپنے پروردگار کے پاس سے روزی پاتے ہین جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔

ولاتحسبن الذین قتلوا فی　　اور ان لوگونکو جو راہ خدا مین قتل کئے گئے مردہ نہ سمجھو

سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون　　بلکہ وہ زندہ ہین اور اپنے رب کے پاس سے رزق پاتے ہین۔

آمین کلام نہین کہ اصحاب بدر جو جناب سید المرسلین خاتم النبین صلعم کی حضوری مین درجہ شہادت پر فائز ہوے انکے مدارج و مراتب اعلی ہین وہ کل شہدا سے افضل ہین لیکن جب ان کا تقابل شہدائے کربلا سے کیا جاے تو جو مصائب و آلام انھون نے راہ خدا مین اُٹھاے اصحاب بدر اون سے محفوظ تھے یعنی شہدائے بدر کئی دن کی بھوک پیاس مین شہید نہین ہوے ظالمون نے انکو گھیر کر زرغہ نہین کیا تھا میدان جدال و قتال مین اون کے ساتھ اون کے عیال و اطفال نہ تھے جنکی اسیری کا غم ہوتا۔ بعد شہادت اونکی لاشین گھوڑونکی ٹاپون سے پامال نہین کی گئین۔ اون کے سر نوک نیزہ پہ بلند کر کے شہر بہ شہر دیار بدیار پھرائے نہین گئے۔ غسل و کفن سے محروم نہین رہے۔ پس یہ سعادت عظمی مخصوص شہدائے کربلا ہی کے حصہ مین آئی تھی کہ خدا کی راہ مین وطن آوارہ ہوے تین روز کی بھوک پیاس مین ہنس ہنس کر نیزہ و شمشیر کے زخم پر زخم کھاے جب سے وطن چھوڑا

مال و جائداد عزیز و اقارب اور دوست و احباب سے ہاتھ اٹھا لیا تھا۔ سارے تعلقات دنیوی تو قطع کر ہی چکے تھے اوس پر بھی سر و تن کا تعلق گوارا نکیا آخر لاشہاے مجروح و خون آلودہ تو سم اسپان سے چور چور اش شان سے

کہہ دھوپ پڑتی تھی یہ دن جرخ نے دکھلایا تھا نہ تو چادر تھی کسی لاش پہ نہ سایہ تھا

قتل گاہ مین رہے۔ اور سر نیزون پر سر سید الشہدا کے پیچھے پیچھے کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام تک ساتھ رہے شہدا بدر مین سے ان بکیسون کی طرح ؎

پس از فنا نہ یہ رنج و محن کسی کو ملا نصیب قبر ہوی نہ کفن کسی کو ملا

اللہ اکبر ؎ جوانان حسینی کو جو نسبت دین تو کس سے دین کہان سے ڈہونڈ کر لائین مثالین بے مثالونکی

یہ ظاہر ہے کہ کل نفس ذائقۃ الموت ہر ذیحیات موت کا مزہ چکھے گا مگر خوشا بخت اور زہے طالع ان جانثارون کے جن کی جان و مال کا خدا مشتری ہوا۔

کما قال اللہ تبارک و تعالی

ان اللہ اشتری من المومنین بیشک اللہ نے مومنین سے انکی جانین اور انکے

انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ مال اس بات کے معاوضہ مین خرید لئے ہین کہ

یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون ان کیلیے جنت ہے (کیونکہ) وہ راہ خدا مین مرتے

ویقتلون ۔ وعدا علیہ حقا فی ہین۔ پس وہ قتل کرینگے اور قتل بھی کئے جائینگے

التورٰۃ والانجیل والقراٰن ۔ ومن اسی پر سچا وعدہ توریت مین اور انجیل مین اور قرآن

اوفی بعھدہ من اللہ فاستبشروا مین موجود ہے۔ اور اللہ سے زیادہ اپنا عہد پورا

ببیعکم الذی بایعتم بہ وذلک ھو کرنیوالا کون ہوگا پس یہ سودا جو تمنے اللہ سے کیا

الفوز العظیم ۔ (سورہ توبہ۔ پ ۱۱۔ ع ۲) ہے اس سے خوش ہو جاؤ۔ اور یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہمدردانِ ملت

نظامی پریس کو قومی پریس
سمجھئے اور اسکی ترقی میں کوشش فرمائیے اگر
کام میں رستم کی خوبی، عمدگی خط کی پاکیزگی چھپائی کی
اجرت میں کفایت دیکھئے یہ سب خوبیاں موجود ہیں تو اس پریس کو
ترجیح دینا آپکا قومی فرض ہے، ہر قسم کا کام سادہ ہو یا رنگین،
ہر ممکن طریق سے بہت سے بہتر چھاپنے کی کوشش کیجاتی ہے کام مرتی
مشینوں سے ہوتا ہے ایک مرتبہ معمولی سے معمولی کام چھپوا کر
امتحان فرمائیے اور شکر گزاری کا موقع دیجئے

مرزا محمد جواد
پروپرائٹر نظامی پریس
وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ